عمران سیریز
کیمپ ریکرز
مظہر کلیم ایم اے

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچوئشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کیلئے پبلشرز، مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہونگے

ناشران ---------- اشرف قریشی
---------- یوسف قریشی
پرنٹر ---------- محمد یونس
طابع ---------- ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ---------- 20/- روپے

چند باتیں

معزز قارئین !

سلام مسنون ! نیا ناول "کیمپ ریکرز" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول کی کہانی ان کہانیوں میں شامل ہے جس میں تیز رفتار ایکشن اپنے پورے عروج پر ہوتا ہے۔

عمران اور پوری سیکرٹ سروس اس بار حرکت میں آئی ہے اور ایسی حرکت میں آئی ہے کہ ناول کی پہلی سطر سے آخری سطر تک انہیں ایک سانس بھی سکون سے لینے کی مہلت نہیں ملی۔

عمران اور سیکرٹ سروس کا یہ ایڈونچر کافرستان کی سرزمین میں واقع اسرائیل کے انتہائی خفیہ اڈے کی تباہی کا ایڈونچر ہے۔

اس کہانی میں کافرستانی سیکرٹ سروس اور اسرائیل کی سیکرٹ سروس جی۔پی۔فائیو۔ عمران اور پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے مقابلہ میں مشترکہ طور پہ آگئیں اور یہ مقابلہ اس قدر خوفناک ---- اس قدر تیز رفتار ---- اعصاب شکن ---- اور رونگٹے کھڑے کر دینے والا ثابت ہوا کہ آپ پہلی سطر کے بعد ناول کے اختتام تک آنکھیں جھپکنا بھی بھول جائیں گے۔

اس کہانی میں ایکشن کے ساتھ ساتھ قدم قدم پر اعصاب کو جھنجھنا دینے والا سسپنس بھی موجود ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی اس بار حقیقتاً موت کے ظالم پنجوں میں اس بُری طرح پھنسے کہ انہیں پھڑکنے تک کی مہلت نہ ملی۔
مجھے یقین ہے کہ یہ ناول جاسوسی ادب میں انتہائی گرانقدر اضافہ ثابت ہوگا۔

والسلام

مظہر کلیم ایم۔ اے

طیارہ

دیو ہیکل چھاتہ بردار طیارہ گہرے اندھیرے میں تاریکی کا سینہ چیرتے ہوا آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اس طیارے میں پائلٹ کے علاوہ گیارہ افراد سوار تھے۔ ان سب نے پیراشوٹ باندھ رکھے تھے۔ ان کی پشت پر کینوس کے موٹے موٹے تھیلے لدے ہوئے تھے۔ اور وہ سب خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سب کے چہروں پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔
یوں لگتا تھا جیسے وہ کسی گہری سوچ میں غرق ہوں۔ چھاتہ بردار طیارہ اندھیرے کا جزو بنا ہوا تھا۔ پائلٹ کی نظریں سامنے ڈائل پر روشن ایک نقطے پر جمی ہوئی تھیں۔ یہ نقطہ ہی اسے راستہ دکھا رہا تھا۔ وہ اس نقطے کی حرکت کے مطابق دیو ہیکل جہاز کو اڑائے لئے چلا جا رہا تھا۔ کہ اس خاموشی میں اچانک ایک کے بولنے سے تھرتھراہٹ سی پیدا ہوئی۔ خاموشی یوں ٹوٹی کہ سب چونک پڑے۔
"اگر میرا پیراشوٹ بروقت نہ کھلا تو کیا ہوگا"۔ بولنے والے نے بڑے

خوفزدہ لہجے میں کہا۔
"تو تم نیچے گر کر مر جاؤ گے بس اور کیا ہو گا" ساتھ بیٹھے ہوئے نے بڑے مطمئن سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے باپ رے ـــــ مر جاؤں گا ـــــ یار یہ موت پیراشوٹ میں چھپی بیٹھی ہوئی ہے کہ جیسے ہی پیراشوٹ نہ کھلے وہ دبوچ لیتی ہے" پہلے نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا۔

"پلیز ـــــ ایسے موقعوں پر یہ بدشگونی کی باتیں نہ کریں" طیارے میں موجود واحد لڑکی نے جو پہلے بولنے والے کی پشت پر بیٹھی تھی۔ سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو بدشگونی کے لئے کوئی خاص موقع ہوتا ہے ـــــ چلو مجھے وہ موقع بتا دو۔ کم از کم مجھے یہ پتہ تو چلے کہ کس موقع پر بدشگونی کی باتیں اچھی لگتی ہیں"۔ پہلے بولنے والے نے کہا۔

"وہ موقع ہوتا ہے کسی کی شادی کا ـــــ کیونکہ شادی مجسم بدشگونی ہوتی ہے مرد کے لئے" ایک اور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم چپ رہو ـــــ جب اچھی باتیں کرنی نہیں آتیں تو خواہ مخواہ چونچ کھولنے کا کیا فائدہ" ایک اور نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

یہ سب لوگ عمران اور اس کے ساتھی سیکرٹ سروس کے ممبرز تھے۔ اور بدشگونی کی باتیں کرنے والا ظاہر ہے عمران کے سوا اور کون ہو سکتا ہے۔ آج صبح ایکسٹو نے انہیں دانش منزل میں اکٹھا کیا اور پھر انہیں اس مشن پر جانے کی تیاریوں کا حکم دے دیا۔

عمران ان کا لیڈر مقرر ہوا اور جولیا کو نائب لیڈر بنایا گیا۔ مشن کے متعلق صرف

اتنا بتایا گیا کہ انہیں ہمسایہ ملک کافرستان کے غیر آباد پہاڑوں میں موجود ایک خفیہ اڈے کو تباہ کرنا ہے اور بس۔

اور پھر آدھی رات کے وقت انہیں ایک خفیہ اڈے پر پہنچا دیا گیا جہاں انہیں پیراشوٹ باندھ کر اس طیارے میں سوار ہونا تھا۔ عمران بھی خلاف معمول خاموش تھا۔ لیکن زیادہ دیر تک عمران کے لئے خاموش بیٹھنا بھی ناممکن تھا۔ اس لئے وہ آخر بول ہی پڑا۔

"بھئی تنویر کو چونچ کھولنے کا موقع کوئی دیتا نہیں۔ پلیز جولیا! یہ چونچ کھولے تو اسے 'چوگ' دے دینا" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ ـــــ تمہیں بات کرنے کی تمیز ہی نہیں ہے، آ جاتے ہیں لیڈر بن کے" ـــــ تنویر بری طرح بھڑک اٹھا۔ ظاہر ہے عمران کا فقرہ تنویر کو برا لگنا ہی تھا۔ کیونکہ مادہ پرندہ اپنے بچوں کو چونچ کے ذریعے چوگ ڈالتی ہے۔ اس لئے عمران نے جولیا کو تنویر کی ماں بنا دیا تھا۔

"تنویر ہم کسی سیاسی جلسے میں تو شرکت کرنے نہیں جا رہے کہ صرف اچھی باتیں کرنے والا ہی لیڈر بن سکتا ہے" ـــــ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا

"جہاں بھی جا رہے ہوں۔ چاہے وہ جہنم ہی کیوں نہ ہو لیکن لیڈر کو بات کرنے کا سلیقہ تو آنا چاہیے" تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہوشیار ہو جائیں ـــــ ٹارگٹ قریب آ رہا ہے" ـــــ اچانک پائلٹ کی آواز کمرے میں گونجی اور وہ سب سنبھل کر بیٹھ گئے۔ طیارہ خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اور پھر طیارے کی رفتار آہستہ ہونا شروع ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی ایک سائیڈ پر بنے ہوئے دروازے پر سرخ رنگ

کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ اس کا مطلب تھا کہ طیارہ ٹارگٹ پر پہنچ چکا ہے۔ جیسے ہی سرخ بلب جلنے لگا۔ عمران جو دروازے کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ اچھل کر کھڑا ہوا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔

اس نے ہینڈل گھما کر دروازے کو زور سے دوسری طرف دبایا تو دروازے کا پٹ طیارے کی دیوار میں گھستا چلا گیا۔ اور سرد ہوا کے تیز جھونکے اندر آنے لگے۔

باقی سب لوگ بھی اپنی اپنی جگہوں پر سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے نشستوں کے اعتبار سے چھلانگیں لگانی تھیں۔

عمران نے سر پہ پہنا ہوا ہلمٹ ٹھیک کیا اور پھر جیسے ہی سرخ بلب کی جگہ سبز لائٹ جلی۔ اس نے ایک لمحے کے لئے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے دروازے سے باہر پھیلے ہوئے گھپ اندھیرے میں چھلانگ لگا دی۔

اندھیرے نے اسے ایک لمحے میں یوں نگل لیا جیسے اس کا کبھی وجود ہی نہ رہا ہو۔ عمران کے جانے کے ایک منٹ بعد صفدر نے بھی باہر چھلانگ لگا دی اور اسی طرح ایک منٹ کا وقفہ دے کر وہ سب باری باری چھلانگیں لگاتے چلے گئے۔

سب سے آخر میں جوانا کا نمبر تھا۔ یہ چھلانگ اس کی زندگی کی پہلی چھلانگ تھی۔ اس نے آج تک پیراشوٹ سے نیچے چھلانگ نہ لگائی تھی۔ اس لئے اس کا دل بڑے زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ موت کے گہرے اور اندھیرے غار میں ڈوبنے والا ہو۔

جس وقت عمران نے اس سے پوچھا تھا کہ اسے پیراٹروپنگ آتی ہے

تو اس نے نجانے کس خیال کے تحت اثبات میں سر ہلا دیا تھا اور اس لئے عمران نے اسے ٹیم میں شامل کر لیا تھا۔ ورنہ شاید وہ اسے پیچھے ہی چھوڑ آتا۔ اس کے بعد جوانا نے یہ کہنا اپنی توہین سمجھی کہ وہ عمران کو کہے کہ اسے پیراشوٹ سے چھلانگ لگانی نہیں آتی۔

ویسے اس نے طیارے میں بیٹھے بیٹھے ساتھ موجود جوزف سے بنیادی باتیں پوچھ لی تھیں۔ اس نے انداز ایسا اختیار کیا تھا کہ جوزف کو ذرا برابر بھی شک نہ پڑا کہ جوانا کو پیراٹروپنگ نہیں آتی۔ ورنہ ظاہر ہے جوزف اسی وقت عمران کو کہہ دیتا اور پھر عمران اسے یہیں سے واپس بھجوا دیتا۔

لیکن ایک بار طیارے میں سوار ہو جانے کے بعد اب وہ پیچھے نہ ہٹنا چاہتا تھا۔ اور یہ جوانا کی فطرت تھی کہ جس بات پہ وہ ایک قدم آگے بڑھا لے پھر اس سے پیچھے ہٹنا وہ اپنی مردانگی کی توہین سمجھتا تھا۔

البتہ جب اس نے باری باری سب لوگوں کو باہر اندھیرے میں چھلانگیں لگاتے دیکھا تو اسے صحیح معنوں میں احساس ہوا کہ پیراشوٹ سے اس طرح چھلانگ لگانا کتنا کٹھن کام ہے۔

جب جوزف نے بھی باہر چھلانگ لگا دی تو جوانا آگے بڑھا اور دروازے پر آ کر جھجک کر رک گیا۔ کیونکہ اس کی باہر چھلانگ لگانے کی ہمت نہ ہو رہی تھی۔

"کود جاؤ ـــــ جلدی"۔ پائلٹ نے چیخ کر کہا۔

اور جوانا نے ہمت کر کے باہر چھلانگ لگا دی۔ جیسے ہی اس کے قدموں نے طیارے کے فرش کو چھوڑا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی گہری اور اندھیری غار میں گرتا چلا جا رہا ہو۔

اس کے گرنے کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ اس کا دماغ چکرانے لگا۔

سائیں کی تیز آواز سے ایک سیاہ ہیولا سا اس کے جسم کے اوپر سے گزرتا چلا گیا۔ جوانا نے تیزی سے بیلٹ کے ساتھ بندھی ہوئی ڈوری کو کھینچنا چاہا مگر تیز ہوا کی وجہ سے ڈوری کا سرا اس کے ہاتھ نہ آ رہا تھا۔

وہ اور بھی گھبرا گیا۔ چونکہ اس کا سر نیچے اور ٹانگیں اوپر تھیں۔ اس لئے بھی اسے ہاتھ بیلٹ تک لے جانے میں شدید تکلیف ہو رہی تھی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اگر چند لمحے مزید پیراشوٹ نہ کھلا تو وہ بے ہوش ہو جائے گا۔ اس نے تیزی سے دونوں ہاتھ مار کر رسی کے سرے کو پکڑنے کی کوشش کی جس کو کھینچنے سے پیراشوٹ کھلتا تھا۔ لیکن ڈوری کا کہیں وجود ہی نہ تھا۔ چونکہ اس کا جسمانی وزن بھی بہت زیادہ تھا۔ اس لئے اس کے نیچے گرنے کی رفتار بھی بے حد تیز تھی۔ اب اس کا ذہن بھی اندھیروں میں ڈوب رہا تھا۔ اور پھر ڈوبتے ہوئے ذہن کے ساتھ اس نے آخری بار ڈوری تلاش کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ڈوری اسے نہ ملی اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن بھی اس کا ساتھ چھوڑ گیا۔ اور وہ بے ہوش ہو کر کٹے ہوئے شہتیر کی طرح سر کے بل نیچے اندھیرے کی اتھاہ گہرائیوں میں گرتا چلا گیا۔

اونچی اور غیر آباد جھاڑیوں کے درمیان ایک ہموار میدان کی ایک سائیڈ پر جنگل سے کٹی ہوئی لکڑیوں کا ایک جھونپڑا بنا ہوا تھا۔ اس جھونپڑے کے اوپر اتنے گھنے درخت جھکے ہوئے تھے کہ جھونپڑا جنگل کا ایک حصہ معلوم ہوتا تھا۔ جھونپڑے کے اندر لکڑیوں کی کرسیوں پر تین افراد بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے درمیان میں رکھی ہوئی ایک بڑی سی میز پر ایک نقشہ پھیلا رکھا تھا۔ ان کے قدموں کے نیچے زمین سے ہلکی ہلکی دھمک کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے زمین کے نیچے کہیں بھاری مشینیں چل رہی ہوں۔

”کام کی کیا پوزیشن ہے مائیکل ——— چیف معائنے کے لئے آنے والا ہے“۔ ایک ادھیڑ عمر کے آدمی نے دوسرے سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کام بس ختم ہونے کے قریب ہے۔ زیادہ سے زیادہ دو دن کا کام بقایا ہے۔ اس کے بعد یہ کیمپ کام کرنے کے لئے پوری طرح تیار ہو جائے گا“۔ مائیکل نے جواب دیا۔

”سوچ لو ——— کام میں کوئی کوتاہی نہیں ہونی چاہیئے۔ چیف اس

معاملے میں انتہائی سخت ہے" ——— ادھیڑ عمر آدمی نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"تم میرے کام کی فکر نہ کرو۔ وہ ٹھیک ہے۔ البتہ میں محسوس کر رہا ہوں کہ تم سیکورٹی سے لاپرواہی برت رہے ہو ——— کیوں بلیکی"۔ مائیکل نے ادھیڑ عمر آدمی کو جواب دیتے ہوئے اپنے تیسرے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں ——— مجھے تو اس قسم کا کوئی احساس نہیں ہوا۔ نارمن کے آدمی پوری طرح مستعد ہیں"۔ قوی ہیکل بلیکی نے جواب دیا۔

"سنو مائیکل ——— خواہ مخواہ دوسروں پر الزام تراشی اچھی بات نہیں ہم سب محب الوطن ہیں اور گریٹ اسرائیل ہم سب کا مشترکہ مشن ہے اور تم جانتے ہو کیمپ کس قدر اہمیت کا حامل ہے" ——— ادھیڑ عمر نارمن نے قدرے ترش لہجے میں کہا۔

"ارے تم تو ناراض ہو گئے ہو ——— میں تو بس مذاق کر رہا تھا۔ ورنہ میں دیکھ نہیں رہا کہ تمہارے آدمی واقعی انتہائی مستعدی سے کام کر رہے ہیں"۔ مائیکل نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور مائیکل کی چڑھی ہوئی تیوریاں اتر گئیں۔ اس کا چہرہ نارمل ہو گیا۔

"بلیکی ——— !تمہاری کارکردگی کیسی ہے۔ ویسے تو تم سے پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ کوئی غیر ملکی جاسوس یہاں بھٹک ہی کیسے سکتا ہے"۔ نارمن نے بلیکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میں اور میری ٹیم تو فارغ بیٹھے بیٹھے اکتا گئے ہیں"۔ بلیکی نے مسکراتے ہوئے کہا

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اور بات کرتا۔ انہیں اپنے سروں پر ہیلی کاپٹر

کی گونج سنائی دی۔ اور وہ دونوں اچھل کر کھڑے ہو گئے اور پھر جھونپڑے کے دروازے کی طرف لپکے

باہر آ کر وہ دروازے کے پاس ہی رک گئے۔ کیونکہ ایک ہیلی کاپٹر سامنے کے میدان میں اتر رہا تھا۔

ہیلی کاپٹر کے پیڈز جیسے ہی زمین سے لگے ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا لحیم شحیم آدمی اوورکوٹ اور سر پہ ٹوپی پہنے نیچے اترا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ان تینوں کی طرف بڑھتا چلا آیا۔

یہ اسرائیل کی سیکرٹ سروس جی پی فائیو کا انچارج کرنل ڈیوڈ تھا۔ انتہائی سفاک اور ظالم آدمی ——— پورا اسرائیل اس سے کانپتا تھا۔

یہ مشن خصوصی طور پر کرنل ڈیوڈ کی نگرانی میں دیا گیا تھا۔ اس لئے کرنل ڈیوڈ دوسرے تیسرے روز خفیہ طور پر اسرائیل سے یہاں کیمپ کی نگرانی اور دیکھ بھال کے لئے آتا تھا۔

نارمن اور بلیکی دونوں جی پی فائیو کے آدمی تھے۔ نارمن کا تعلق جی پی فائیو کے تیسرے ڈویژن سے تھا۔

وہ اس ڈویژن کا انچارج تھا۔ اس ڈویژن کو کسی بھی زیر زمین اڈے کی حفاظت کی مخصوص تربیت دی گئی تھی۔ چونکہ یہ کیمپ تمام تر زیر زمین تیار کیا جا رہا تھا۔ اس لئے کرنل ڈیوڈ نے نارمن اور اس کے آدمیوں کو یہاں سیکورٹی کے لئے تعینات کیا تھا۔ جبکہ بلیکی کا تعلق جی پی فائیو کے تیسرے ڈویژن سے تھا۔ جن کا کام غیر ملکی سیکرٹ ایجنٹوں سے نپٹنا تھا

بلیکی بلیک ٹائیگرز کا انچارج تھا۔ انتہائی لڑاکا، بے مثال نشانے باز، چالاک اور ذہین آدمی تھا۔ اسرائیل میں اس کے شعبے کی کارکردگی بے مثال

تھی۔ اس لئے کرنل ڈیوڈ نے بلیکی کو یہاں اس لئے تعینات کیا تھا کہ اگر کوئی غیر ملکی سیکرٹ ایجنٹ اس کیمپ کی تلاش یا اسے تباہ کرنے کے لئے آئے تو وہ ان سے نمٹ سکے۔ بلیکی اپنے دس خاص ساتھیوں کے ساتھ یہاں آیا تھا۔

اس کیمپ کو تعمیر ہوئے چار ماہ سے زائد عرصہ ہو گیا تھا۔ دراصل اسرائیل پاکیشیا میں ایٹمی ٹیکنالوجی پر ہونے والی ریسرچ سے بیحد خوفزدہ تھا۔ اسے یقین تھا کہ اگر پاکیشیا نے ایٹم کا دھماکہ کر دیا اور ایٹم بم تیار کر لیا تو پھر پورا مشرق وسطیٰ اس سے فائدہ اٹھا سکے گا۔ اس طرح اسرائیل کے وجود کو خطرہ لاحق ہو جائے گا۔

اس طرح انہوں نے پہلے ایک اسلامی ملک آراک کی ایٹمی تنصیبات اور لیبارٹری پر حملہ کر کے اسے تباہ کر دیا تھا۔ لیکن پاکیشیا پر وہ براہ راست حملہ نہ کر سکتے تھے۔ کیونکہ ایک تو اسرائیل سے پاکیشیا کا فضائی راستہ کافی طویل تھا۔ اور اس طویل راستے کو طے کر کے اسرائیل کے جنگی جہاز پاکیشیا کی ایٹمی لیبارٹری اور تنصیبات پر حملہ نہ کر سکتے تھے۔ دوسرا راستے میں تمام اسلامی ممالک تھے اس لئے بھی انہیں خطرہ تھا۔

لیکن اس کے باوجود اسرائیل یہ برداشت نہ کر سکتا تھا کہ پاکیشیا ایٹمی ٹیکنالوجی میں پیش رفت کرتا چلا جائے اور اس طرح اس کے وجود کے لئے خطرہ بن جائے۔

چنانچہ اس کے لئے انہوں نے پاکیشیا کے ہمسایہ اور دشمن ملک سے گٹھ جوڑ کر لیا۔ کافرستان یوں تو غیر جانبدار ملک تھا اور مشرق وسطیٰ کے اسلامی ممالک سے تعلقات رکھنے کے لئے اس نے اسرائیل کو تسلیم نہ کرنے

کا ڈھونگ رچا رکھا تھا۔ لیکن درپردہ اس کے اسرائیل سے بہت گہرے تعلقات تھے اور دونوں ممالک خفیہ طور پر ایک دوسرے کی امداد کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ کافرستان پاکیشیا کے خلاف اسرائیل کی مدد کرنے پر تیار ہو گیا۔ چونکہ وہ اپنا کوئی اڈہ کھلے عام اسرائیلی طیاروں کی ری فلنگ کے لئے استعمال کرنے کی اجازت نہ دے سکتا تھا کیونکہ اس طرح پوری دنیا اس کے خلاف ہو جاتی۔

چنانچہ اس نے ایک غیر آباد پہاڑی علاقے میں اسرائیل کو ایک خفیہ اڈہ بنانے کی اجازت دے دی۔ اسرائیل نے اسے یہ لالچ دیا تھا کہ اس خفیہ اڈے کو استعمال کرنے کے بعد وہ اسے کافرستان کے حوالے کر دے گا اور اس طرح کافرستان کو ایک بنا بنایا انتہائی جدید قسم کا خفیہ اڈہ مفت میں مل جائے گا اور ساتھ ہی اس کا ہمسایہ ملک جس کے ساتھ اس کی روز اول سے دشمنی تھی اس اڈے کی وجہ سے ایٹمی ٹیکنالوجی میں بہت پیچھے رہ جائے گا۔

چنانچہ اجازت ملنے کے بعد اسرائیلی جنگی ماہرین نے اس علاقے کا سروے کیا اور پھر خفیہ طور پر اڈے کی تعمیر کے لئے بھاری مشینری اور ماہرین بھیجے گئے۔ اور اڈے کی تعمیر کا کام انتہائی تیز رفتاری سے شروع کر دیا گیا اور اب اڈہ بالکل تعمیر ہونے کے قریب تھا۔ وہ سب اس لئے خوش تھے کہ اب تک کسی کو بھی اس اڈے کی تعمیر کا علم نہ ہوا تھا۔ اس اڈے کو کیمپ کا کوڈ نام دیا گیا تھا۔ تاکہ اگر کوئی خفیہ رپورٹ یا ٹرانسمیٹر کال کیچ بھی ہو جائے تو اصل منصوبے کی کسی کو ہوا تک نہ لگے۔

مائیکل اس اڈے کی تعمیر کا انچارج تھا۔ وہ اسرائیل کا ماہر ترین جنگی انجینئر

تھا اور اس نے اسرائیل میں اس قسم کے کئی کامیاب اڈے تعمیر کئے تھے اس لئے اسے اس اڈے کی تعمیر کا انچارج بنایا گیا تھا۔

تمام اڈہ زیر زمین بنایا گیا تھا۔ اس میں طیاروں کے داخلے کے لئے براہ راست راستے کا انتظام کیا گیا تھا جو طیاروں کی آمد پر خود بخود کھل جاتا تھا اس طرح طیارے فضا سے ہی براہ راست اڈے میں داخل ہو سکتے تھے۔

اس اڈے میں ایک بہت بڑا رن وے بنایا گیا تھا اور ساتھ ہی فلنگ اسٹیشن بھی تھا۔ زمین دوز بڑے بڑے ٹینک تیار کئے گئے تھے۔ یہ ٹینک اتنے بڑے تھے کہ اس میں بارہ سے زائد طیاروں میں بیک وقت تیل بھرا جا سکتا تھا۔

اس اڈے میں تمام مشینری آٹومیٹک تھی۔ طیاروں کی اندر آمد اور رن وے پر اترنے سے لے کر فلنگ اور دوبارہ واپسی تک تمام کام کمپیوٹر کنٹرول کرتے تھے۔ اس طرح کسی غلطی کا کوئی امکان نہ تھا۔

پہاڑوں کے اوپر جنگلوں میں نارمن کے آدمی خفیہ طور پر پہرہ دیتے تھے۔ وہ دور دور تک پھیلے ہوئے تھے۔ اسی طرح ایک گھنے درخت میں ایک ایسا آلہ بھی لگایا گیا تھا۔ جو دور دور تک گزرنے والے طیاروں اور ہیلی کاپٹروں کو چیک کرتا تھا۔ تاکہ اگر کوئی دشمن جہاز اس اڈے کے قریب سے گزرے تو اسے کور کیا جا سکے

کرنل ڈیوڈ تیز تیز قدم اٹھاتا مائیکل اور اس کے ساتھیوں کی طرف آیا۔ ان تینوں نے کرنل ڈیوڈ کو باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔ اور کرنل نے سیلوٹ کا جواب دے کر باری باری تینوں سے مصافحہ کیا اور پھر وہ ان کے ساتھ ہی جھونپڑے میں داخل ہو گیا۔ اور بڑی سی چوتھی کرسی پر بیٹھ گیا

مائیکل، نارمن اور بلیکی بھی دوسری کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ اور پھر کرنل ڈیوڈ مائیکل سے نقشے کو لے کر اڈے کی تعمیر کے متعلق بات چیت کرنے لگا۔

اس کے بعد اس نے نارمن اور بلیکی سے بھی رپورٹیں لیں اور جب اس کا ہر پہلو سے اطمینان ہو گیا تو اس نے ایک طویل سانس لی۔

"باس ——— ہم تو یہاں بیٹھے بیٹھے اکتا گئے ہیں۔ بیکاری کی وجہ سے"۔ بلیکی نے کرنل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے کہ میں غیر ملکی سیکرٹ ایجنٹوں کو خود یہاں آنے کی دعوت دوں۔ تاکہ تم بیکار نہ بیٹھو"۔ کرنل ڈیوڈ نے انتہائی تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں غصے کی چمک ابھر آئی تھی۔

"سوری باس" ——— بلیکی نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسے اپنے سوال کے مضحکہ خیز ہونے کا احساس ہو گیا تھا۔

"دیکھو بلیکی ——— کیمپ انتہائی اہم مشن ہے۔ اسرائیل کا وجود اور اس کی بقا اسی سے متعلق ہے۔ اس لئے ہمیں یہاں ہر لمحہ مستعد رہنا ہو گا۔ تم پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کو نہیں جانتے۔ تمہارا گروپ اس وقت ملک سے باہر تھا۔ جب پاکیشیا کی سیکرٹ سروس نے اسرائیل میں تباہی[1] مچا دی تھی۔ جی پی فائیو اور ریڈ آرمی اس کے سامنے بے بس ہو کر رہ گئی تھی۔ ہم اس مشن کو مکمل کر کے نہ صرف پاکیشیا سے بلکہ اس ملک کی سیکرٹ سروس سے بھی انتقام لینا چاہتے ہیں۔ اور مجھے سب سے بڑا خطرہ اسی پاکیشیائی سیکرٹ سروس سے ہے۔ اگر انہیں اس اڈے کے متعلق ذرا سی بھنک پڑ گئی تو پھر وہ ہم پر چڑھ دوڑیں گے۔ اس لئے تمہیں

---

[1] ۔ اس کے لئے گولڈن جوبلی نمبر پڑھیں "ناقابل تسخیر مجرم"

پوری طرح مستعد رہنا ہوگا۔" کرنل ڈیوڈ نے اس بار نرم لہجے میں بلیکی کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"سر۔۔۔! آپ قطعاً بے فکر رہیں۔ ہم پوری طرح مستعد ہیں اور جہاں تک پاکیشیا سیکرٹ سروس کا تعلق ہے۔ اس کا ٹکراؤ اب تک بلیک ٹائیگر سے نہیں ہوا۔ ورنہ انہیں معلوم ہو جاتا کہ ہم کون ہیں۔" بلیکی نے بڑے فخریہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"خدا نہ کرے پڑے بھی نہ۔۔۔۔۔ اچھا مائیکل۔۔۔ مجھے اڈہ چیک کراؤ پھر میں نے واپس بھی جانا ہے۔" کرنل ڈیوڈ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

اور اس کے اٹھتے ہی وہ تینوں بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

پھر کرنل ڈیوڈ مائیکل کے ہمراہ جھونپڑے سے نکل کر خفیہ اڈے کی طرف چلا گیا۔ اور پھر وہ دونوں واپس جھونپڑے میں آ گئے۔ اس جھونپڑے کو آپس میں رابطے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ اور اسے کوڈ میں لنکنگ اسٹیشن کا نام دیا گیا تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد کرنل ڈیوڈ اڈے کے معائنے سے فارغ ہو کر واپس آیا۔ اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات چھائے ہوئے تھے۔ اور پھر وہ انہیں ہوشیار رہنے کا کہہ کر ہیلی کاپٹر میں بیٹھا اور ہیلی کاپٹر تیزی سے فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ کرنل ڈیوڈ کے جانے کے بعد وہ تینوں بھی اپنے اپنے کاموں کی طرف نکل گئے۔ اور جھونپڑا خالی ہو گیا۔

جوانا کو جب ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو ایک تنگ سے کمرے کے فرش پر پڑا ہوا پایا۔ کمرے کی چھت سے لٹکا ہوا بلب جل رہا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھوں کو پشت کی طرف کر کے ان میں لوہے کی ہتھکڑیاں ڈال دی گئی تھیں۔ اس کا لباس ابھی تک گیلا تھا۔ البتہ اس کے جسم پر ایک کمبل موجود تھا اور حیرت انگیز طور پر اسے کسی قسم کی سردی کا احساس نہیں ہو رہا تھا۔ البتہ اس کے پورے جسم میں درد کی لہریں سی چل رہی تھیں۔

آنکھیں کھلتے ہی اس نے اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ کیونکہ اس کے بازوؤں کو زنجیر کی مدد سے زمین میں نصب ایک کڑے کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا۔

جوانا حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اسے جہاز سے چھلانگ لگانے کے بعد ڈوری کی تلاش کا واقعہ یاد تھا۔ مگر اس کے بعد کیا ہوا۔ اس کا اسے قطعاً کوئی احساس نہ تھا بیہوش ہونے سے قبل اس کے ذہن میں یہی احساس

ابھرا تھا کہ اس کا جسم سخت زمین سے ٹکرا کر لوتھڑوں کی شکل میں تبدیل ہو جائے گا۔ مگر وہ اس چھوٹے سے کمرے میں صحیح سلامت پڑا ہوا تھا۔ لباس کے گیلے ہونے کا اسے احساس ہو رہا تھا۔

چنانچہ اس نے آخر کار یہی اندازہ لگایا کہ بلندی سے گر کر وہ سخت زمین سے ٹکرانے کی بجائے کسی پانی کے حوض یا چشمے میں گرا ہے جس کی وجہ سے اس کا جسم ٹوٹ پھوٹ سے تو بچ گیا ہے مگر اس طرح وہ دشمنوں کی قید میں آگیا ہے اور اب ظاہر ہے وہ دشمنوں کی قید میں ہے۔ لیکن اسے یہ قطعاً علم نہ تھا کہ دشمن کون ہیں۔ کیونکہ اس نے عمران سے مشن کے متعلق کچھ پوچھا ہی نہ تھا۔ اور نہ ہی عمران نے مشن کے متعلق اسے خود کچھ بتایا تھا۔

لیکن اس کی حالت بتا رہی تھی کہ وہ دشمنوں کی قید میں ہے۔ ابھی وہ اپنی یہاں سے رہائی کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا توی ہیکل آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے اسی کی جسامت کے دو اور آدمی بھی تھے۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ اور وہ تینوں چہرے مہرے سے انتہا درجے کے لڑاکے نظر آ رہے تھے۔

"تو تمہیں ہوش آگیا مسٹر نیگرو" ـــــ سب سے پہلے اندر داخل ہونے والے نے بڑے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

"ہاں ـــــ ابھی ابھی آیا ہے ـــــ کمبل ڈالنے کا بہت بہت شکریہ"۔ جوانا نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ دوستوں کی محفل میں بیٹھا ہو۔

"تمہارا نام کیا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس میں تمہارا عہدہ کیا ہے"۔ اسی آدمی نے بڑے خونخوار لہجے میں پوچھا۔

"میرا نام جوانا ہے اور میرا کسی سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں۔ میں تو ماسٹر کلرز کا رکن ہوں"، جوانا نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر کلرز ـــــ اوہ ـــــ تو تم ماسٹر کلرز کے جوانا ہو۔ مگر تمہارا پاکیشیا کے جہاز بردار جہاز سے کودنے کا کیا مقصد"۔ پوچھنے والے نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"ہم نے وہ جہاز اغوا کیا تھا تاکہ ہم کافرستانی حکام کی نظروں میں آئے بغیر یہاں داخل ہو سکیں۔ بدقسمتی سے میرا پیراشوٹ نہ کھل سکا اور میں بے ہوش ہو گیا" ـــــ جوانا نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــــ مگر تمہارا یہاں آنے کا مقصد" ـــــ اس آدمی نے پوچھا۔

"ماسٹر کلرز کا کیا مقصد ہو سکتا ہے ـــــ اگر تم ماسٹر کلرز سے واقف ہو تو پھر یقیناً مقصد سے بھی واقف ہو گے"۔ جوانا نے جواب دیا۔

"پھر بھی تم مجرم ہو ـــــ اور سنو مجھے بیوقوف بنانا آسان نہیں ہے۔ میرا نام بلیکی ہے ـــــ میں نے ماسٹر کلرز کے متعلق بہت کچھ سنا ہے ـــــ ماسٹر کلرز کبھی اکٹھے کسی مشن کی تکمیل کے لئے نہیں جاتے۔ وہ سب اپنے اپنے طریقے سے علیحدہ علیحدہ وار کرتے ہیں۔ بہر حال تمہارے ساتھیوں کی تلاش کی جا رہی ہے۔ اس وقت تک تم یہیں پڑے رہو۔ میں چاہتا ہوں تمہارے ساتھی مل جائیں تو پھر اکٹھا ہی کام آگے بڑھایا جائے"۔ بلیکی نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جو مرضی آئے سوچو ـــــ جو حقیقت تھی وہ میں نے بتا دی"۔ جوانا کا لہجہ بے حد مطمئن تھا۔

لے: اس کے لئے انتہائی ایکشن سے پُر کتاب پڑھیئے "عمران کی موت"۔

"ٹھیک ہے ـــــ پتہ چل جائے گا" بلیکی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
اور پھر واپس مڑ گیا۔ اس کے مسلح ساتھی بھی اس کے پیچھے مڑ کر دروازے
سے باہر چلے گئے۔ اور پھر دروازہ بند ہو گیا۔
جوانا نے ان کے جانے کے بعد ایک طویل سانس لیا۔ اور پھر اس نے
اپنے جسم کو زور سے جھٹکا دے کر کمبل کو ایک طرف ہٹایا۔ اور خود اٹھ کر بیٹھنے
کی کوشش کی لیکن دونوں ہاتھ زنجیر سے بندھے ہونے کی وجہ سے وہ پوری طرح
بیٹھ سکا۔ البتہ اس کی پشت آدھی سے زیادہ زمین سے اٹھ گئی۔
جوانا چند لمحے کوشش کرتا رہا کہ کسی طرح زنجیر کو جھٹکا دے کر توڑ دے
لیکن بازو پشت پر ہونے کی وجہ سے وہ پوری طاقت نہ لگا سکتا تھا۔
دوسرے لمحے اس کے ذہن میں ایک اور ترکیب آگئی۔ اس نے دونوں
بندھے ہوئے پیر ایک جھٹکے سے اٹھائے اور پھر وہ قلابازی کھا گیا۔ اس کے
دونوں پیر اس کے سر کے اوپر سے ہو کر دوسری طرف زمین پر ٹک گئے۔ اور اس
کا جسم کمان کی طرح دوہرا ہو گیا مگر اس طرح اس کے بازو مڑ کر اس کے سامنے
آ گئے۔

اور پھر جوانا نے پوری قوت سے اپنے جسم کو پیروں کی طرف جھکایا اور ایک
ہی زوردار جھٹکے سے زنجیر فرش میں نصب کنڈے سے نکل گئی۔ اور جوانا پشت
کے بل فرش پر جا گرا۔ مگر اب اس کے ہاتھ فرش کے کنڈے سے علیحدہ ہو چکے
تھے۔ البتہ کلائیوں پر ہتھکڑی موجود تھی اور اس کے ساتھ زنجیر بھی لٹک رہی
تھی۔ لیکن اب یہ ہتھکڑی جوانا کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھی۔ کیونکہ دونوں بازو اب
اس کے سامنے تھے۔
وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور بازوؤں کو حتی الوسع سینے کے قریب لاتے ہوئے

ایک گہرا سانس لیا اور پھر پوری قوت سے جھٹکا دے کر دونوں بازوؤں کو
مخالف سمت میں پھیلاتا چلا گیا۔
وہ اپنا پورا زور لگا رہا تھا۔ اس کا چہرہ طاقت لگانے سے سرخ پڑ
گیا۔ مگر دوسرے لمحے کڑک کی آواز سنائی دی اور ہتھکڑی کا درمیانی کلپ ٹوٹتا چلا
گیا۔ اور جوانا نے سانس باہر نکالتے ہوئے ہاتھوں میں موجود ہتھکڑی کے
کلپ نکال کر نیچے پھینک دیئے۔ اور اپنی کلائیوں کو باری باری تیزی سے مسلنے
لگا جہاں ہتھکڑی کے کلپوں نے خراشیں ڈال دی تھیں۔
ہاتھ آزاد ہوتے ہی وہ زمین پر بیٹھ گیا اور پھر اس نے دونوں پنڈلیوں
کے درمیان دونوں ہاتھ رکھے۔ انہیں ہاتھوں کی گرفت میں لیا۔ اور زور زور
سے مخالف سمت میں جھٹکے دینے لگا۔ ساتھ ہی وہ اپنی رانوں کو بھی مخالف
سمتوں میں پھیلائے چلا جا رہا تھا۔
اور پھر ایک لمحہ آیا کہ پیروں میں موجود ہتھکڑی کا کلپ بھی درمیان
سے ٹوٹ گیا اور جوانا نے طویل سانس لیتے ہوئے اس کے کلپ پنڈلیوں سے
نکال کر اسے ایک طرف پھینک دیا اور پھر ہاتھوں سے اس جگہ کو زور زور
سے مسلنے لگا۔
جوانا اپنی بے پناہ طاقت کی وجہ سے لوہے کی زنجیروں اور ہتھکڑیوں سے
اپنے آپ کو آزاد کرانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ ورنہ تو شاید کوئی اور انہیں
اس طرح توڑنے کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔
پنڈلیوں کو مسلنے کے بعد جوانا اٹھا اور پھر دروازے کی طرف بڑھنے لگا
مگر کسی خیال کے تحت تیزی سے مڑا اور اس نے فرش پر پڑی ہوئی زنجیر
اور اس کے ساتھ موجود ہتھکڑی کے کلپ اٹھا لیئے۔ زنجیر اس نے اپنی بلی

کے ساتھ باندھ لی۔ وہ اسے بطور ہتھیار ساتھ رکھنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس کا
لباس خالی تھا۔ ہر چیز پہلے ہی نکال لی گئی تھی۔

وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ اور اس نے جیسے ہی دروازے کو
اپنی طرف کھینچا۔ دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اسے باہر سے بند نہ کیا گیا تھا۔

ظاہر ہے جب جوانا زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا تو پھر باہر سے دروازے
بند کرنے کا بھی کوئی جواز نہ تھا۔

دروازہ کھول کر جوانا نے پہلے سر باہر نکالا اور ادھر ادھر دیکھا۔ ہر طرف
اندھیرا پھیلا ہوا تھا اور اس کی چھٹی حس بتا رہی تھی کہ نزدیک کوئی آدمی موجود
نہیں ہے۔

یہ کمرہ گھنے درختوں کے اندر ایک پہاڑی ڈھلان پر بنا ہوا تھا۔ کیونکہ جیسے
ہی جوانا نے باہر قدم رکھا، قدم اس کے اندازے سے کہیں نیچے پڑا اور وہ
منہ کے بل لڑکھڑاتا ہوا نیچے کی طرف گر پڑا۔ مگر ایک دو کروٹیں لیتے ہی اس
کے ہاتھ ایک درخت کے تنے پر پڑے اور وہ ایک جھٹکا کھا کر رک گیا۔ اس
کے بعد درخت کا تنا پکڑ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اب اس کی آنکھیں بھی اندھیرے
میں دیکھنے کی عادی ہو گئی تھی۔ اس لئے تمام منظر صاف نظر آ رہا تھا۔

اس نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر اسے دو درختوں کے درمیان روشنیاں
سی لہراتی ہوئی دکھائی دیں۔ یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے دس بارہ افراد
ہاتھوں میں ٹارچیں لئے اس کمرے کی طرف بڑھے چلے آ رہے ہوں۔ چونکہ وہ
ڈھلان سے اوپر کی طرف آ رہے تھے۔ اس لئے اگر جوانا نیچے جاتا تو یقیناً ان
سے ٹکراؤ ہو جاتا۔ چنانچہ وہ بجائے نیچے جانے کے تیزی سے اوپر چڑھنے لگا
اور پھر کمرے کے اوپر جا کر ایک مضبوط درخت پر چڑھا اور دوسرے لمحے

وہ کمرے کی چھت پر کود گیا۔ اس کے خیال کے مطابق اس سے زیادہ محفوظ
جگہ کوئی اور نہ تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اسے غائب پاتے ہی یہ لوگ پورے
پہاڑ پر اس کی تلاش کے لئے پھیل جائیں گے۔ مگر کمرے کی چھت دیکھنے
کا انہیں خیال بھی نہ آئے گا۔

اس کا ارادہ یہی تھا کہ وہ ان میں سے کسی کو مار کر اس کا لباس پہن کر
اور اس سے ہتھیار چھین کر نکلے گا تاکہ اسے اگر راستے میں چیک بھی کیا جائے
تو وہ انہیں ڈاج دے سکے۔ وہ چھت سے چپکا ہوا پڑا تھا اور منڈیر پر
سے اس کی نظریں ان روشنیوں پر جمی ہوئی تھیں۔ جو تیزی سے نزدیک آتی
جا رہی تھیں۔

جیسے جیسے وہ لوگ نزدیک آتے جا رہے تھے ان کے ہیولے بھی واضح
ہوتے جا رہے تھے۔ اور پھر جوانا یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ ان میں سے
چار افراد نے اپنے کاندھوں پر ایک ایک آدمی کو اٹھایا ہوا تھا۔ اور جوانا
کے ذہن میں فوراً یہ خیال آیا کہ یہ چاروں عمران کے ساتھی ہو سکتے ہیں اور
یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ماسٹر عمران بھی ان میں شامل ہو۔

اس کے اعصاب تن گئے اور وہ شکار پر جھپٹنے کے لئے کالے چیتے
کی طرح چوکنا ہو گیا۔

عمران نے پیراشوٹوں کی مدد سے نیچے چھلانگیں لگانے کے لئے ایسا سپاٹ منتخب کیا تھا جہاں گھنے درختوں کی بجائے بڑی بڑی جھاڑیاں تھیں۔ کیونکہ اندھیرے میں گھنے درختوں والی جگہ اترنا خودکشی کے مترادف تھا۔ اور پھر اس کا اپنا اندازہ بھی یہی تھا کہ کیمپ یہاں کہیں قریب ہی ہوگا۔

چند روز قبل ایک دوست ملک کی سیکرٹ سروس نے جس کے نمائندے اسرائیل میں بھی خفیہ طور پر کام کرتے تھے۔ انہیں یہ اطلاع بھجوائی تھی کہ ان کو اتفاق سے ایسی اطلاعات ملی ہیں جن سے یہ پتہ چلا ہے کہ اسرائیل کافرستان کی شمال مشرقی پہاڑیوں کے اندر کہیں کوئی خفیہ ہوائی اڈہ تیار کر رہا ہے۔ اور جی پی فائیو کا کرنل ڈیوڈ خفیہ دورے کر کے کافرستان آتا جاتا رہتا ہے۔

اس اطلاع کے ملتے ہی عمران نے اسرائیل میں اپنے ایک مخصوص ایجنٹ کو کوڈ میں اطلاع دی کہ وہ اس کی تفصیلات مہیا کرے

یہ ایجنٹ بظاہر نسلاً یہودی تھا اور مستقل اسرائیل میں رہتا تھا لیکن دراصل

وہ مسلمان تھا اور اسرائیلی یہودیوں کے خلاف کام کرتا تھا۔ پہلے وہ شوگران کے لئے کام کرتا تھا لیکن پھر اتفاق سے ایک بار اس کا ٹکراؤ عمران سے ہو گیا۔ اور عمران نے اسے پاکیشیا کے لئے بھی کام کرنے پر آمادہ کر لیا۔

یہ شخص جی پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر میں ایک اہم عہدے پر فائز تھا۔ اس لئے عمران کے خیال کے مطابق وہ پاکیشیا کے لئے زیادہ مفید تھا۔

اسرائیل میں ایکریمین اخبارات آتے رہتے تھے۔ اس لئے عمران نے ایکریمین اخبار میں ایک مخصوص جگہ پر کوڈ ورڈز میں ایک اشتہار چھپوایا۔ بظاہر یہ ایک سیاسی جلسے کے ملتوی ہونے کا اشتہار تھا۔ لیکن دراصل یہ اس ایجنٹ کے لئے پیغام تھا۔ کیونکہ اس اخبار کے اس مخصوص حصے پر اشتہار ہی کوڈ طے ہوا تھا۔

اس طرح عمران نے اس اشتہار کے ذریعے اس اطلاع کی تفصیلات مہیا کرنے کا کام سونپا۔ اور پھر دو روز قبل اسی جگہ ایک جوابی اشتہار شائع ہوا۔ یہ اشتہار اسرائیل اور ایکریمیا دونوں ممالک میں امپورٹ ایکسپورٹ بزنس کرنے والی ایک فرم کا اشتہار تھا۔ جو اس کی مصنوعات سے متعلق تھا لیکن مخصوص کوڈ کی وجہ سے عمران اس اشتہار کے ذریعے اس ایجنٹ کا جواب سمجھ گیا۔

اس ایجنٹ نے یہ اطلاع فراہم کی تھی۔ اسرائیل پاکیشیا کی ایٹمی توانائی کی پیش رفت سے پریشان ہے۔ اور اس نے اس لیبارٹری اور تنصیبات کو تباہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ لیکن اس کے لئے کسی ری فلنگ اسٹیشن کی ضرورت ہے جو اسے سوائے کافرستان کے اور کہیں مہیا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کافرستانی حکومت سے خفیہ معاہدہ طے ہوا ہے اور اسرائیل اپنی

مصر کا ایک جدید ترین خفیہ اڈہ کافرستان کی شمال مشرقی پہاڑیوں میں تیار کر رہا ہے بلکہ یہ اڈہ اب مکمل ہونے کے قریب ہے۔ اس اڈے کے متعلق صرف یہی پتہ چل سکا ہے کہ یہ مکمل طور پر زمین دوز بنایا جا رہا ہے۔ اور جی پی فائیو کی نگرانی میں اسرائیلی انجینئر اسے بنا رہے ہیں۔ اس اڈے کو کیمپ کا کوڈ نام دیا گیا ہے۔

اس اطلاع کے ملتے ہی عمران نے فوری طور پر اس اڈے کو تباہ کرنے کا فیصلہ کر لیا چونکہ مشن کافی اہم تھا۔ اس لیے عمران نے اس بار اپنے ساتھ پوری ٹیم لے جانے کا فیصلہ کیا تاکہ اگر کچھ لوگ ناکام ہو جائیں تو دوسرے کام کر سکیں۔ اس کے لیے اس نے دو گروپ بنائے تھے جو علیحدہ علیحدہ کام کریں گے۔ ضرورت اور جدید ترین اسلحہ ساتھ لے لیا گیا تھا۔

عمران نے اپنے گروپ میں کیپٹن شکیل، خاور اور نعمانی کے ساتھ جوانا کو رکھا تھا جبکہ دوسرا گروپ جولیا، صفدر، تنویر، چوہان اور صدیقی پر مشتمل تھا۔ جوزف کو جولیا کے گروپ کے ساتھ رکھا گیا تھا۔ اس گروپ کی انچارج جولیا تھی۔

ایک سپاٹ پر اترنے کے بعد ان سب نے اپنے اپنے گروپ کی صورت میں بکھر کر اس اڈے کو تلاش کرنا تھا اور پھر اسے تباہ کرنا تھا۔

آپس میں رابطے کے لیے مخصوص بی ون ٹرانسمیٹر جوزف اور جوانا کے سوا سب کے پاس موجود تھا۔

پیراشوٹوں کی مدد سے نیچے اترنے کے بعد آہستہ آہستہ وہ بی ون ٹرانسمیٹر کے کاشنز کی مدد سے ایک جگہ اکٹھے ہوتے چلے گئے۔ لیکن کافی دیر انتظار کرنے کے باوجود جوانا ان کے پاس نہ پہنچا تو انہوں نے سمجھا جوانا

نے چھلانگ لگانے میں دیر کر دی ہو گی۔ اس لیے وہ طیارے کی رفتار کی وجہ سے ان سے کافی دور آگے جا کر اترا ہو گا۔ چونکہ وہاں زیادہ دیر رکنا ان کے لیے خطرناک ہو سکتا تھا۔ اس لیے وہ جوانا کا انتظار کرنے کے بعد گروپوں کی صورت میں بکھر کر آگے بڑھتے چلے گئے۔

انہوں نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ وہ رات گزارنے کے لیے کوئی پناہ گاہ تلاش کریں گے اور پھر صبح کو وہ ارد گرد کے علاقے کا جائزہ لیں گے۔ اور جیسے ہی اس اڈہ وغیرہ کے متعلق کوئی اطلاع ملی۔ وہ دوسروں کو اپنی معلومات سے آگاہ کر دے گا۔ چنانچہ جولیا اور عمران علیحدہ علیحدہ گروپوں کی صورت میں مختلف سمتوں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

عمران نے جلد ہی ایک جگہ ایک بڑی سی غار کا سراغ لگا لیا۔ جو باہر سے پوری طرح جھاڑیوں سے ڈھکی ہوئی تھی۔ اور پھر ٹارچ کی مدہم روشنی کی مدد سے اس نے نہ صرف غار کا اندرونی جائزہ مکمل کر لیا۔ بلکہ اس نے ساتھیوں سے مل کر غار کی صفائی بھی کر دی۔ اور وہ سب اپنی کمروں پر موجود سامان اتار کر وہاں لیٹ گئے۔

"تم سب یہاں آرام کرو۔ میں جوانا کو تلاش کرتا ہوں۔ وہ کہیں بھٹکتا پھر رہا ہو گا۔" عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اگر آپ اسے بھی ٹرانسمیٹر دے دیتے تو اس طرح پریشانی نہ ہوتی۔ اب اگر وہ بھٹکتا ہوا ان کے ہتھے چڑھ گیا تو سب کے لیے خطرہ بن جائے گا۔" چوہان نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے اسے دانستہ ٹرانسمیٹر نہیں دیا۔ کیونکہ اگر وہ دشمنوں کے ہتھے چڑھ گیا تو وہ اس ٹرانسمیٹر کو ضائع نہیں کر سکے گا اور اس طرح وہ ٹرانسمیٹر

ہمارے لئے زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتا ہے"

عمران نے کہا اور پھر وہ تیزی سے غار کے دہانے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

غار سے باہر آ کر وہ نزدیکی پہاڑ کی چوٹی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جولیا اور اس کے ساتھی بھی اس پہاڑ کی طرف گئے تھے۔ جب وہ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچا تو اس نے ہر طرف گھنا جنگل پھیلا ہوا دیکھا۔ گہرا سیاہ جنگل اندھیرے میں کچھ اور زیادہ سیاہ محسوس ہو رہا تھا۔ ابھی وہ وہاں کھڑا ادھر ادھر دیکھ رہا تھا کہ اچانک اس کی نظریں ایک جگہ پر جم گئیں۔

اندھیرے میں اچانک ایک جگنو سا چمکا تھا اور پھر یہ روشنی معدوم ہو گئی تھی۔ عمران غور سے اس جگہ کو دیکھتا رہا۔ اور ایک لمحے بعد روشنی پھر چمکی اور اس بار خاصی دیر تک جلتی رہی۔ اس کے بعد روشنی نے حرکت کرنی شروع کر دی اور عمران اب روشنی کی نوعیت کو سمجھ چکا تھا۔

یہ ٹارچ کی روشنی تھی اور باقاعدہ اس طرح لہرا رہی تھی جیسے کوئی آدمی ٹارچ پکڑے آگے بڑھا چلا جا رہا ہو۔ درختوں کے تنوں کی وجہ سے وہ کبھی غائب ہو جاتی، پھر چمکنے لگتی۔

عمران غور سے اس جگہ کو دیکھتا رہا۔ روشنی تھوڑی دیر بعد گھنے جنگل میں مدہم ہوتی ہوئی غائب ہو گئی۔ عمران سمجھ گیا کہ وہ ٹارچ بردار گھنے جنگل کے اندر غائب ہو گیا ہے۔

عمران نے ذہن میں وہ جگہ رکھی اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ وہ اندھیرے میں ہی آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ جب وہ اپنے اندازے کے مطابق اس جگہ پہنچا جہاں اس نے پہلی بار روشنی دیکھی تھی۔ تو وہ وہاں درختوں

کے جھنڈ کے اندر بنی ہوئی ایک جھونپڑی کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔

وہ آہستہ آہستہ اس جھونپڑی کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ بے حد محتاط اور چوکنا تھا۔ لیکن ہر طرف خاموشی طاری تھی۔

عمران بڑے محتاط قدموں سے چلتا ہوا جھونپڑی کی طرف بڑھا اور پھر چند لمحے جھونپڑی کے دروازے پر رکنے کے بعد اس نے دروازے کو دھکیلا تو لکڑی کے تنوں سے بنا ہوا دروازہ چرچرا کر باہر کو کھل گیا۔

عمران چند لمحے دروازے کے پیچھے چھپا رہا۔ لیکن اندر سے جب کوئی ردعمل ظاہر نہ ہوا تو وہ اندر چلا گیا۔

اندر اندھیرا تھا اور کچھ واضح طور پر نظر نہ آ رہا تھا۔ اس لئے عمران نے اندرونی جیب سے پنسل ٹارچ نکالی اور اس کے اوپر ہاتھ کا دائرہ بنا کر اس نے ٹارچ جلا دی۔ جھونپڑی کے ایک کونے میں گھاس پھوس کا ڈھیر پڑا ہوا تھا۔ جبکہ دوسرے کونے میں پانی کا ایک گھڑا پڑا ہوا تھا۔ ایک مٹی کا پیالہ بھی نظر آ رہا تھا۔

جھونپڑی اپنی ہیئت کے لحاظ سے کسی حد تک عبادت گاہ نظر آ رہی تھی لیکن عمران جانتا تھا کہ تارک الدنیا لوگ اپنے پاس ٹارچیں نہیں رکھتے۔ اس لئے وہ تیزی سے گھاس پھونس کے ڈھیر کی طرف بڑھا۔ اس نے ڈھیر کو ہٹانا شروع کر دیا۔ اور دوسرے لمحے اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اس نے گھاس کے نیچے ایک جدید قسم کا ٹرانسمیٹر پڑا ہوا دیکھ لیا۔ ٹرانسمیٹر کے علاوہ وہاں اور کوئی چیز نہ تھی۔ اس لئے اس نے جلدی سے گھاس پھونس برابر کیا اور پھر تیزی سے جھونپڑی کے دروازے سے نکل کر باہر کی طرف لپکا۔

مگر جیسے ہی وہ جھونپڑے سے باہر نکلا۔ اچانک کوئی بھاری بھرکم چیز اس کے اوپر آ گری اور عمران اس کی زد میں آکر نیچے گر پڑا۔

نیچے گرتے ہی اس نے اپنے جسم کو تیزی سے جھٹکا دے کر اپنے آپ کو اس حملہ آور کی گرفت سے بچانا چاہا۔ مگر اسی لمحے ایک اور چیز کے گرنے کی دھمک سنائی دی۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اپنے اوپر موجود انسانی جسم کو جھٹکتا۔ اس کے سر پر کوئی سخت چیز پوری قوت سے پڑی۔ اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے دماغ کے اندر موجود پردے کسی ڈھول کی طرح بج اٹھے ہوں۔

ابھی وہ اس اچانک ضرب سے سنبھلنے کی کوشش کر رہا تھا کہ ایک بار پھر اس کی کھوپڑی ڈھول کی طرح بج اٹھی۔ اور اس کے بعد اس کے ذہن پر اندھیرا چھاتا چلا گیا۔

بلیکی اور نارمن دونوں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے چہروں تشویش کے آثار نمایاں تھے۔ وہ اس جھونپڑی میں موجود تھے۔ جسے لنگ اسٹیشن کا نام دیا گیا تھا۔ درمیان میں موجود اس میز پر ایک بڑا سا انسمیٹر رکھا ہوا تھا جو بند تھا۔

"اس نیگرو کے ہاتھ آنے کے بعد اب مجھے امید ہو چلی ہے کہ اس کے ساتھی بھی ہاتھ آجائیں گے۔" نارمن نے بلیکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں —— اگر یہ نیگرو اڈے کے لئے بنائی جانے والی مصنوعی جھیل ل نہ کرتا۔ تو شاید ہمیں ان کی آمد کا پتہ بھی نہ چلتا۔ چھاتہ بردار جہاز کی تو بہت مدیں ہمارے راڈار اسٹیشن نے اطلاع دی۔ وہ بھی اس وقت چیک کر سکے جب وہ واپسی کے سفر میں اپنی سرحد میں داخل ہو چکا تھا۔

"تم نے اس نیگرو سے بات کی تھی —— وہ کیا کہتا ہے۔" نارمن نے پوچھا۔

"میں وہیں سے آ رہا ہوں۔ وہ اپنے آپ کو رسوائے زمانہ قاتلوں کی تنظیم ماسٹر کلرز کا کارکن بتا رہا ہے۔ مجھے یہ تو معلوم ہے کہ ماسٹر کلرز میں ایک نیگر جوانا نام کا ہے۔ لیکن ماسٹر کلرز کا طریقہ کار اور ہے۔ وہ اس طرح پیرا شوٹوں سے نہیں اترتے اور اگر ایسا ہوتا بھی تو ان کا کام کسی اہم شخصیت کو قتل کرنا ہوتا ہے۔ وہ سیکرٹ ایجنٹی نہیں کرتے۔ اس لئے پہاڑوں میں اترنے کا کوئی تک ہی نہیں بنتا۔ وہ جھوٹ بول رہا ہے"۔

بلیکی نے جواب دیا۔

"اس سے معلومات اگلوائی جا سکتی تھیں"۔ نارمن نے کہا

"وہ ایسا آدمی نظر آتا ہے کہ جس سے معلومات حاصل کرنے کے لئے اس کے جسم کی ساری ہڈیاں توڑنی پڑتیں۔ اس لئے میں نے اس پر تشدد نہیں کیا میں چاہتا تھا کہ اس کا کوئی کمزور ساتھی ہاتھ آ جائے تو پھر سب کچھ آسانی سے اگلوایا جا سکتا ہے۔ ورنہ بحالت مجبوری اس کو نشانہ بنانا پڑے گا۔" بلیکی نے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ نارمن اس کی بات کا کوئی جواب دیتا، اچانک ٹرانسمیٹر کا بلب جل اٹھا اور ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔

بلیکی نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر سوئچ آن کر دیا۔

"ہیلو ——— لانگ مارشح اسٹیشن تھرٹی ون سپیکنگ ——— اوور"۔ دوسری طرف سے ایک منمناتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس ——— بلیکی سپیکنگ اوور" ——— بلیکی نے چونکتے ہوئے کہا

"باس ——— لانگ مارشح تھرٹی ٹو سے جی پی او ٹوئنٹی سکس مارشح ڈیوٹی کے لئے باہر گیا اور چیزنگ نمبران اسٹیشن کے آس پاس موجود

تھے کہ ایک نوجوان تیسری پہاڑی کی طرف سے اس اسٹیشن کی طرف بڑھتا ہوا آیا۔ وہ اکیلا تھا اور ہمارے کسی گروپ کا نہ تھا۔ وہ اسٹیشن میں داخل ہوا چیزنگ نمبران اس لئے رکے رہے کہ شاید اس کے اور ساتھی ارد گرد موجود ہوں۔ مگر جب انہیں یقین ہو گیا کہ وہ اکیلا ہے تو اسے پکڑ لیا گیا اور پر ڈنڈا مار کر بے ہوش کر دیا گیا ہے۔ وہ شکل صورت سے پاکیشیائی لگتا ہے ——— اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ ——— ویری گڈ ——— اسے چیکنگ اسٹیشن نمبر الیون میں پہنچا دو۔ جہاں وہ نیگرو موجود ہے۔ اسے بھی اسی طرح باندھ دیا جائے اوور"۔ بلیکی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب ——— اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور بلیکی نے اوور اینڈ آل کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"لو بھئی ——— اب یہ لوگ ہاتھ لگنے شروع ہو گئے ہیں۔ بلیکی کے لہجے میں مسرت کا عنصر نمایاں تھا۔

پھر اس سے پہلے کہ مارٹن کوئی جواب دیتا۔ ٹرانسمیٹر ایک بار پھر آن ہو گیا۔ بلیکی نے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ——— پٹرولنگ پارٹی الیون سپیکنگ ——— اوور"۔ ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس ——— بلیکی سپیکنگ اوور"۔ بلیکی نے چونک کر کہا۔

"باس ——— ہم نے پہاڑی نمبر تھری کی ایک غار میں تین افراد کو سویا ہوا چیک کیا۔ چیکنگ آلے نے ان کی نشاندہی کر دی تھی۔ ہم نے گیس فائر کر کے انہیں بے ہوش کر دیا ہے۔ ان کے پاس کافی سامان بھی موجود ہے۔

ایک تھیلا زائد ہے ——— یوں لگتا ہے جیسے ان کا کوئی ساتھی تھیلا چھو
کر کہیں اور گیا ہوا ہے ——— اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا
" پہاڑی نمبر تین ——— ٹھیک ہے ——— وہ ساتھی پہلے ہی پکڑا
جا چکا ہے۔ تم ان تینوں کو لے کر اسٹیشن تھرٹی ون پر پہنچو۔ وہاں سے
چوتھے کو ساتھ لے کر ان سب کو چیکنگ اسٹیشن الیون پر پہنچا دو۔ اوور"
بلیکی نے جواب دیا۔

" اوکے سر ——— اوور" دوسری طرف سے کہا گیا
" اوور اینڈ آل"۔ بلیکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر
رابطہ ختم کر دیا۔

" یہ تو کام تیزی سے ہوتا چلا جا رہا ہے۔ پانچ افراد تو قبضے میں آ ہی گئے"
بلیکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" میرا خیال ہے ان لوگوں کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے
باس انہی کے متعلق بات کر رہا تھا"۔ نارمن نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
" اگر ایسا ہے نارمن پھر تو زیادہ مزہ آئے گا۔ باس کو بھی معلوم ہو گا کہ
بلیک ٹائیگرز کن صلاحیتوں کے مالک ہیں"۔ بلیکی نے بڑے فخریہ لہجے
میں کہا۔

" تم ان سب کو ایک ہی جگہ اکٹھا کرواتے جا رہے ہو۔ اس کا مقصد"
نارمن نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔
" میں چاہتا ہوں کہ ان سب کو اکٹھا کر کے گولیوں سے چھلنی کروا دوں،
فی الحال ہمیں معلوم نہیں کہ اس جہاز سے کتنے افراد اترے ہیں۔ اب اگر ہم
دو چار لوگوں سے بھڑ گئے تو ہو سکتا ہے ہماری توجہ ہٹ جائے اور باقی

ذرا ادھر ادھر نکل جائیں۔ اور بعد میں ہمارے لئے مصیبت بن جائیں۔
میں چاہتا ہوں صبح تک سب پکڑ لئے جائیں اس کے بعد ان کا کھیل
تو پندرہ منٹ میں ختم ہو سکتا ہے"۔ بلیکی نے جواب دیا اور نارمن نے
سر ہلا دیا۔

دوسرے لمحے وہ دونوں ایک بار پھر چونک پڑے۔ کیونکہ ٹرانسمیٹر کا
بلب ایک بار پھر جل اٹھا تھا۔ لیکن اس بار فریکوئنسی بدلی ہوئی تھی اور اس
فریکوئنسی کو دیکھتے ہی نارمن چونکا کیونکہ یہ فریکوئنسی اس کی سائیڈ کی تھی۔ ان
دونوں نے چیکنگ کے لئے علاقے بانٹے ہوئے تھے۔
شمالی پہاڑیاں بلیکی کور کرتا تھا جبکہ جنوبی پہاڑیاں نارمن کا علاقہ تھیں۔
یہ فریکوئنسی نارمن کے آدمیوں کی مخصوص تھی۔ چنانچہ ڈائل پر یہ فریکوئنسی دیکھتے
ہی نارمن نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔
" ہیلو ——— ساؤتھ چیکنگ سٹیشن ——— اوور"۔ ٹرانسمیٹر سے
ایک سخت سی آواز سنائی دی۔
" یس ——— نارمن سپیکنگ ——— اوور" ——— نارمن نے تحکمانہ
لہجے میں جواب دیا۔
" باس ——— ساؤتھ لنکنگ ایریا میں چھ افراد کو ٹریس کیا گیا ہے
ان میں ایک عورت اور ایک قوی ہیکل نیگرو ہے۔ عورت کی قومیت یورپین
ہے جبکہ نیگرو کے علاوہ چار افراد پاکیشیائی لگتے ہیں۔ یہ پوائنٹ تھری
کے اردگرد اچانک ظاہر ہوئے تو ٹریسنگ اسٹیشن نے انہیں چیک کر لیا۔
چنانچہ گھیرا ڈال کر ان پر گیس فائرنگ کی گئی اور اس طرح انہیں قابو کر
لیا گیا۔ اب کیا حکم ہے" ——— اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

جوانا چھت سے چپکا ہوا آنے والوں کو قریب آتے دیکھتا رہا۔ اور پھر وہ قریب آ کر ایک لمحے کے لیے رکے۔ دوسرے لمحے وہ سب دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئے۔ اور اسی لمحے جوانا نے چھت سے نیچے چھلانگ لگا دی۔

مگر اس کی بدقسمتی کہ چھلانگ لگاتے وقت اس کا پیر ایک گڑھے میں پڑا اور وہ قلابازیاں کھاتا ہوا نیچے گرتا چلا گیا۔ اس نے تیزی سے ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارے کہ کسی درخت کے تنے کو پکڑ سکے۔ لیکن کوئی چیز اس کے ہاتھ میں نہ آئی۔ اور وہ لڑھکنیاں کھاتا ہوا تیزی سے پہاڑی ڈھلوان سے نیچے گرتا چلا گیا۔ اور ایک پہاڑی کناد کی وجہ سے سر کے بل ایک دھماکے سے نشیبی جگہ پر گرا۔
اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی ہو۔ اس کے بعد اس کا ذہن اس کے جسم کا ساتھ چھوڑتا چلا گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

بے ہوش ہونے سے پہلے اسے اوپر شور و غوغا کی ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دیں تھیں لیکن پھر اس کے ذہن پر تاریکی کا پردہ پھیلتا چلا گیا۔ جب اس کی آنکھ کھلی تو اس نے اپنے آپ کو ایک بار پھر بندھے ہوئے پایا۔ اس بار موٹی موٹی زنجیروں سے اس کا پورا جسم باندھ دیا گیا تھا۔ البتہ اس بار وہ پہلے کی طرح فرش پر پڑا ہونے کی بجائے لوہے کی مضبوط کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ کرسی کے چاروں پائے فرش میں دھنسے ہوئے تھے۔ صرف اس کا سر زنجیروں سے آزاد تھا۔ اس نے تیزی سے گردن گھمائی تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس بڑے سے کمرے میں عمران اور اس کے سارے ساتھی اسی طرح زنجیروں سے جکڑے ہوئے کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

اس کے ساتھ والی کرسی پر عمران تھا جبکہ اس کے بعد جولیا۔ اسی طرح صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر، چوہان، نعمانی، صدیقی، خاور اور جوزف سب ایک قطار کی صورت میں بندھے ہوئے تھے۔ اور سب کی گردنیں ڈھلکی ہوئی تھیں ظاہر ہے وہ سب ابھی بے ہوش تھے۔

ہال نما کمرے کا دروازہ بند تھا اور کمرے کی چھت پر جگہ جگہ بلب جل رہے تھے۔ کمرہ ان کرسیوں کے علاوہ ہر قسم کے ساز و سامان سے خالی تھا۔ جوانا نے ہوش میں آتے ہی سب سے پہلے ان زنجیروں سے اپنے آپ کو آزاد کرانے کی کوشش کی۔ لیکن اس بار اسے اس انداز میں باندھا گیا تھا کہ اس کے بازو معمولی سی حرکت کرنے سے بھی قاصر تھے۔ اس کے بازوؤں میں لوہے کے کلپ ڈال کر انہیں پہلے کرسی کے بازوؤں سے باندھا گیا تھا۔ اس کے بعد پورے جسم کو زنجیروں کی مدد سے کرسی سے جکڑ دیا گیا تھا۔
جوانا نے اپنے بازوؤں کو اوپر کی طرف جھٹکے دینے شروع کر دیئے۔ پورا

پورا زور لگانے کی وجہ سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا لیکن کلپ اتنے مضبوط تھے کہ باوجود کوشش کے وہ اپنی جگہ سے ذرا بھی نہ کھسکے۔

اسی لمحے عمران کے منہ سے ہلکی سی کراہ نکلی اور جوانا چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"ارے ـــــ یہ کیا ـــــ یہ تو کسی جنگی فلم کا سین لگتا ہے"۔

عمران کی آواز سنائی دی۔ اور جوانا کے لبوں پر مسکراہٹ تیرنے لگی۔ وہ عمران کی اس زندہ دلی کو بے حد پسند کرتا تھا۔ کسی قسم کے بھی حالات ہوں، عمران ذرہ برابر بھی پریشان نہ ہوتا تھا۔

"یس ماسٹر ـــــ یہ جنگی فلم ہے" جوانا نے مسکرا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے تم ـــــ تم کہاں رہ گئے تھے۔ تمہیں ڈھونڈنے نکلا تھا کہ یہاں آن پہنچا" عمران نے مڑ کر جوانا کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ماسٹر ـــــ! میرا پیراشوٹ نہ کھلا تھا۔ چنانچہ میں گرتے ہوئے بے ہوش ہو گیا۔ پھر مجھے ہوش آیا تو میں کمرے کے فرش پر پڑا تھا۔ میرے بازوؤں کو پشت پر باندھ کر زنجیر کی مدد سے فرش پر لگے ہوئے کنڈے میں ڈالا گیا تھا۔ پھر تین قوی ہیکل آدمی وہاں آئے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھ گچھ کی مگر میں نے انہیں بتایا کہ میں ماسٹر کلرز کا جوانا ہوں۔ مگر انہوں نے تسلیم نہ کیا۔ انہیں پاکیشیا کے چھاتہ بردار جہاز کا بھی علم تھا۔

بہرحال وہ بات کئے بغیر باہر نکل گئے۔ اس کے بعد میں نے وہ زنجیریں توڑ دیں اور اس کمرے سے باہر آ گیا۔ یہ کمرہ ایک پہاڑی ڈھلوان پر بنا ہوا تھا اسی لمحے میں نے چھ سات افراد کو دور سے ٹارچیں جلائے اپنی طرف آتے

ہوتے دیکھا۔ میں چھت پر چڑھ گیا تاکہ ان میں سے کسی کو مار کر اس کا لباس پہن لوں۔ پھر جب وہ قریب آئے تو میں نے دیکھا کہ ان میں سے ایک کے کاندھے پر آپ، دوسرے کے کاندھے پر شکیل صاحب۔ تیسرے کے کاندھے پر خاور اور چوتھے نے نعمانی صاحب کو اٹھایا ہوا تھا۔

آپ سب بے ہوش تھے۔ جب یہ سب کمرے میں داخل ہوئے تو میں چھت سے کودا تاکہ آپ کو چھڑا سکوں مگر میرا پیر رپٹ گیا اور پھر میں قلابازیاں کھاتا ہوا نیچے کسی نشیب میں جا گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ پھر ہوش آیا تو یہاں آنکھ کھلی۔"

جوانا نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو اس کا مطلب ہے ہمارا جہاز چیک ہو گیا۔ اور یہ لوگ تمام پہاڑیوں میں پھیل گئے" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور پانچ مسلح افراد اندر داخل ہوئے۔ ان پانچوں کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ وہ تیزی سے ان کے سامنے مختلف سائیڈوں میں بکھرتے چلے گئے۔

چند لمحوں بعد ہی دو اور افراد اندر داخل ہوئے جن میں سے ایک ادھیڑ عمر تھا جبکہ دوسرا خاصا تنومند اور صحت مند جسم کا نوجوان تھا۔ وہ دونوں قدم بڑھاتے ان کے قریب آ کر رک گئے۔

"بس دو ہی ہوش میں آئے ہیں" اس ادھیڑ عمر آدمی نے سب کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ دونوں تو چوٹوں کی وجہ سے بے ہوش تھے۔ اس لئے ہوش میں آ گئے باقی تو گیس فائرنگ کی وجہ سے بے ہوش ہیں وہ تو انجکشن کے بغیر ہوش میں نہیں

آسکتے۔" دوسرے آدمی نے جواب دیا۔

"پھر کیا خیال ہے ان دونوں پر ہی کام کیا جائے یا ان سب کو ہوش میں لایا جائے۔" ادھیڑ عمر آدمی نے سوچنے والے انداز میں کہا۔

"یہ نوجوان کام کے لئے درست رہے گا۔" نوجوان نے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے ــــ پھر دیکھو نارمن کا فن۔" ادھیڑ عمر نے مسکرا کر عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"کیا نام ہے تمہارا نوجوان" ــــ نارمن نے عمران کے سامنے آکر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"زنجیروں کا قیدی۔" عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ تو تم بہادر بننے کی کوشش کر رہے ہو۔" نارمن نے چونکتے ہوئے کہا۔

اور پھر جیب میں ہاتھ ڈال کر اس نے ایک تیز دھار خنجر نکالا، اور اس کی دھار پر چند لمحے انگلی پھیرتا رہا۔ جیسے عمران پر خنجر کی تیز دھار کی دہشت بٹھانا چاہتا ہو۔

"دیکھو نوجوان ــــ! مجھے تمہاری جوانی پر رحم آ رہا ہے۔ اس لئے جو پوچھوں صحیح صحیح جواب دیتے جاؤ۔ جہاں میں نے محسوس کیا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تمہاری ایک آنکھ باہر ہو گی۔ اور دوسرے جھوٹ پر دوسری آنکھ" نارمن نے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

"تیسرے جھوٹ پر تیسری اور چوتھے جھوٹ پر چوتھی۔ واہ واہ۔ تمہیں تو

گنتی بھی آتی ہے ــــ یار کون سے سکول میں پڑھتے رہے ہو۔" عمران نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں جواب دیا۔

اور نارمن کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑ گیا۔ اس نے انتہائی تیزی سے خنجر بلند کیا۔ جیسے ایک ہی وار میں خنجر عمران کے سینے میں گھونپ دے گا۔ جوانا نے خوف سے آنکھیں بند کر لیں۔ کیونکہ ظاہر ہے عمران بندھا ہوا تھا۔ اور خنجر کے مقابلے میں اپنا دفاع نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے نتیجہ ظاہر تھا۔

مگر اس سے پہلے کہ خنجر عمران کے جسم تک پہنچتا۔ نارمن کے پیچھے کھڑے ہوئے نوجوان نے جھٹک کر نارمن کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"کیا کر رہے ہو نارمن ــــ اس طرح تو یہ مر جائے گا۔" نوجوان نے کرخت لہجے میں کہا۔

"مجھے چھوڑ دو ــــ اس نے میرا مذاق اڑانے کی جرأت کی ہے اور میں اپنا مذاق اڑانے والوں کو دوسرا سانس نہیں لینے دیا کرتا۔" نارمن نے اپنا ہاتھ چھڑانے کی جدوجہد کرتے ہوئے کہا۔

"پھر وہی گنتی ــــ دوسرا سانس، تیسرا سانس، چوتھا سانس۔" عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ جان بوجھ کر ایسی باتیں کر رہا ہے تاکہ تم اسے قتل کر ڈالو۔" اس آدمی نے تیز لہجے میں کہا اور نارمن بھی ٹھٹھک کر رک گیا۔ شاید اس کے ذہن نے بھی یہ بات قبول کر لی تھی۔

"تم پیچھے ہٹو ــــ میں خود اس سے بات کرتا ہوں۔" نوجوان نے اسے ایک طرف دھکیلتے ہوئے کہا اور خود آگے بڑھ آیا۔

"سنو نوجوان ــــ میرا نام بلیکی ہے۔ لوگ میرے نام سے کانپتے ہیں۔"

بلیکی نے کرخت لہجے میں کہا۔

"میرا ایک کتا ہے۔ اس کا نام بھی بلیکی ہے اور اس کے نام سے تو نہیں البتہ کام سے لوگ کانپتے ہیں۔ ایک لمحے میں نرخرہ ادھیڑ دیتا ہے" عمران نے بھی بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"تمہارا یہ طریقہ کار مجھ پر کارگر نہیں ہو سکتا" بلیکی نے کہا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ گھوم گیا۔ اور عمران کے گال پر اس کا بھرپور تھپڑ پڑا۔

تھپڑ میں اتنی قوت تھی کہ عمران کے گال پر بلیکی کی انگلیوں کے نشان ثبت ہو کر رہ گئے۔

"یہ پہلا سبق ہے ——— سمجھے ——— میں تمہاری ایک ایک بوٹی علیحدہ کر دوں گا" بلیکی نے چیختے ہوئے کہا۔

"یار تم آرام سے نہیں بول سکتے۔ خواہ مخواہ اپنی طاقت ضائع کر رہے ہو۔ اور سنو ——— یہ تھپڑ ادھار رہا" عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں سرخی جھلک آئی تھی۔

"اپنا نام بتاؤ ——— اور یہ بتاؤ کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تمہارا کیا تعلق ہے۔" بلیکی نے اسی طرح چیختے ہوئے کہا۔

"میرا نام ڈم ڈم جادوگر ہے اور میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ہوں" عمران نے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چیف ——— تو تم سیکرٹ سروس کے چیف ہو" ——— بلیکی چیف کا نام سنتے ہی ٹھٹھک گیا۔

"اگر یقین نہ آئے تو میری قمیض کی جیب دیکھ لو اس پر تمہیں میرا اشتہار نظر آجائے گا" عمران نے جواب دیا۔

"اشتہار ——— کیسا اشتہار" ——— بلیکی نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"ہمارے ہاں آجکل یہ رواج ہے کہ قمیض کی جیب کے اوپر ٹیلر اپنے نام کی پٹی لگا دیتا ہے۔ اس لئے تمہیں چیف ٹیلر صاف لکھا ہوا نظر آجائے گا" عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ——— تو تم پھر میرا مذاق اڑانے پر تل گئے ہو" بلیکی نے جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور ایک بار پھر تھپڑ مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا۔ مگر اسی لمحے ایک آدمی دوڑتا ہوا دروازے میں داخل ہوا۔

"سر چیف باس کی ایمرجنسی کال ہے" اس آدمی نے چیختے ہوئے کہا۔

"کس کی ——— چیف باس کی" ——— بلیکی اور نارمن دونوں نے مڑتے ہوئے کہا۔

"تو تم بھی چیف ٹیلر سے قمیض سلوانے لگے ہو" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس باس ——— چیف باس نے حکم دیا ہے کہ ان کے آنے تک قیدیوں کی سختی سے نگرانی کی جائے۔ وہ خود آکر پوچھ گچھ کریں گے۔ اس آدمی نے بلیکی سے مخاطب ہو کر کہا۔ عمران کی بات کا کسی نے کوئی جواب نہ دیا تھا۔

"مگر باس کو ان قیدیوں کے متعلق کس نے بتایا ہے" نارمن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مائیکل نے جناب ——— انہوں نے کال کر کے تفصیل بتائی تھی

جس پر چیف باس نے فوری کال بھیجی ہے ——— وہ وہاں سے چل پڑے ہیں"۔ پیغام لانے والے نے کہا۔

" ٹھیک ہے ——— باس خود پوچھ گچھ کرے تو زیادہ اچھا ہے ورنہ ہمارے ہاتھوں تو یہ ہلاک ہو جائیں گے"۔ بلیکی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" مگر باس کو تو یہاں تک پہنچنے میں کم از کم چار گھنٹے لگیں گے۔" نارمن نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

" بھاگ تو نہیں سکتے ——— لیکن دوسرے بے ہوش افراد کو ہوش میں لانا پڑے گا۔ کیونکہ اتنی طویل بے ہوشی سے یہ تو خود بخود مر جائیں گے"۔ نارمن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" تو کوئی بات نہیں ——— انہیں انجکشن لگا دو اور باہر سخت پہرہ لگا دو۔ یہ بیچارے تو ہلنے سے بھی معذور ہیں جائیں گے کہاں" بلیکی نے کہا۔

اور نارمن نے ایک آدمی کو انجکشن لانے کا حکم دیا۔ وہ آدمی تیزی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

" خوش ہو جاؤ۔ تمہاری زندگی چار گھنٹے مزید بڑھ گئی ہے۔ ورنہ میں نے تو یہی فیصلہ کیا تھا کہ تم سب کو ہلاک کر کے پہاڑیوں پر پھینک دوں گا۔" بلیکی نے مڑ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" تمہارا چیف باس کرنل ڈیوڈ ہے یا کرنل ہیمرخ۔ کم از کم اتنا تو بتا دو"۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور نارمن اور بلیکی عمران کے منہ سے یہ الفاظ سنتے ہی حیرت سے اچھل پڑے۔

" تمہیں یہ نام کس نے بتائے ہیں" ——— بلیکی نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

" یہ دونوں میرے کلاس فیلو ہیں ——— ہم اکٹھے ہی استاد سے مار کھایا کرتے تھے"۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

" اچھا تو پھر اب اکیلے ہی مار کھانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ کرنل ڈیوڈ تمہاری پہلی بات کا جواب گولی سے ہی دے سکتا ہے"۔ بلیکی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

اسی لمحے باہر جانے والا انجکشنوں کا ایک ڈبہ اور سرنج اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اور اس نے بلیکی کے اشارے پر عمران کے بیہوش ساتھیوں کو انجکشن لگانا شروع کر دیئے۔

" اس کی اس بات سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ اس گروپ کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے"۔ نارمن نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" مجھے پہلے ہی یقین تھا۔ بہرحال اب باس کے آنے پر ہی مزید بات ہو سکتی ہے"۔ بلیکی نے کہا۔

اور پھر جب عمران کے سب ساتھی ہوش میں آ گئے تو وہ سب باری باری باہر نکل گئے۔ اور ہال کمرے کے اکلوتے دروازے کو باہر سے زنجیر چڑھا کر بند کر دیا گیا۔

اب عمران اور اس کے ساتھی اس کمرے میں اکیلے رہ گئے تھے۔

بلیک زیرو کی جیپ تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ وہ عمران اور سیکرٹ سروس کی ٹیم کی رات کو روانگی کے بعد صبح کو کافرستان پہنچا تھا۔ چونکہ وہ کبھی کسی کے سامنے نہیں آیا تھا۔ اس لئے وہ عام مسافر کے روپ میں بذریعہ طیارہ کافرستان کے شہر راگ پور پہنچا تھا جن پہاڑیوں کے متعلق اطلاعات ملی تھیں کہ ان پہاڑیوں میں کیمپ بنایا جا رہا ہے، یہ پہاڑیاں راگ پور سے قریب تھیں۔

راگ پور پہنچنے کے بعد بلیک زیرو سیدھا راگ پور کی ایک نئی آبادی کرشن پورہ میں پہنچا۔ کافرستان میں سیکرٹ سروس کی فارن سروس کو وہ بطور ایکسٹو پہلے ہی مطلع کر چکا تھا کہ ایکسٹو کا ایک خصوصی نمائندہ جس کا نام طاہر ہے، راگ پور پہنچ رہا ہے۔

چنانچہ کافرستان کے فارن ایجنٹ ناٹران نے اسے کرشن پورہ کی ایک کوٹھی کا پتہ بتا دیا تھا۔ اس نے بتایا تھا کہ وہ خود بھی وہاں موجود رہے گا۔

چنانچہ بلیک زیرو نے کرشن پورہ کے پہلے چوک پر پہنچتے ہی ٹیکسی چھوڑ دی اور ٹیکسی کے واپس چلے جانے کے بعد وہ ٹہلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

پھر چند لمحوں بعد وہ ناٹران کی بتائی ہوئی کوٹھی میں موجود تھا۔ مخصوص کوڈ کے تبادلے کے بعد ناٹران نے اس سے مصافحہ کیا۔ اور اپنے ایک ساتھی سے بھی تعارف کرایا۔ اس کا نام ناٹران نے فیصل بتایا۔

"آپ اس سے پہلے کبھی کافرستان نہیں آئے"۔ ناٹران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہزاروں بار آیا ہوں ——— مگر میرا سیکشن سیکرٹ سروس سے علیحدہ ہے۔ اس لئے میں براہ راست کبھی سامنے نہیں آیا"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ——— اسی لئے آپ سے پہلے کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔ بہرحال فرمایئے، ایکس ٹو کا ہمارے لئے کیا حکم ہے"۔ ناٹران نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اس بار ایک اہم مشن درپیش ہے ——— ایکس ٹو نے اپنی ٹیم عمران کی لیڈر شپ میں پیرا شوٹوں کی مدد سے راگ پور کی ملحقہ پہاڑیوں پر اتار دی ہے۔ مجھے ایکسٹو نے علیحدہ بھیجا ہے تاکہ آپ سے رابطہ قائم کر کے کام کو خفیہ طور پر آگے بڑھایا جائے۔ اور اگر عمران یا اس کے ساتھی کسی مشکل میں پھنس جائیں تو ہم ان کی امداد کر سکیں"۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوہ ——— مگر کیوں ——— ان پہاڑیوں میں کیا ہے"۔ ناٹران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ان پہاڑیوں میں اسرائیل ایک خفیہ فضائی اڈہ بنا رہا ہے تاکہ یہاں

سے اس کے طیارے پاکیشیا کی ایٹمی تنصیبات پر حملہ کر سکیں۔ ہم نے اس اڈے کو تباہ کرنا ہے"۔ بلیک زیرو نے مختصر لفظوں میں مشن کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ —— یہ تو واقعی انتہائی اہم مشن ہے —— لیکن پھر تو ان پہاڑیوں کے چپے چپے کی نگرانی کی جا رہی ہو گی۔ اس طرح تو ٹیم جیسے ہی پیراشوٹوں کی مدد سے نیچے اتری ہو گی پکڑی گئی ہو گی۔ اگر ایکسٹو ہمیں پہلے الرٹ کر دیتا تو ہم رات کو ہی وہاں پہنچ جاتے"۔ ناٹران نے کہا۔

اس کے علاوہ چارہ بھی نہ تھا۔ کیونکہ تمام ہوائی اڈوں، ریلوے اسٹیشنوں اور کافرستان میں داخلے کے تمام راستوں کی انتہائی سختی سے نگرانی کی جا رہی ہے۔ اگر وہ عام طریقے سے آتے تو راستے میں ہی دھر لئے جاتے۔ اور شاید ایکسٹو خود چاہتا ہو کہ ٹیم پکڑی جائے تاکہ اڈے کی لوکیشن سامنے آ جائے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"بہرحال ٹھیک ہے —— ایکسٹو تو ہم سے زیادہ بہتر جانتا ہے۔ ہمارے لئے اس کا کیا حکم ہے"۔ ناٹران نے پوچھا۔

"تم یہیں رہو —— میں ان پہاڑیوں پر جاؤں گا۔ اور اگر میں نے مناسب سمجھا تو تمہیں کال کر لوں گا"۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اب ہمیں آپ کے ماتحت کام کرنا پڑے گا۔ یہ تو زیادتی ہے —— آخر یہاں ہماری بھی حیثیت ہے"۔ اس بار فیصل نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مسٹر فیصل —— یہ ایکس ٹو کا حکم ہے میرا نہیں —— سمجھے۔ اور ایکسٹو پر نکتہ چینی کرنے والے دوسرا سانس نہیں لے سکتے"۔ بلیک زیرو نے

سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے فیصل —— ہمارا کام حکم کی تعمیل ہے۔ مسٹر طاہر، ظاہر ہے کوئی خاص حیثیت ہی رکھتے ہوں گے۔ تبھی ایکسٹو نے ایسا حکم دیا ہے"۔ ناٹران نے فیصل کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

اور فیصل کندھے اچکا کر خاموش ہو گیا۔ وہ شاید دل ہی دل میں ایکسٹو کو بُرا بھلا کہہ رہا تھا۔

اب اگر اسے پتہ چل جاتا کہ جس ایکس ٹو نے انہیں حکم دیا ہے، وہ ان کے سامنے بیٹھا ہوا ہے تو پھر نجانے ان کی کیا حالت ہوتی۔ لیکن ظاہر ہے بلیک زیرو یہاں اپنی اصل حقیقت ظاہر نہ کر سکتا تھا۔

"آپ مجھے ایک جیپ اور ان پہاڑیوں کا ایک نقشہ مہیا کر دیں۔ ساتھ ہی طاقتور ٹیلی سکوپ اور ایک مشین گن، ایک ریوالور اور میک اپ بکس"۔ بلیک زیرو نے ناٹران سے مخاطب ہو کر کہا اور ناٹران سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اور تیزی سے دوسرے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"تم کس کے تحت کام کرنا پسند کرتے ہو —— میں ایکسٹو سے تمہاری سفارش کر دوں گا"۔ ناٹران کے جاتے ہی بلیک زیرو نے فیصل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"علی عمران کے ساتھ میں نے کام کیا ہے اور وہ مجھے بے حد پسند ہے"۔ فیصل نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ —— اچھا۔ میں سمجھ گیا —— ویسے کچھ پتہ نہیں شاید اب بھی تمہیں علی عمران کے ساتھ کام کرنے کا موقعہ مل جائے"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کی مطلوبہ چیزیں باہر پورچ میں موجود جیپ میں پہنچ چکی ہیں اور یہ نقشہ ہے"۔ ناٹران نے ہاتھ میں رول کیا ہوا کاغذ بلیک زیرو کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ ——— میں فی الحال جائزہ لینے جا رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے ہم سب کو کام کرنا پڑے۔ آپ لوگ تیار رہیں"۔ بلیک زیرو نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ پسند فرمائیں تو میں آپ کے ساتھ چلا چلوں۔ میں نے ان پہاڑیوں کو اچھی طرح دیکھا ہوا ہے" ناٹران نے کہا۔

"اوہ ——— اگر ایسی بات ہے تو ضرور چلیں"۔ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے میں یہاں بیٹھنے سے وہاں آپ کے لئے زیادہ فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہوں۔ میں کافی عرصہ پہلے ان پہاڑیوں پر شکار کھیلنے گیا تھا اور میں نے وہاں کا چپہ چپہ دیکھ ڈالا تھا۔" فیصل نے کہا۔

"اوہ ——— تو کیا ان پہاڑیوں پر درندے اور جنگلی جانور ہوتے ہیں۔ ایکسٹو کو تو یہی رپورٹ ملی تھی کہ وہاں جنگلی جانور ناپید ہیں"۔ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ایکس ٹو کو جو اطلاع دی گئی ہے وہ بالکل درست ہے۔ میں نے بھی پوری پہاڑیاں چھان ماری تھیں لیکن ایک بھی جانور نہ ملا تھا۔ حالانکہ وہاں خاصے گھنے جنگلات ہیں۔" فیصل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوکے ——— چلیں آپ بھی چلیں" ——— بلیک زیرو نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد وہ تینوں جیپ میں سوار ہو کر کوٹھی سے باہر نکل آئے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر

فیصل تھا جبکہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر ایکسٹو اور پچھلی سیٹ پر ناٹران بیٹھا ہوا تھا۔ اور جیپ پوری رفتار سے پہاڑیوں کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

"طاہر صاحب ——— ! ایک بات پوچھوں، آپ ناراض تو نہیں ہوں گے"۔ اچانک فیصل نے پوچھا۔

"پوچھو" ——— بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"آپ یا تو خود ایکسٹو ہیں یا پھر ایکسٹو کے بہت زیادہ قریب ہیں"۔ فیصل نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب ——— میں سمجھا نہیں" ——— بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

ناٹران بھی فیصل کی بات سن کر چونک کر سیدھا ہو گیا تھا۔

"جناب ——— آپ ایکس ٹو کی باتیں اس طرح کرتے ہیں اور اسے ملنے والی رپورٹوں سے ایسے آگاہ ہیں جیسے یا آپ خود ایکسٹو ہوں یا پھر ایکسٹو سے بے حد قریب ہوں۔"

فیصل نے دلیل دیتے ہوئے کہا۔

اور بلیک زیرو فیصل کی ذہانت کا دل ہی دل میں قائل ہو گیا۔ واقعی روانی میں اس نے بولتے وقت ایسا ہی تاثر دیا تھا۔

"اوہ ——— آپ ذہین آدمی ہیں ——— آپ نے درست اندازہ لگایا ہے۔ دراصل میرا سیکشن انتہائی خفیہ طور پر کام کرتا ہے اور میں بحیثیت انچارج ایکسٹو سے بے حد قریب ہوں۔ بلکہ یوں سمجھئے کہ میں اس کا پرسنل اسسٹنٹ ہوں"۔ بلیک زیرو نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"پھر تو آپ نے ایکسٹو کو دیکھا ہو گا۔" ناٹران نے اس بار اشتیاق آمیز لہجے

میں پوچھا۔

"جی ہاں دیکھا ہے مگر ہمیشہ نقاب میں"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ تو کیا وہ ہر وقت نقاب لگائے رکھتا ہے۔ آخر کبھی تو نقاب علیحدہ کرتا ہوگا" فیصل نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے ــــ کرتا ہو ــــ لیکن میں نے تو کئی بار دانستہ کوشش بھی کی لیکن کامیاب نہیں ہوا۔" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

اس کا قد و قامت ــــ ؟" فیصل نے پوچھا۔

"بس میرا قد و قامت سمجھ لیں ــــ زیادہ سے زیادہ انیس بیس کا فرق ہو گا" بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

وہ دل ہی دل میں ہنس رہا تھا کہ اب وہ انہیں کیا بتائے کہ جس سے وہ ایکسٹو کے بارے میں سوال کر رہے ہیں وہ خود ایکسٹو ہے اور بغیر نقاب لگائے موجود ہے۔

"آپ کا ذکر عمران صاحب نے بھی کبھی نہیں کیا حالانکہ وہ اکثر دوسروں کا ذکر کرتے رہتے ہیں" اس بار ناٹران نے کہا۔

"ہو سکتا ہے ضرورت ہی نہ پیش آئی ہو۔ بہرحال صرف عمران صاحب مجھ سے واقف ہیں۔ ان کے علاوہ سیکرٹ سروس کا کوئی ممبر نہ ہی میرے نام سے واقف ہے نہ ہی شکل و صورت سے۔ اور پلیز اگر کوئی ایسی صورت حال پیش بھی آ جائے تو آپ میرا ذکر ان کے سامنے اپنے ایک ساتھی کے طور پر کریں۔ تاکہ میرے سیکشن کی آئیڈنٹی قائم رہے"۔ بلیک زیرو نے کہا اور فیصل اور ناٹران نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

بلیک زیرو نے نقشہ اپنے گھٹنوں پر پھیلا لیا اور اسے غور سے دیکھنے لگا چند لمحوں بعد اس نے پنسل سے ایک جگہ سرخ رنگ کا دائرہ لگا دیا۔

"فیصل صاحب ــــ جہاں تک میرا آئیڈیا ہے یہ اڈہ اس جگہ ہونا چاہیئے کیونکہ یہ جگہ ایسی ہے جہاں طیارہ اندر جا سکتا ہے اور باہر نکل سکتا ہے۔ اور دفاعی لحاظ سے بھی مضبوط ہے۔" بلیک زیرو نے فیصل سے مخاطب ہو کر کہا۔

ناٹران بھی آگے کی طرف جھک کر نقشے کو دیکھنے لگا۔

"آپ کا اندازہ درست معلوم ہوتا ہے۔ ناٹران نے فیصل کی بجائے جواب دیا۔

فیصل نے بھی ایک نظر نقشے کو دیکھا تھا اور پھر اس نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اور جہاں تک میرا خیال ہے۔ اس جگہ سے پانچ میل کے سرکل میں نگرانی سخت ہوگی۔ اس لئے ہمیں اس پانچ میل سے زیادہ فاصلے پر پہنچنا چاہیئے۔ ورنہ ہماری جیپ براہ راست بھی ان کی نظروں میں آ سکتی ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"درست ہے" ــــ ناٹران نے جواب دیا۔ اور پھر فیصل نے جیپ کا رخ شمال سمت کر دیا۔

بلیک زیرو نے نقشہ رول کر کے واپس جیب میں ڈال لیا۔

تھوڑی دیر بعد پہاڑیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اور تھوڑی دور آگے جا کر فیصل نے جیپ ایک گھنے درخت کے نیچے روک دی۔ اس جگہ کے اردگرد اونچی اونچی جھاڑیاں بکھری ہوئی تھیں۔ اس لئے جب تک اسے قریب سے نہ دیکھا جائے جیپ کو چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔

"بس جناب ــــ اس سے آگے جیپ لے جانا خطرناک ہو سکتا ہے"۔ فیصل نے دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو اور ناٹران نیچے

اتر آتے۔

ناٹران نے جیپ کے آگے والی نشست اٹھائی اور پھر اس کے نیچے موجود ایک بڑے سے خانے میں سے اس نے ایک سب مشین گن نکال کر بلیک زیرو کی طرف بڑھا دی۔

بلیک زیرو نے مشین گن اپنے بڑے کوٹ کے اندر چھپا لی۔ ناٹران نے ایک ریوالور بھی نکال کر اس کے حوالے کیا اور ایک طاقت ور ٹیلی سکوپ بھی۔ اس کے بعد اس نے یہی سامان فیصل کے حوالے کیا اور خود بھی ایک سیٹ رکھ لیا۔

"کیا آپ نے پہلے سے ہی پلاننگ کر رکھی تھی۔ یہاں میرے ساتھ آنے کی" بلیک زیرو نے سامان کے دوسرے سیٹ دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں مسٹر طاہر —— یہ جیپ میرے پاس رہتی ہے۔ میں نے ایمرجنسی کے لئے اس میں بہت کچھ چھپایا ہوا ہے" ناٹران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

اس کے بعد وہ تینوں آگے بڑھ کر پہاڑی پر چڑھنے لگا۔ ابھی صبح کاذب پوری طلوع نہ ہوئی تھی۔ اس لئے ہر طرف ہلکا ہلکا اندھیرا سا چھایا ہوا تھا۔ اس اندھیرے کو فضا میں پھیلی ہوئی دھند زیادہ گہرا کر رہی تھی۔ سردی اپنے عروج پر تھی لیکن چونکہ ان تینوں نے جیسٹر اور گرم ٹوپیاں پہن رکھی تھیں۔ اس لئے انہیں سردی کا احساس نہ ہو رہا تھا۔

وہ پہاڑی پر چڑھتے چلے گئے۔ ارد گرد کا جنگل خاموش تھا اور انہیں ذرا سی بھی حرکت محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ البتہ اب پرندوں کی چہکاریں سنائی دینی شروع ہو گئی تھیں۔ کافی بلندی پر پہنچنے کے بعد بلیک زیرو نے دوربین

آنکھوں سے لگائی اور بڑے غور سے ادھر ادھر کا جائزہ لینے لگا۔

ناٹران اور فیصل بھی دوربین کی مدد سے مخالف سمتوں میں چیکنگ کر رہے تھے۔ اچانک بلیک زیرو کی نظریں سامنے والی پہاڑیوں کے درمیان نظر آنے والی پہاڑی کے جنگل پر جم گئیں۔ وہاں روشنی کی ایک لکیر سی چمکتی دکھائی دی جو ایک لمحے بعد ہی معدوم ہو گئی تھی۔ چند لمحوں بعد روشنی ایک بار پھر چمکی اور پھر معدوم ہو گئی۔

"ارے —— میں نے سامنے روشنی دیکھی ہے۔" اچانک فیصل کی آواز سنائی دی۔

"ہاں —— میں دیکھ رہا ہوں —— شاید کوئی آدمی ٹارچ کی مدد سے راستہ دیکھتا ہوا آگے بڑھتا جا رہا ہے۔" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

اب ناٹران نے بھی اسے چیک کر لیا تھا اور چند لمحوں بعد جب وہ روشنی گھنے جنگل میں غائب ہو گئی تو انہوں نے تیزی سے اس طرف چلنا شروع کر دیا۔

وہ خاصی تیز رفتاری لیکن محتاط طریقے سے آگے بڑھ رہے تھے۔ پہاڑی کی دوسری طرف اترنے کے بعد وہ خاصا فاصلہ طے کر کے اس پہاڑی کے دامن میں پہنچے اور پھر اس پر چڑھتے چلے گئے۔

جب وہ اپنے اندازے کے مطابق اس جگہ پہنچے تو انہوں نے ادھر ادھر چیکنگ شروع کر دی۔

چند لمحوں بعد وہ راستوں کے اندر بنی ہوئی ایک عارضی سی جھونپڑی کا سراغ لگانے میں کامیاب ہو گئے۔ جھونپڑی کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔

بلیک زیرو نے انہیں رکنے کا اشارہ کیا اور خود جھونپڑی کے اندر چلا گیا۔ لیکن جھونپڑی خالی پڑی ہوئی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی خاص مقصد کیلئے

جھونپڑی بنائی گئی ہو اور اس مقصد کے حاصل ہونے کے بعد اسے خالی چھوڑ دیا گیا ہو۔

بلیک زیرو جھونپڑی کا جائزہ لے کر جیسے ہی باہر نکلنے لگا۔ ناٹران کی آواز اُسے سنائی دی۔

" طاہر صاحب ——— ایک آدمی آ رہا ہے اس طرف"۔ ناٹران کا لہجہ چونکنے والا تھا۔

بلیک زیرو تیزی سے باہر آ گیا اور پھر ناٹران کے اشارے پر اس نے کافی نیچے درختوں کے اندر حرکت دیکھ لی۔

"آڑ میں چھپ جائیں" ——— بلیک زیرو نے کہا اور وہ تینوں تیزی سے ارد گرد پھیلے ہوئے درختوں کے چوڑے تنوں کی آڑ میں ہو گئے۔

تھوڑی دیر بعد وہ آدمی اور قریب آ گیا۔ اس نے گرم لباس پہن رکھا تھا اس کے ہاتھ میں ٹارچ تھی۔ جبکہ اس کے کاندھے پر ایک جدید قسم کی مشین گن لٹکی ہوئی تھی۔

وہ اوپر پہنچ کر ایک لمحے کے لئے رُکا۔ وہ غور سے اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ جیسے اسے کوئی خلش ہو رہی ہو۔ لیکن چند لمحوں بعد وہ کندھے جھٹکتا ہوا جھونپڑی کے اندر چلا گیا۔ اور اس نے دروازہ اندر سے بند کر دیا۔

اس کے اندر جاتے ہی وہ تینوں درختوں کی آڑ سے نکل کر محتاط قدموں سے جھونپڑی کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ جھونپڑی کی دیوار چونکہ لکڑی کے گٹھوں سے بنائی گئی تھی۔ اس لئے اس میں رخنے موجود تھے۔

ان تینوں نے ان رخنوں پر آنکھیں لگا دیں۔ جھونپڑی کے اندر وہ نوجوان گھاس کے ڈھیر کو ہٹانے میں مصروف تھا۔ پھر اس نے اس ڈھیر کے اندر سے

ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا۔

ٹرانسمیٹر باہر نکال لینے کے بعد وہ اسی گھاس کے ڈھیر پر بیٹھ گیا اور اس نے ٹرانسمیٹر کے بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ دوسرے لمحے ٹرانسمیٹر کی مخصوص سیٹی سنائی دی۔

" ہیلو ——— چیکنگ اسپاٹ ایلون سپیکنگ ——— اوور"۔ اس آدمی نے گھمبیر لہجے میں کہا۔

" یس ——— چیکنگ ہیڈ کوارٹر ——— رپورٹ ——— اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" میں نے ایریا کی مکمل چیکنگ کر لی ہے ——— سب اوکے ہے اوور" ——— اس آدمی نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے ——— ہوشیار رہنا۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی بچا کھچا جاسوس اِدھر اُدھر گھوم رہا ہو۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" مجھے معلوم ہے جناب ——— اس لئے میں بہت زیادہ محتاط ہوں اوور"۔ اس آدمی نے کہا۔ اور بلیک زیرو کے لبوں پر اس کی بات سن کر زہریلی مسکراہٹ دوڑ گئی۔

" اوکے ——— اوور اینڈ آل"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور نوجوان نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے ایک طرف ڈھیر میں رکھ دیا۔

ناٹران، فیصل اور بلیک زیرو نے نظروں ہی نظروں میں ایک دوسرے کو اشارہ کیا۔ اور پھر وہ تینوں محتاط انداز میں پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ درختوں کی آڑ میں ہو کر بلیک زیرو نے زمین کی پڑا ہوا ایک پتھر اٹھایا اور اسے جھونپڑی کی دیوار سے دے مارا۔

کھٹاک کی آواز پیدا ہوئی اور دوسرے لمحے جھونپڑی کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور اندر موجود آدمی تیزی سے باہر نکلا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن موجود تھی۔ اور وہ زخمی چیتے کے سے انداز میں اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔

اسی لمحے بلیک زیرو نے اپنے سامنے درخت کے چوڑے تنے پر ہلکے سے ہاتھ مارا اور نوجوان چونک کر اس درخت کی طرف لپکا۔ وہ بیحد چوکنا اور محتاط نظر آ رہا تھا۔

لیکن وہ جیسے ہی وہ آگے بڑھا، فیصل جس درخت کے پیچھے چھپا ہوا تھا، وہ اس کی پشت پر آگیا تھا۔ چنانچہ وہ آدمی جیسے ہی آگے بڑھا فیصل درخت کی آڑ سے نکلا اور دوسرے لمحے وہ چیتے کی طرح اس پر جھپٹ پڑا۔ اس نے پلک جھپکنے میں اسے اٹھا کر نیچے پھینکا اور اس کے سینے پر پیر رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ ساتھ ہی مشین گن کی نال اس نے اس کے پیٹ پر رکھ دی۔

وہ نوجوان حیرت سے بت بنا رہ گیا۔ ناٹران اور بلیک زیرو بھی آگئے اور اس نوجوان کی آنکھیں انہیں دیکھ کر حیرت اور خوف سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

”اسے اٹھا کر اندر لے چلو“ —— بلیک زیرو نے فیصل سے کہا اور فیصل نے بڑی پھرتی سے اسے جھک کر پلٹا دیا اور دوسرے لمحے اس نے اس کا کوٹ پیچھے سے کھینچ کر نیچے کر دیا۔

اب وہ اپنے بازوؤں کو حرکت میں نہ لا سکتا تھا اور فیصل نے اسے گردن سے پکڑ کر اٹھا کر کھڑا کر دیا۔

”گگ —— گگ —— کون ہو تم“ —— اس آدمی نے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

”عزرائیل —— تمہاری روح قبض کرنے آئے ہیں“۔ بلیک زیرو نے کہا۔ اور پھر وہ اسے دھکیلتا ہوا جھونپڑی میں لے گیا۔

فیصل بھی اس کے ہمراہ تھا جبکہ ناٹران باہر ہی رک گیا تاکہ نگرانی کر سکے۔

”جھونپڑی میں جاتے ہی اس آدمی نے تیزی سے اپنے جسم کو جھٹکا دے کر کوٹ کو اونچا کرنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے بلیک زیرو کا مکہ اس کی کنپٹی پر پوری قوت سے پڑا۔ اور وہ لہراتا ہوا گھاس کے ڈھیر کے اوپر گر گیا۔ ایک ہی ضرب نے اسے بیہوش کر دیا تھا۔

فیصل بلیک زیرو کی طاقت اور صحیح نشانہ دیکھ کر دل ہی دل میں حیران رہ گیا۔

”اب اسے اچھی طرح باندھ دو“ —— بلیک زیرو نے فیصل سے کہا۔

اور فیصل نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ لیکن جب اسے باندھنے کی کوئی چیز نظر نہ آئی تو اس نے اپنی بیلٹ کھول لی اور پھر اس کے ہاتھ پشت کی طرف کر کے اس نے بیلٹ کی مدد سے انہیں مضبوطی سے باندھ دیا۔

”بس کافی ہے —— پیر باندھنے کی ضرورت نہیں ہے“ —— بلیک زیرو نے کہا۔

اور پھر اس نے اپنی سب مشین گن ایک طرف رکھی اور کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک پتلا سا تیز دھار کا خنجر باہر نکال لیا اور فرش پر بیہوش پڑے ہوئے نوجوان کی بائیں سائیڈ پر اکڑوں بیٹھ گیا۔ اس نے خنجر کو اس کے سینے

پر رکھ کر ایک ہاتھ سے اس کا منہ بند کیا اور دوسرے ہاتھ سے اس کی ناک دبادی۔

سانس بند ہو جانے کی وجہ سے چند ہی لمحوں میں نوجوان کا جسم حرکت میں آگیا۔ اور بلیک زیرو نے دونوں ہاتھ ہٹا کر اس کے سینے پر پڑا ہوا خنجر اٹھا لیا۔

نوجوان نے آنکھیں کھولیں تو اس کی آنکھوں کے سامنے وہ تیز دھار خنجر موجود تھا۔ اس کی آنکھوں میں وحشت اور خوف کی جھلکیاں تھیں۔ چہرہ خوف کی شدت سے پھڑکنے لگا تھا۔

"میری بات سنو ——— میں آدمی کو ذبح کرنے میں بے حد لطف محسوس کرتا ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں خواہ مخواہ کسی کے خون میں ہاتھ رنگنا بھی پسند نہیں کرتا۔ اگر تم میرے سوالوں کے جواب ٹھیک ٹھیک دو گے تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں ہم یہاں باندھ کر ڈال جائیں گے۔ تم آزاد ہو سکتے ہو لیکن اگر تم نے جواب دینے میں ذرا بھی ہچکچاہٹ دکھائی تو ایک لمحے میں گردن کاٹ دوں گا" ——— بلیک زیرو نے انتہائی سنجیدہ اور غراہٹ آمیز لہجے میں جواب دیا۔

"مم ..... مم ....." نوجوان نے ہکلا کر کچھ کہنا چاہا۔

"میں تمہیں پہلے نمونہ دکھانا چاہتا ہوں" ——— بلیک زیرو نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور دوسرے لمحے اس کا خنجر والا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ اور نوجوان کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ اس کی ناک کا سرا کٹ کر دور جا گرا۔ اور ناک سے خون بہنے لگا۔

"یہ صرف نمونہ ہے ——— ویسے میں نے رعایت کر دی ہے ورنہ

یہ نمونہ ایک آنکھ نکلنے کی صورت میں بھی ہو سکتا تھا" بلیک زیرو نے غراتے ہوئے کہا۔

"بب ——— بتاتا ہوں ——— بتاتا ہوں" نوجوان نے بری طرح سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

اور بلیک زیرو نے گھاس پھونس اٹھا کر اس کی ناک پر چپکا دیا۔ کچھ گھاس نیچے گر پڑا۔ کچھ اس کی ناک سے چپک گیا۔ اور اس طرح خون کی روانی ختم ہو گئی۔

"بتاؤ ——— جو لوگ رات پیرا شوٹوں سے نیچے اترے تھے وہ کہاں ہیں۔" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"وہ ——— مین چیکنگ اسٹیشن میں ہیں" نوجوان نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کتنے آدمی پکڑے گئے ہیں"۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"گیارہ" ——— نوجوان نے جواب دیا۔

اور بلیک زیرو نے ہونٹ بھینچ لئے۔ کیونکہ گیارہ کا مطلب تھا پوری ٹیم پکڑی گئی ہے

"ان کے ساتھ کیا کیا گیا ہے۔ جلدی بولو" بلیک زیرو نے غراتے ہوئے کہا۔

"ان سے پوچھ گچھ ہو رہی ہو گی۔ مجھے زیادہ علم نہیں ہے۔" نوجوان نے جواب دیا۔

"یہ مین چیکنگ اسٹیشن کہاں ہے" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"لیبارٹری نمبر جو بیس کے دامن میں ایک بڑی غار کے اندر بنایا گیا ہے۔

پورا ہال کمرہ ہے"۔ نوجوان نے جواب دیا۔

اور بلیک زیرو نے اس کی گردن کے نیچے ہاتھ ڈال کر اسے ایک جھٹکے سے اٹھا کر بٹھا دیا۔ اور دوسرے ہاتھ سے اس نے جیب سے نقشہ نکال کر اس کے سامنے رکھ دیا۔

"اس کو دیکھ کر بتاؤ کہ یہ پہاڑی نمبر چو میں کونسی ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"جہاں سرخ دائرہ لگا ہوا ہے ——— اس کے ہاتھ والی دوسری پہاڑی"۔ نوجوان نے جواب دیا۔

"یعنی خفیہ اڈے سے دوسری پہاڑی"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اڈہ ——— کون سا اڈہ ——— مجھے کسی اڈے کے بارے میں علم نہیں ہے"۔ نوجوان اڈے کے بارے میں سنتے ہی بپھر اٹھا۔ اور اس نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہونے کی کوشش کی۔ شاید اڈے کا نام سنتے ہی اس کی ذہنی رَو پلٹ گئی تھی۔

بلیک زیرو نے ایک جھٹکے سے اسے پیچھے کی طرف دبایا۔ اور دوسرا ہاتھ اس کی پشت پر رکھ کر آگے کی طرف دھکیلا۔

دوسرے لمحے کھٹاک کی سی آواز سنائی دی اور نوجوان کا جسم بُری طرح پھڑکنے لگا۔ بلیک زیرو بڑے اطمینان سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ جیسے اس نے کسی کی گردن نہ توڑی ہو بلکہ کسی درندے کو ہلاک کر دیا ہو۔ نوجوان چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

"فیصل ——— تم باہر جاؤ۔ میں اس کا لباس اور میک اپ کروں گا"

بلیک زیرو نے فیصل سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور فیصل خاموشی سے باہر

ی گیا۔

بلیک زیرو کے ہاتھ تیزی سے چلنے لگے اور تھوڑی دیر بعد وہ اس
ن کے میک اپ میں تھا۔ اس نے اس کا بڑا کوٹ اپنے کوٹ کے
ر پہن لیا تھا۔ اور سر پر اس کی ٹوپی اوڑھ لی تھی۔ اپنا بڑا کوٹ اور ٹوپی
ں نے گھاس کے ڈھیر کے نیچے چھپا دی۔ اور پھر وہ جھونپڑی سے باہر آ گیا
زان اور فیصل وہاں موجود تھے۔

"اس آدمی کی لاش اٹھا کر کسی کھائی میں پھینک دو"۔ بلیک زیرو
نے فیصل سے کہا اور فیصل سر ہلاتا ہوا واپس جھونپڑی میں گھس گیا۔

چند لمحوں بعد جب وہ باہر آیا تو اس آدمی کی لاش اس کے کندھے
موجود تھی۔ وہ تیزی سے ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔ اور چند لمحوں بعد جب
ہ واپس آیا تو خالی ہاتھ تھا۔

"آؤ ——— آگے بڑھیں۔ ان کا اور کوئی اسٹیشن قریب ہوگا۔ میرا خیال
ے اگر ہم تینوں اسی طرح ان کے میک اپ میں آ جائیں تو پھر اس مین
یلنگ اسٹیشن تک پہنچنے میں آسانی رہے گی۔"

بلیک زیرو نے کہا اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے اس کے ساتھ آگے
ھتے چلے گئے۔ البتہ وہ بے حد محتاط تھے۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک اور
ونپڑی کا سراغ لگانے میں کامیاب ہو گئے

یہاں فیصل نے ایک آدمی کو ہلاک کر کے اس کا میک اپ اور لباس پہن
۔ اور پھر تھوڑی سی جدوجہد کے بعد وہ تیسرے آدمی کو بھی پا لینے میں
میاب ہو گئے۔

وہ آدمی جھونپڑی میں سویا ہوا تھا۔ اس لئے آسانی سے قابو آ گیا۔ وہ

شاید ساری رات نگرانی کر کے اب نیند پوری کر رہا تھا کہ نائران نے ا
ہمیشہ کی نیند سُلا دیا۔ اور خود اس کا میک اپ کر لیا۔

اور اب وہ تینوں ایک دوسرے سے خاصا فاصلہ رکھ کر اس پہاڑ
کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ جدھر مین چیکنگ اسٹیشن بتایا گیا تھ
لیکن وہ آنے والے خطرات سے بے خبر تھے جو ان کی تاک میں
لگ چکے تھے۔

یہ ہم کہاں پھنس گئے ہیں عمران "—— دروازہ بند ہوتے ہ
جولیا نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا۔ اسے ابھی ابھی ہوش آیا تھا۔

"محبت کے جال میں۔ اور یہ جال ایسا ہے جس سے نکلنے کو عاشق ا
بھی دل نہیں چاہتا۔ حتیٰ کہ تڑپ تڑپ کر جان دے دیتا ہے۔ بیچارہ شہی
محبت" عمران کی زبان قینچی کی طرح چلنے لگی۔

"تم یہاں بھی بکواس سے باز نہیں آؤ گے" تنویر نے برا سا منہ بنات
ہوئے کہا

"باز چھوڑ یہاں کبوتر کا بچہ بھی نہیں آئے گا۔ تم بیٹھے نشانہ قائم کرتے

ہو" عمران نے جواب دیا۔

"اچھا —— چھوڑو اس بک بک کو —— اب ہم نے یہاں سے آزاد ہونا
ہے یا یہیں بیٹھے بیٹھے ان کی گولیوں کا نشانہ بن جائیں گے۔" جولیا نے سخت
لہجے میں کہا۔

"بھئی تم جانو اور تمہارا گروپ —— چاہے آزاد رہو چاہے غلام۔ مجھے
تو نیند آ رہی ہے —— چار گھنٹے آرام کے مل گئے ہیں۔ کیوں نہ اس سے
فائدہ اٹھایا جائے۔ کیوں بھئی کیپٹن شکیل —— میرے گروپ ساتھی۔
تمہارا کیا خیال ہے۔"

عمران نے جولیا کی دوسری طرف بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل سے مخاطب
ہو کر کہا۔

"جیسے آپ کی مرضی —— اگر آپ ہمیشہ کے لئے سونا چاہتے ہیں تو کسی
کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔" کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"ارے باپ رے —— ہمیشہ کی نیند —— نہ کبھی۔ اگر میں بیدار نہ ہوا
تو پھر ناشتہ کیسے کروں گا —— اور تم جانتے ہو ناشتہ کئے بغیر تو میں مر بھی
نہیں سکتا۔ کیا معلوم قبرستان کا باورچی سلیمان کی طرح ناشتہ تیار کرنے میں
ماہر ہو یا نہ ہو" عمران نے آنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔ جیسے اسے
اچھا ناشتہ نہ ملنے کے تصور سے ہی خوف محسوس ہو رہا ہو۔

"پھر آپ ایسا کریں کہ سلیمان کو بھی بُلا لیں تاکہ اکٹھے ہی آگے جائیں"
اس بار صفدر نے جواب دیا۔ اور اس کی بات سن کر سب ہی ہنس پڑے۔
ان کا انداز ایسے معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ کسی خوفناک سچویشن کا شکار ہونے
کی بجائے کسی تفریح گاہ میں بیٹھے ہوں۔ اور یہی عمران کا مقصد بھی

تھا۔ وہ ان کے ذہنوں سے خوف جھاڑنا چاہتا تھا۔ اور وہ ہمیشہ کی طرح اس بار بھی اپنے مقصد میں کامیاب رہا۔

"تمہاری بات درست ہے صفدر ــــ چلو میں بلاتا ہوں سلیما کو ــــ ارے ــــ مگر یہ زنجیریں" عمران نے یوں چونکتے ہوئے کہا جیسے زنجیروں کا احساس اسے اسی لمحے میں پہلی بار ہوا ہو۔

"اچھے ناشتے کی راہ میں زنجیریں کیسے حائل ہو سکتی ہیں عمران صاحب" صفدر نے اسے شہہ دیتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں ــــ واقعی" ــــ عمران نے سینہ پھلاتے ہوئے کہا لیکن مضبوطی سے بندھی ہوئی زنجیروں کی وجہ سے وہ آدھا سینہ ہی پھلا سکا۔

"یار جوانا ــــ تم کیسے جوانا ہو ــــ یہ محبت کی زنجیریں بھی نہیں توڑ سکتے۔ تمہارا نام تو پھر جوانا کی بجائے بڑھیپانا ہونا چاہیئے۔" عمران نے ساتھ بیٹھے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں نے کوشش کی ہے ماسٹر ــــ لیکن زنجیریں عجب انداز سے بندھی ہوئی ہیں۔ پوری طرح زور ہی نہیں لگ رہا۔" جوانا نے قدرے بے بسی سے کہا۔

"اوہ ــــ انداز ــــ تو کیا ہے تم اپنے جسم کا انداز بدل دو۔ اپنا سر نیچے کو جھکا دو، جسم کو پیچھے کی طرف سکیڑو اور سینے کو آگے کی طرف۔ انداز بدل جائے گا" عمران نے اسے باقاعدہ فلمی ہدایتکار کی طرح ہدایات دینی شروع کر دیں۔

"اوہ ماسٹر ــــ ویری گڈ ــــ میں سمجھ گیا تم کیا کہنا چاہتے ہو۔" جوانا نے اچانک خوش ہوتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ ایکشن میں آ گیا۔

عمران کا بتایا ہوا پوز بناتے ہی اس نے اپنے ٹھوس چٹان جیسے سینے کو پھلاتے ہوئے زور سے آگے کی طرف جھٹکا دیا۔ وہ مسلسل اور بار بار جھٹکے دیتا رہا۔

اور ایک بار اس نے آنکھیں بند کر کے جب پوری قوت سے سینے کو جھٹکا دیا تو اس کے سینے پر بندھی ہوئی زنجیر کی ایک کڑی کھلتی چلی گئی۔ اور ہال میں موجود افراد کی آنکھیں حیرت سے چوڑی ہوتی چلی گئیں۔

اتنی موٹی زنجیر کی کڑی اس طرح کھنچ کر کھل جائے گی۔ اس کا وہ تصور بھی نہ کر سکتے تھے۔ لیکن عمران کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ اسے جوانا کی بے پناہ طاقت کا پوری طرح احساس تھا۔ اس لیئے اس نے اسے یہ پوز بتایا تھا۔ کیونکہ اس طرح وہ اپنے سینے کی پوری قوت استعمال کر سکتا تھا۔

کڑی کھلتے ہی زنجیر نیچے کو گری اور پھر جوانا کے بار بار مزید جھٹکے دینے سے اس کے جسم کے گرد بندھی ہوئی زنجیر کے بل کھلتے چلے گئے۔ اور اس کا جسم بازوؤں کے علاوہ آزاد ہو گیا۔

جیسے ہی جوانا کے پیر اور ٹانگیں زنجیر کی گرفت سے آزاد ہوئیں۔ اس نے اپنے نچلے جسم کو سکیڑا اور اچھل کر اس نے دونوں پیر کرسی کی پشت پر رکھ لیئے۔

اب اس کا اوپر والا جسم کمان کے سے انداز میں آگے کو جھکا ہوا تھا۔

کرسی چونکہ فرش میں نصب تھی اور خاصی مضبوط تھی۔ اس لئے وہ اپنی جگہ پر موجود تھی۔

اور پھر جوانا اپنے جسم کو آگے کی طرف جھکاتا چلا گیا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ رکوع کے بل کھڑا ہو اور اب سجدہ کرنے والا ہو۔ اس کے جسم کا پورا زور اس کے ہاتھوں پر پڑ رہا تھا۔ جو کلپوں کے ساتھ کرسی کی سائیڈوں سے بندھے ہوئے تھے۔

اور پھر جوانا کا جسم کافی آگے جھکا ہی تھا کہ اچانک کلک کلک کی آوازیں ابھریں اور جوانا قلابازی کھا کر سیدھا ہو گیا۔ اس کی کلائیوں سے خون رس رہا تھا۔ لیکن اب وہ فرش پر زنجیروں سے آزاد کھڑا تھا۔

"گڈ شو —— اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ میں بھوکا نہیں مر سکتا۔ میں جوانا سرکس بنا کر لاکھوں کما سکتا ہوں۔"

عمران نے تجسس آمیز لہجے میں کہا۔ اور عمران کے ساتھی تو حیرت کی شدت سے بول بھی نہ سکتے تھے۔ وہ حیرت سے اس دیو قامت حبشی کو دیکھ رہے تھے۔ جس نے واقعی ایک نہ ہونے والا کارنامہ انجام دیا تھا۔ اس طرح اتنی موٹی زنجیروں اور لوہے کی کیلوں سے صرف طاقت اور زور آزمائی کی بنا پر اپنے آپ کو آزاد کرا لیا تھا۔ یہ سب کچھ واقعی اتنا حیرت انگیز تھا کہ اگر وہ اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ نہ دیکھ لیتے تو شاید زندگی بھر کبھی یقین نہ کرتے۔

"اب مجھے باہر نکالو تاکہ میں جا کر سلیمان کو لے آؤں۔"

عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور جوانا جو اپنی کلائیوں کو مسل رہا تھا۔ اچانک تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔ اس نے زنجیر کو پکڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

"ارے۔ ارے —— اس طرح تو زنجیر کے ساتھ میری روح بھی باہر آ جائے گی۔ ایسا کرو، زنجیروں کے اندر ہاتھ ڈال کر میری پتلون کے پائنچے کے اندر ہاتھ ڈالو اور ریوالور کے پرزے مخصوص خانوں سے باہر نکال لو۔"

عمران نے اسے کہا اور جوانا نے حیرت بھرے انداز میں اس کے حکم کی تعمیل کی۔

چند لمحوں بعد ریوالور کے پرزے اور [illegible] جوانا کے ہاتھوں میں تھے سائیلنسر بھی موجود تھا۔

اور پھر عمران کی ہدایات کے مطابق جوانا نے بڑی پھرتی سے ان پرزوں کو جوڑ کر نال پر سائیلنسر فٹ کر دیا۔

اس کے بعد اس نے [illegible] میں ڈالا اور دوسرے لمحے اس نے ریوالور کی نال عمران کی کلائی کے گرد [illegible] کلپ اور کلائی کے کنڈے کے درمیان رکھی اور ٹریگر دبا دیا۔

چٹ اور کھٹاک کی آواز بیک وقت ابھری اور عمران کا ایک ہاتھ آزاد ہو گیا۔ دوسرے فائر سے دوسرا ہاتھ اور تیسرے فائر سے زنجیر کی کڑی ختم ہو گئی۔ اور جوانا نے زنجیر [illegible] ہٹا دیں۔ عمران کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم دروازے کے پاس ٹھہرو —— میں انہیں آزاد کرواتا ہوں۔"

عمران نے ریوالور جوانا کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔ اور جوانا ٹوٹی ہوئی زنجیر اٹھا کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران نے تیزی سے فائر کر کے زنجیریں اور کلپ توڑنے شروع کر دیئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب ان خوفناک زنجیروں کی گرفت سے آزاد ہو

چکے تھے۔ باہر اگر کوئی موجود بھی تھا تو اسے اندر سے کوئی آواز سنائی نہ دی ہو گی۔ اس لئے اس تمام کارروائی کے دوران کوئی بھی اندر نہ آیا۔

اور پھر عمران تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ باقی پوری ٹیم اس کے پیچھے تھی۔ عمران نے دروازے کے قریب پہنچ کر پہلے کان اس کے ساتھ لگا دیئے۔ تاکہ باہر سے آوازیں سُنے۔ مگر باہر گہری خاموشی طاری تھی۔

عمران نے فولادی دروازے کے ہینڈل کو زور سے نیچے کی طرف دبایا۔ لیکن دروازے کو باہر سے زنجیر کی مدد سے بند کیا گیا تھا اس لئے ظاہر ہے ہینڈل کے دبانے سے وہ کہاں کھل سکتا تھا۔ کمرہ ٹھوس چٹانی پتھروں سے بنایا گیا تھا۔ اور اس دروازے کے علاوہ اور کوئی راستہ باہر جانے کا نہ تھا۔

لیکن دروازہ اتنا مضبوط تھا کہ اسے توڑا بھی نہ جا سکتا تھا۔ اب عمران سوچنے لگا کہ دروازہ کیسے کھولا جائے۔

دوسرے لمحے اسے ایک خیال آیا تو وہ جھک کر دروازے کے نچلے حصے کو دیکھنے لگا۔ جہاں دروازے کو فرش میں نصب کیا گیا تھا۔ اور اس کی توقع کے عین مطابق لوہے کے اس دروازے کو صرف ایک اینگل آئرن کی مدد سے زمین میں نصب کیا گیا تھا۔

عمران نے بڑی پھرتی سے ریوالور سے سائیلنسر اتارا اور پھر اپنی پتلون کے پائنچے کے اندر ہاتھ ڈال کر اس نے ایک باریک سا کٹر جو پتلون کے اندرونی حصے میں چپکایا گیا تھا۔ نکال لیا اور اس کٹر کے پچھلے حصے کو اس نے دو انگلیوں سے مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو اس کا ایک حصہ کھنچ کر گول ہو

گیا۔ اس نے اس گول حصے کو ریوالور کی نال پر چڑھا دیا اور پھر اس نے ریوالور کو پکڑ کر کسی آری کے سے انداز میں کٹر کو اس اینگل آئرن پر رگڑنا شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے چل رہے تھے۔

فولاد کاٹنے والا یہ مخصوص کٹر تیزی سے اینگل آئرن کو کاٹتا چلا جا رہا تھا۔ اور پھر زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ بعد اینگل آئرن کٹ چکی تھی۔

یہی عمل عمران نے دروازے کی دوسری سائیڈ کے اینگل آئرن پر دوہرایا اور تھوڑی دیر بعد اس اینگل آئرن کو بھی کاٹ دیا۔ اس کے بعد اس نے کٹر اتارا۔ اور اس کے مخصوص حصے کو جھٹکا دے کر دوبارہ پہلی حالت میں لا کر اس نے اسے دوبارہ پائنچے کے اندر چپکا دیا۔

پھر اس نے سائیلنسر کو دوبارہ نال پر فٹ کیا اور پھر ریوالور کو جیب میں ڈال کر اس نے جوانا کو اشارہ کیا۔

جوانا عمران کا اشارہ سمجھ گیا اور اس نے دروازے کی ایک سائیڈ پر دونوں ہاتھ رکھ دیئے۔ عمران نے دوسری سائیڈ سنبھال لی۔

"باس —— تم ہٹ جاؤ میں جوانا سے کم نہیں ہوں۔" جوزف نے جو اب تک خاموش کھڑا تھا۔ تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"پیچھے ہٹ جاؤ —— تم جولیا کے گروپ کے ہو اور میں عورتوں سے کام نہیں کراتا۔" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں عورت ہوں باس —— تم میری توہین کر رہے ہو۔ جوزف دی گریٹ کی۔" جوزف نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"بس یہی چیخنا چلانا ہی اس گروپ کا کام ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے زور لگانے کے لئے پوز بنایا ہی تھا کہ اچانک جوزف اس پر ایسے جھپٹا جیسے عقاب کبوتر پر جھپٹتا ہے۔ اور دوسرے لمحے وہ عمران کو پیچھے گھسیٹتا چلا گیا۔

"ہٹ جاؤ باس ورنہ میں خودکشی کر لوں گا۔ اور جوانا تم بھی ہٹ جاؤ باس نے مجھے طعنہ دیا ہے" جوزف نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور پھر عمران کی آنکھ کے اشارے پر وہ بھی پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

"اگر تم نے دروازہ نہ اکھاڑا جوزف تو بس آئندہ میں تمہیں مس جوزف کہا کروں گا" عمران نے کہا اور جوزف غصے سے ڈکراتا ہوا نیچے بیٹھا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں اور پھر اس نے دونوں ہاتھ فولادی دروازے کے درمیان میں رکھے اور پوری قوت سے انہیں باہر دھکیلنا شروع کر دیا۔ فولادی دروازہ ایک جھٹکے سے باہر کی طرف نکلتا چلا گیا۔ جوزف کا منہ سرخ ہو گیا۔ اس کے جسم کا تمام خون چہرے پر سمٹ آیا اور سینہ اتنا پھیل گیا تھا کہ جیسے ابھی پھٹ جائے گا لیکن جوزف اپنی پوری قوت صرف کئے چلا جا رہا تھا۔ اور فولادی دروازہ نچلی طرف سے باہر کو نکلا چلا جا رہا تھا۔

اب جوزف اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا

"بس کرو جوزف —— مجھے یقین آ گیا کہ تم مرد ہو" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جوزف ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹ آیا۔ اس کے منہ سے اتنا تیز سانس نکلا جیسے غبارے سے ہوا نکل گئی ہو۔ چہرے پر فتح مندی کی جھلک تھی۔

"گڈ شو جوزف —— تم واقعی بہادر ہو" جوانا نے بڑے فراخدلانہ

انداز میں جوزف کا کندھا تھپکتے ہوئے کہا۔ اور جوزف اور زیادہ پھول گیا۔ جب سے اس نے جوانا کے فولادی زنجیروں سے نکلنے پر ٹیم کے تمام ممبروں کی آنکھوں میں اس کے لئے تحسین کے آثار دیکھے تھے۔ وہ دل ہی دل میں بری طرح پیچ و تاب کھا رہا تھا۔

لیکن اب اسے اپنی طاقت دکھانے کا موقع مل گیا اور واقعی فولادی دروازے کو اس طرح دھکیل کر موڑ دینا بے پناہ طاقت کا ہی کرشمہ تھا۔ اس طرح حساب برابر کر کے اسے دلی خوشی ہو رہی تھی۔ اور عمران نے بھی شاید سوچ کر جوزف کو چڑھایا تھا کہ وہ غصے کے عالم میں اگر یہ کارنامہ انجام دے لے تاکہ اس کا ذہن صاف ہو سکے۔ کیونکہ وہ جوزف کی فطرت کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔

"مگر باس۔ اب میں مس جولیا کے گروپ میں نہیں رہوں گا۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔" جوزف نے منہ پھلاتے ہوئے عمران سے کہا۔

"چلو تبادلہ کر لیتے ہیں —— جوانا اُدھر تم اِدھر —— کیوں جوانا" عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جیسے آپ حکم کریں —— مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں مس جولیا کی دل سے قدر کرتا ہوں" جوانا نے جواب دیا۔

وہ ایکریمیا کا رہنے والا تھا۔ اس لئے اس کے ذہن میں ایسی کوئی گرہ نہیں تھی کہ وہ عورت کی ماتحتی میں کام کرنا اپنی توہین سمجھتا۔

"پہلے باہر تو نکلو —— یہیں کھڑے کھڑے باتیں کرتے رہو گے۔" جولیا نے غصے سے منہ بناتے ہوئے کہا۔ عمران نے اس کی توہین کی تھی اور اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ سینڈل اتار کر سب کے سامنے عمران کے

سر پر مارے لیکن سچویشن ایسی تھی کہ وہ ضبط کر گئی۔

"ارے ہاں ——— باہر بھی جانا ہے تو آؤ چلیں۔ یہاں کھڑے میرا منہ کیوں دیکھ رہے ہو"۔

عمران الشان پر ناراض ہونے لگا اور پھر اس کے ساتھ ہی وہ خود سب سے پہلے آگے بڑھا۔ ذرا سا جھک کر وہ مڑے ہوئے دروازے کے نیچے سے نکلتا چلا گیا۔

باہر نکل کر وہ حیران ہو گیا کیونکہ کمرہ ایک بڑی غار کے اندر بنا ہوا تھا اور دروازے کے باہر غار ایک سرنگ کی صورت اختیار کر گئی تھی۔ اتنے میں ٹیم کے باقی ارکان بھی کمرے سے باہر آ گئے۔ وہ بھی حیرت سے اس سچویشن کو دیکھ رہے تھے۔ عمران کی طرح ان کا بھی یہی خیال تھا کہ دروازے سے باہر نکلنے کے بعد وہ جنگل یا کسی پہاڑی ڈھلان پر ہوں گے۔

اور پھر وہ عمران کی پیروی میں اس تنگ سرنگ سے گزر کر آگے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

سرنگ آگے جا کر یکلخت ختم ہو گئی تھی۔ آگے پہاڑی چٹان تھی۔ کوئی دروازہ وغیرہ موجود نہ تھا۔ عمران نے زور سے چٹان کو دھکیلا لیکن چٹان اپنی جگہ پر مضبوطی سے جمی ہوئی تھی۔

عمران نے اس کی سائیڈوں کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکلی۔ چٹان کے دونوں اطراف میں کوئی رخنہ موجود نہ تھا۔

اس سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ چٹان حرکت نہیں کرتی۔ اور واقعی شروع سے بند ہے۔ لیکن پھر یہاں سے نکلنے کا راستہ کہاں ہے۔ یہ بات ان کی

سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

"پیچھے چلو ——— شاید اوپر چھت پر سے کوئی راستہ ہو"۔ عمران نے پیچھے کھسکتے ہوئے کہا۔ اور وہ سب پیچھے کی طرف مڑے۔

لیکن پیچھے مڑتے ہی عمران جیسے ہی سرنگ کی دیوار سے لگا۔ اچانک کھٹاک کی ایک آواز سنائی دی۔ اور دوسرے لمحے سائیڈ کی کافی ساری دیوار درمیان سے دونوں طرف سمٹتی چلی گئی۔ اب ادھر ایک اور سرنگ نما راستہ جاتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

"اوہ ——— تو یہ چکر ہے"۔ عمران نے ٹھٹھکتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ سب اسی راستے پر چل پڑے۔ ظاہر ہے سب سے آگے عمران تھا۔ راستہ خاصا طویل تھا۔ لیکن آخر کار اس کا اختتام ہو ہی گیا۔

راستے کے اختتام پر ایک بار پھر اسی طرح کی چٹان تھی۔ عمران نے یہاں بھی چیکنگ کی لیکن یہ چٹان بھی اسی انداز میں ٹھوس اور جمی ہوئی تھی۔ جیسے پہلے راستے کے اختتام پر تھی۔ اب عمران نے سرنگ کی دیواروں پر ہاتھ مارنے شروع کر دیئے۔ لیکن یہ دیواریں ٹھوس تھیں

"میرا خیال ہے یہ چٹان کسی میکنزم سے کھلتی ہو گی"۔ صفدر نے کہا۔ اور تیزی سے چٹان کی سائیڈوں پر ہاتھ مارنے لگا۔

"نہیں ——— میں چیک کر چکا ہوں۔ یہ ٹھوس اور جمی ہوئی ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

اس کے ساتھی بھی اب سرنگ کی دیواروں کو تھپتھپانے لگے۔ لیکن یہ دیواریں ٹھوس تھیں۔

ابھی وہ سوچ ہی رہے تھے کہ کیا کریں کہ اچانک انہیں اپنے سروں پر

دھمک سی محسوس ہوئی اور وہ سب چونک کر اوپر دیکھنے لگے۔

دھمک سے محسوس ہو رہا تھا جیسے کئی افراد ان کے اوپر موجود چھت پر چل رہے ہوں۔ دھمک آہستہ آہستہ دور ہوتی چلی گئی۔ جیسے کچھ لوگ اوپر سے ہو کر گزر گئے ہوں۔

ابھی وہ کھڑے ذہنی طور پر اندازے ہی لگا رہے تھے کہ اچانک ان کے قدموں کے نیچے زمین تیزی سے آگے والی سائیڈ کی طرف جھکتی چلی گئی۔ یہ سب کچھ اتنا اچانک ہوا کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑے نہ رہ سکے اور ایک دوسرے سے ٹکرا کر سرنگ کی اختتامی دیوار سے جا ٹکرائے۔

اور اسی لمحے وہ چٹان تیزی سے کسی ڈھکن کی طرح کھلتی چلی گئی۔ اور دوسرے لمحے وہ سب اچھل کر باہر گرے۔ جیسے کسی نے انہیں دھکا دے کر باہر نکال دیا ہو۔ سرنگ سے باہر نکلتے ہی ان کے جسم ہوا میں لہراتے ہوئے نیچے گرتے چلے گئے۔

وہ قلابازیاں کھاتے ہوئے نیچے گرتے چلے جا رہے تھے۔ ہزاروں فٹ بلندی سے نشیب کی طرف۔ یہ سرنگ شاید پہاڑی کی چوٹی پر تھی۔ ایسی چوٹی پر جس طرف کوئی درخت ہی نہ تھا، سپاٹ چٹانیں تھیں۔ اور نتیجہ باوجود ہوش و حواس گم ہو جانے کے انہیں پوری طرح معلوم تھا۔ اور ان کے حلق سے چیخیں نکل رہی تھیں۔ شاید زندگی کی آخری چیخیں۔

"مائیکل ——— ! تمہیں چیف باس کو رپورٹ دینے کی کیا ضرورت تھی ——— ہم آخر یہاں کس لئے ہیں" ——— بلیکی نے لنکنگ اسٹیشن میں داخل ہوتے ہی وہاں پہلے سے موجود مائیکل سے مخاطب ہو کر غصیلے لہجے میں کہا۔

"میرے دوست ——— یہ اڈہ ہمارے لئے بے حد قیمتی ہے۔ اور میں نہیں چاہتا تھا کہ تمہاری کسی جذباتی حرکت کی وجہ سے اسے کوئی خطرہ لاحق ہو ——— چیف باس عقلمند آدمی ہے۔ اس کے سامنے جو کچھ ہوگا وہ درست ہوگا۔"

مائیکل نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور بلیکی ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔ کیونکہ وہ اب مزید کچھ نہ کہہ سکتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ چیف باس ان سے زیادہ مائیکل کی بات مانتا ہے۔ وہ اسرائیل کا قابل فخر جنگی انجنیئر اور سائنسدان تھا۔ جبکہ وہ صرف ایجنٹ۔

"مائیکل نے ٹھیک کیا ہے بلیکی ——— واقعی ہم جذبات میں آ سکتے تھے۔ اب چیف باس جیسا چاہے گا وہ ہم سب کے لئے زیادہ بہتر ہو گا"۔ نارمن نے مائیکل کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ اور مائیکل کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تیرنے لگی۔

"ٹھیک ہے" ——— بلیکی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یہ جاسوس حفاظت سے بند ہیں ناں ——— ایسا نہ ہو کہ وہ وہاں سے نکل بھاگیں"۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد مائیکل نے سوال کیا۔

"ہاں ——— وہ مین چیکنگ اسٹیشن پر ہیں۔ انہیں مضبوط زنجیروں کی مدد سے فولادی کرسیوں سے باندھا گیا ہے۔ ان کے ہاتھ کرسی کی نشستوں سے لوہے کے کلپوں میں جکڑ دیئے گئے ہیں۔ اس طرح وہ معمولی سی حرکت بھی نہیں کر سکتے۔ ہال کے فولادی دروازے کو باہر سے زنجیر لگا کر بند کر دیا گیا ہے۔ اور اس کے بعد تم جانتے ہو کہ اس اسٹیشن کا بیرونی راستہ صرف باہر سے کھولا جا سکتا ہے۔ اور وہاں ہمارے آدمی پہرہ دے رہے ہیں ——— اس لئے سب ٹھیک ہے"۔ نارمن نے یوں تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا جیسے وہ مائیکل کی بجائے چیف باس کو رپورٹ دے رہا ہو۔

"بہت خوب ——— وہ مین چیکنگ اسٹیشن میں ہیں۔ تب وہ کسی حالت میں بھی نہیں نکل سکتے۔ آخر وہ سٹیشن میرا ڈیزائن کردہ ہے"۔ مائیکل نے بڑے فخریہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی مائیکل کی بات کا جواب دیتا۔ اچانک درمیانی میز پر پڑا ہوا ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا اور وہ تینوں حیرت سے ٹرانسمیٹر کو دیکھنے لگے۔ کیونکہ اس وقت وہاں کسی کی کال متوقع نہ تھی۔ فریکوئنسی چونکہ بلیکی کی سائیڈ کی

تھی۔ اس لئے اس نے ہاتھ تو ٹرانسمیٹر کی طرف بڑھا دیا لیکن اس کے چہرے پر حیرت بدستور موجود تھی۔

"ہو سکتا ہے کوئی نیا جاسوس پکڑا گیا ہو"۔ نارمن نے کہا اور بلیکی چونک پڑا۔ اس نے تیزی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ——— ہیلو ——— ٹاپ سرچنگ اسٹیشن ——— اوور"۔

دوسری طرف سے ایک گونجتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس ——— بلیکی سپیکنگ ——— اوور"۔ بلیکی نے تحکمانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جناب! ایک جیپ شہر کی طرف سے پہاڑیوں کی طرف آئی ہے۔ اس میں سے تین افراد باہر نکلے ہیں۔ ان کے پاس اسلحہ اور دوربینیں موجود ہیں وہ جنگل میں گم ہو گئے ہیں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ ——— کون ہیں ——— کیا تم جیپ کی نمبر پلیٹ چیک کر سکتے ہو ——— اوور"۔ بلیکی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یس سر ——— میں نے چیک کی ہے۔ نمبر پلیٹ دارالحکومت کی ہے اور جیپ کی حالت بتا رہی ہے کہ اسے دارالحکومت سے ہی لایا گیا ہے اوور"۔ ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ ——— وہ لوگ کس طرف گئے ہیں ——— اوور"۔ بلیکی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"سر وہ پہاڑی نمبر چودہ کے جنگل میں گم ہو گئے ہیں ابھی تھوڑی دیر پہلے۔ میں نے پہلے آپ کے ہیڈ کوارٹر کال کی مگر وہاں سے پتہ چلا کہ آپ مین چیکنگ سٹیشن پر موجود ہیں۔ وہاں میں نے کال کی تو آپ وہاں سے جا

چکے تھے۔ اس لئے میں نے یہاں کال کی۔ بس اتنا وقت انہیں آئے ہوئے گزرا ہوگا ـــــ اوور۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او کے ـــــ میں پتہ کراتا ہوں ـــــ اوور اینڈ آل۔" بلیکی نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں ـــ اگر ان جاسوسوں کے ساتھی ہوتے تو اس طرف جیپ میں کھلے عام نہ آتے۔" بلیکی نے نارمن سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"اور کافرستانی سیکرٹ سروس کے آدمی بھی نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ ہمیشہ اطلاع دے کر آتے ہیں ـــــ بہرحال انہیں فوری ٹریس کرنا ہوگا۔ تاکہ صورت حال کا علم ہو سکے۔" نارمن نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"تم لوگ کام کرو، میں اڈے پر جا رہا ہوں۔" مائیکل نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اسے ایک ضروری کام یاد آ گیا تھا۔ اس لئے وہ اٹھ گیا۔

"پہاڑی نمبر چودہ پر تو کوئی چیکنگ اسپاٹ نہیں ہے۔ البتہ پہاڑی نمبر سولہ پر ہے۔ وہاں بات کرتا ہوں۔" بلیکی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر کی ناب گھما کر مخصوص فریکوئنسی سیٹ کرنی شروع کر دی۔ مخصوص فریکوئنسی سیٹ کرنے کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا مگر دوسری طرف سے بار بار بٹن دبانے کے باوجود کوئی رابطہ قائم نہ ہوا۔

"اوہ ـــ ـــ یہ کیا ہوا ـــــ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہاں کوئی رابطہ ہی قائم نہ کرے۔" بلیکی نے تنگ آ کر ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے چیکنگ اسپاٹ والا آدمی رات کو جاگنے کی وجہ سے اب سو گیا ہوگا۔ اس لئے رابطہ قائم نہیں ہو رہا۔" نارمن نے کہا۔

"اوہ ـــــ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ میں ہیڈ کوارٹر انچارج سے بات کرتا ہوں۔" بلیکی نے کہا اور پھر ایک بار ٹرانسمیٹر کی ناب گھمانی شروع کر دی وہ نئی فریکوئنسی سیٹ کر رہا تھا۔ اور پھر اس نے فریکوئنسی سیٹ کر کے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ـــ ہیلو ـــ بلیکی کالنگ ہیڈ کوارٹر نارتھ اوور۔" بٹن دباتے ہی بلیکی نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر ـــــ انچارج ہیڈ کوارٹر نارتھ فرام دس اینڈ اوور۔" چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے آواز ابھری۔

"میں نے چیکنگ سپاٹ الیون ہنڈرڈ کو کال کیا تھا مگر وہاں سے کوئی جواب نہیں ملا۔ اس کی کیا وجہ ہے ـــ اوور۔" ـــ بلیکی نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"مگر باس ابھی آدھا گھنٹہ پہلے اس نے مجھ سے بات کی ہے۔ میں نے اسے محتاط رہنے کے لئے کہا تھا ـــــ ویسے ہو سکتا ہے وہ سو گیا ہو اوور۔" ـــ انچارج نے جواب دیا۔

"یہ نظام بھی بدلنا ہوگا۔ صبح کو نئے آدمیوں کو بھیجنا پڑے گا۔ اس طرح تو صبح کے وقت تمام چیکنگ اسپاٹ بیکار ہو جاتے ہوں گے۔ بہرحال سنو ٹاپ چیکنگ اسٹیشن نے ابھی ابھی اطلاع دی ہے کہ شہر کی طرف سے ایک جیپ پہاڑی نمبر چودہ کے دامن میں آ کر رکی ہے۔ اس میں سے تین افراد باہر نکلے ہیں اور پہاڑی نمبر چودہ کے دامن میں گھسے ہیں۔ میں نے اسی لئے

چیکنگ اسپاٹ کو کال کیا تھا۔ تاکہ ان لوگوں کو چیک کیا جا سکے کہ یہ کون ہیں اوور"۔۔۔ بلیکی نے کہا۔

"جیپ میں آئے ہیں باس تو پھر ظاہر ہے کوئی سرکاری آدمی ہوں گے۔ اوور"۔ انچارج نے جواب دیا۔

"ہوں گے وغیرہ کو میں نہیں جانتا۔ ایسے حالات میں کوئی رسک نہیں لیا جا سکتا۔ انہیں فوراً ٹریس کرو۔ اس کے بعد معلوم ہوگا کہ وہ کون لوگ ہیں۔ سمجھے۔۔ ۔ اور سنو ۔۔۔۔ انتہائی محتاط رہنا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ دشمنوں کے آدمی ہوں ۔۔۔۔ اوور"۔۔۔ بلیکی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے باس ۔۔۔۔ میں ابھی سب کو الرٹ کر دیتا ہوں۔ ہم انہیں جلد ہی ٹریپ کر لیں گے ۔۔۔۔ اوور"۔ انچارج نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"او کے ۔۔۔۔ انہیں ٹریپ کر کے ہیڈ کوارٹر بلا لو۔ میں خود وہیں آ رہا ہوں ۔۔۔۔ اوور"۔ بلیکی نے جواب دیا۔

"بہتر باس ۔۔۔۔ اوور"۔ انچارج نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل"۔ بلیکی نے کہا۔ اور ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔

"ہوشیار رہنا بلیکی ۔۔۔۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ معاملہ گڑبڑ ہو سکتا ہے"۔ نارمن نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو نارمن ۔۔۔۔ بلیکی کسی کے بس کا روگ نہیں ہے۔ آج تک جو بھی بلیکی سے ٹکرایا ہے ہمیشہ کے لئے فنا ہو گیا ہے"۔ بلیکی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"او کے ۔۔۔ تم اپنے ہیڈ کوارٹر جاؤ۔ جبکہ میں چیکنگ اسٹیشن جاتا ہوں۔ میں نے سوچا ہے کہ باس کے آنے تک وہاں ہم دونوں میں سے کسی ایک کا رہنا ضروری ہے۔ کیونکہ پاکیشیائی جاسوس مجھے انتہائی خطرناک معلوم ہوتے ہیں"۔ نارمن نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"جہاں تک ان کے خطرناک ہونے کا تعلق ہے۔ تم جانتے ہو کہ وہ حرکت کرنے سے بھی معذور ہیں وہاں سے نکلنا تو ایک طرف۔ ویسے میں تمہیں روکوں گا نہیں ۔۔۔۔ وہاں تمہاری موجودگی بہرحال ضروری ہے"۔ بلیکی نے کہا اور نارمن نے سر ہلا دیا۔

پھر وہ دونوں ہی آگے پیچھے چلتے ہوئے لنکنگ اسٹیشن کے دروازے سے باہر چلے گئے۔

بلیک زیرو اور اس کے ساتھی بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ ہر طرف پُراسرار سی خاموشی طاری تھی۔ وہ اب ایک پہاڑی کی ڈھلان پر اتر رہے تھے۔ کہ اچانک ایک پگڈنڈی کا موڑ مڑتے ہی انہیں رکنا پڑا۔ کیونکہ دس مسلح افراد اچانک درختوں کی آڑ سے نکل کر ان کے سامنے آ گئے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں اسٹین گنیں تھیں۔

"تم تینوں اس طرح کدھر جا رہے ہو" ۔ ان میں سے ایک نے سب سے آگے موجود بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہم مین چیکنگ سٹیشن جا رہے ہیں۔ ہمیں یہی حکم دیا گیا ہے"۔ بلیک زیرو نے اس آدمی کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا جس کے میک اپ میں وہ اس وقت تھا۔ اس کا لہجہ بے حد مطمئن تھا۔

"اوہ ــــــ یہ حکم کس نے دیا ہے"۔ اس آدمی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"باس نے اور کس نے دینا تھا"۔ بلیک زیرو نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن ہمیں باس نے اس کے متعلق کچھ نہیں بتایا۔ جبکہ تمہارے اسپاٹ پر تین مشکوک آدمیوں کو چیک کیا گیا ہے"۔ اس آدمی نے مشکوک لہجے میں کہا۔

"اچھا ــــ ہمیں تو اس کی اطلاع نہیں ہے۔ ویسے تم باس سے بات کر کے پوچھ لو ــــ تمہیں خود معلوم ہو جائے گا۔ کہ میں درست کہہ رہا ہوں یا غلط"۔ بلیک زیرو کے لہجے میں ایسا اعتماد تھا کہ اس آدمی کی آنکھوں میں تذبذب کی جھلکیاں نمایاں ہو گئیں۔

"اوہ ٹھیک ہے ــــ تم ہمارے ساتھ پہلے ہیڈ کوارٹر چلو، وہاں جا کر سب بات معلوم ہو جائے گی"۔ انچارج نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جواب دیا۔

"جیسے تمہاری مرضی ــــ لیکن سوچ لو کہ باس حکم عدولی برداشت نہیں کر سکتا۔ اس نے ہمیں مین چیکنگ اسٹیشن پہنچنے کا حکم دیا تھا"۔ بلیک زیرو نے سخت لہجے میں کہا۔

اب انچارج کی آنکھوں میں سوچ کی پرچھائیاں ابھرنے لگیں۔ اس کے پاس ٹرانسمیٹر موجود نہ تھا۔ ورنہ وہ شاید یہیں سے باس سے بات کر لیتا اور یہ بات بھی وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ باس اپنے حکم کی تعمیل میں معمولی سی کوتاہی بھی معاف کرنے کا عادی نہیں ہے لیکن ان تینوں کے بارے میں وہ مشکوک بھی ہو چکا تھا۔ اس لئے وہ انہیں چھوڑ نہ سکتا تھا گو یہ تینوں آدمی اس کے جانے پہچانے تھے۔ لیکن اس کے باوجود اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ کہیں معاملہ گڑبڑ ہے۔

" ٹھیک ہے ۔۔۔ تم میرے آدمیوں کے ہمراہ میں ہیڈ کوارٹر جاؤ۔ وہاں جا کر ساری بات کا پتہ چل جائے گا۔" انچارج نے آخر کار ایک فیصلہ کرتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ـــــ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

وہ دل ہی دل میں مطمئن ہو گیا تھا کیونکہ اس طرح وہ راستے میں مزید خطرات سے محفوظ ہو گیا تھا۔ وہاں جا کر جو ہوتا دیکھا جاتا۔

" ایڈگر ـــــ سنو ـــــ تم ان کو سے کرین چیکنگ اسٹیشن جاؤ اور اگر یہ کوئی مشکوک یا غلط حرکت کریں تو بے شک انہیں گولی مار دینا۔" انچارج نے اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ٹھیک ہے ـــــ اس آدمی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" کمال ہے ـــــ ہم نے کیا غلط حرکت کرنی ہے۔ تم خواہ مخواہ مشکوک ہو رہے ہو ـــــ آؤ ایڈگر چلیں"۔ بلیک زیرو نے جان بوجھ کر بُرا منانے کا سا انداز اختیار کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر ایڈگر کے ساتھیوں کے گھیرے میں وہ تینوں اطمینان سے چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔

مختلف پہاڑیوں پر چڑھنے اور اترنے کے بعد وہ ایک پہاڑی پر چڑھتے چلے گئے۔ اس بار انہیں راستہ تلاش کرنے کی ضرورت نہ پڑی کیونکہ ایڈگر کے تین ساتھی ان سے آگے چل رہے تھے جبکہ چار ان کے پیچھے تھے۔ کیونکہ وہ جن افراد کے میک اپ میں تھے۔ انہیں چونکہ سوتے ہوئے ختم کر دیا گیا تھا۔ اس لیے وہ ان کا لہجہ سن ہی نہ سکے تھے۔

راستے میں بے شمار افراد ان سے ٹکرائے لیکن انہوں نے ان سے کوئی تعرض نہ کیا۔ ظاہر ہے اتنے سارے افراد اور وہ بھی اپنے ہی ساتھیوں سے وہ کیا کہتے جبکہ انہیں تو اجنبی افراد کی تلاش تھی۔

پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ کر وہ ایک چٹان پر کود گئے۔ یہ چٹان پہاڑی کی سائیڈ سے کافی آگے کی طرف چھجے کی صورت میں آگے کو بڑھی ہوئی تھی۔

چٹان پر کودتے ہی وہ تیزی سے دائیں طرف بڑھتے چلے گئے۔ اور پھر بلیک زیرو نے دیکھا کہ آگے جانے والے دانستہ ایک ابھرے ہوئے پتھر سے بچ کر بڑھ رہے تھے۔ حالانکہ وہ عام سا پتھر تھا۔

بلیک زیرو نے اس پتھر سے گزرتے ہوئے جان بوجھ کر اس پتھر کو ٹھوکر مار دی۔

دوسرے لمحے اسے قدموں کے نیچے تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور یہ آواز سنتے ہی وہ سب بری طرح اچھل پڑے۔

" اوہ ـــــ یہ تو نکاسی کا راستہ کھل گیا۔ کس نے پیر مارا ہے" ایڈگر نے مڑ کر چیختے ہوئے کہا

اسی لمحے ان سب نے ابھری ہوئی چٹان کے آخری سرے سے انسانی چیخیں بلند ہوتی سنیں تو وہ بے تحاشہ اس سرے کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ ان چیخوں کے بلند ہونے کی وجہ سے انہیں بلیک زیرو اور اس کے ساتھیوں کا خیال بھی ذہن میں نہ رہا۔

بلیک زیرو بھی دوڑتا ہوا چٹان کے سرے پر پہنچا اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر بُری طرح چونک پڑا کہ سیکرٹ سروس کے ممبران ہوا میں قلابازیاں کھاتے ہوئے بڑی بے بسی کے عالم میں پہاڑی کی چوٹی سے

نیچے ہزاروں فٹ نشیب میں گرتے چلے جا رہے تھے۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو ایک نظر میں پہچان لیا تھا۔

دوسرے لمحے وہ نیچے کٹاؤ میں پہنچ جانے کی وجہ سے ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اور بلیک زیرو نے خوف سے آنکھیں بند کر لیں۔ اس طرف پہاڑی پر کوئی درخت نہ تھا۔ جھاڑیوں اور ٹھوس چٹانوں کا سلسلہ تھا۔

بلیک زیرو اتنی بلندی سے گرنے کے بعد ان کا انجام اچھی طرح جانتا تھا۔ لیکن وہ بے بس تھا۔ سوائے خوف سے آنکھیں بند کرنے کے اور کچھ بھی نہ کر سکتا تھا۔

اسی لمحے چٹان پر دوڑتے ہوئے قدموں اور چیختی ہوئی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ ایڈگر اور اس کے ساتھی بھی چیختے ہوئے واپس پلٹے اور اس تمام شور و غوغا میں بلیک زیرو۔ ناٹران اور فیصل جان کا کسی کو خیال تک نہ آیا

ادھر ناٹران۔ فیصل جان اور بلیک زیرو نے جب عمران اور اس کے ساتھیوں کو اسی طرح پہاڑ کی چوٹی سے نیچے نشیب کی طرف گرتے دیکھا تو وہ سب اس چٹان سے بھاگتے ہوئے پہاڑی ڈھلوان پر پہنچے اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے نیچے اترتے چلے گئے

ان کی رفتار بے حد تیز تھی۔ حالانکہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ اگر ایک بار بھی ان کا پیر رپٹ گیا تو ان کا حشر بھی عمران اور اس کے ساتھیوں جیسا ہو گا لیکن سچویشن ہی ایسی تھی کہ انہیں تو اپنا ہوش ہی نہ تھا۔ انہیں اپنے پیچھے شور اور تیز سیٹیاں بجتی سنائی دے رہی تھی۔ لیکن کوئی آدمی ان کے پیچھے نہ آیا تھا۔ شاید وہ کسی اور راستے سے نیچے کی طرف گئے ہوں۔ اس بات کا

انہیں علم نہ تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ گرتے پڑتے نیچے پہنچ گئے۔ اور جب نیچے پہنچے تو ان سب نے اطمینان کا سانس لیا۔ کیونکہ اس پہاڑی کے عین نیچے پانی کا ایک بہت بڑا چشمہ سا بنا ہوا تھا۔ اور عمران اور اس کے ساتھی پانی کے اس چشمے میں گرے تھے۔ اور اب ان کے نیچے پہنچنے تک وہ سب چشمے میں سے نکل نکل کر باہر کی طرف بھاگ رہے تھے۔

عمران صاحب ——— عمران صاحب ———" بلیک زیرو نے اوپر سے ہی چیختے ہوئے کہا کیونکہ اس نے عمران کو ریوالور نکالتے دیکھ لیا تھا۔

عمران بلیک زیرو کی آواز سنتے ہی چونک پڑا وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ مجرموں کے لباس میں بلیک زیرو یہاں ٹپک پڑے گا۔

اور پھر چند ہی لمحوں بعد وہ تینوں ان کے قریب پہنچ گئے۔

"جلدی کہیں نکل چلیے ——— وہ پورے علاقے کو گھیر لیں گے"۔ ناٹران نے عمران کے قریب پہنچتے ہی کہا

"اوہ ناٹران ——— تم بھی اور یہ یقیناً فیصل ہو گا" عمران نے فیصل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اور فیصل کے سر ہلانے پر وہ تیزی سے مڑے اور بھاگتے ہوئے قریبی پہاڑی کی بڑی جھاڑیوں کی طرف بڑھتے چلے گئے

اب اوپر پہاڑیاں بھاگتے ہوئے قدموں سے گونج رہی تھیں۔

"میرے پیچھے آیئے ——— میں ایک قدرتی سرنگ جانتا ہوں"۔ فیصل جان نے کہا اور پھر وہ آگے ہی آگے ایک پہاڑی کی طرف بھاگتا

چلا گیا۔ باقی ٹیم بھی ایک قطار کی صورت میں اس کے پیچھے بھاگی اور تھوڑی دیر بعد وہ فیصل جان کے پیچھے ایک پہاڑی کٹاؤ کے اندر داخل ہوتے چلے گئے۔

اس کٹاؤ کے اندر ایک پتلی سی سرنگ تھی۔ جو دور تک چلی گئی تھی۔ وہ سب آڑھے ترچھے ہو کر اس سرنگ میں گھستے چلے گئے۔

چند لمحوں بعد انہیں باہر سے بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں لیکن وہ رکے نہیں بلکہ آگے ہی آگے بڑھتے چلے گئے۔

"رک جاؤ ——— ہمیں آگے بڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔" اچانک عمران نے چیخ کر کہا اور وہ سب رک گئے۔

"یہ سرنگ کہاں جا کر ختم ہوتی ہے۔" عمران نے فیصل جان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ آخری پہاڑی کے پار جا کر نکلتی ہے وہاں سے شہر آسانی سے پہنچا جا سکتا ہے۔" فیصل جان نے جواب دیا۔

"لیکن ہم شہر جا کر کیا کریں گے ——— ہم نے تو کیمپ کو تباہ کرنا ہے"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب ——— اس وقت تو وہ سب بے حد ہوشیار ہوں گے اس لئے اس وقت تو ہمارا باہر نکلنا موت کو دعوت دینا ہوگا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ہم اسی سرنگ کے ذریعے پھر کسی وقت واپس آئیں اور اس اڈے کو تباہ کرنے کے لئے باقاعدہ کسی منصوبے کے تحت کام کریں"۔ جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— یہ سرنگ واقعی خاصا کام دے گی۔ بہر حال یہاں پیراشوٹوں کی مدد سے اترنے کا ایک فائدہ ہوا کہ ان لوگوں کا اصل مرکز تو سامنے آگیا"۔ عمران نے فوراً ہی بات کو تسلیم کرتے ہوئے کہا اور وہ سب

ایک بار پھر سرنگ کے اختتام کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

کرنل ڈیوڈ کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑا ہوا تھا۔ بلیکی اور نارمن دونوں ندامت سے سر جھکائے اس کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے جبکہ مائیکل سنجیدہ چہرہ لئے خاموش بیٹھا تھا۔ البتہ اس کی فراخ پیشانی پر بھی شکنوں کا جال پڑا ہوا تھا۔

"میں کہتا ہوں آخر تم لوگوں کی اتنی نفری کا کیا فائدہ ——— جگہ جگہ چیکنگ اسپاٹ ——— چیکنگ اسٹیشن۔ نارتھ زون، ساؤتھ زون، یو زون، وہ زون ——— اور حالت یہ ہے کہ تیرہ چودہ آدمی دھڑلے سے یہاں اترے اور نکل کر چلے گئے۔ ایک کو بھی تم قابو نہ کر سکے"۔ ——— کرنل ڈیوڈ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

وہ ابھی ابھی یہاں پہنچا تھا۔ اور یہاں آتے ہی جب اسے معلوم ہوا تھا کہ حملہ آور نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں تو وہ غصے کی شدت سے پاگل ہو گیا تھا۔

"باس ——— جہاں تک ان گیارہ افراد کا تعلق ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ ہم نے انہیں قابو میں کر لیا تھا۔ اگر آپ کا پیغام نہ ملا ہوتا تو ان سب کی مسخ شدہ

لاشیں آپ کے سامنے ہوتیں۔ اور آپ جانتے ہیں کہ لاشیں فرار نہیں سکتیں۔ البتہ جہاں تک ان تین افراد کا تعلق ہے جو جیپ میں آئے تھے انہوں نے ان کے فرار سے فائدہ اٹھایا ہے۔"

بلیکی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مگر وہ نکل کیسے گئے —— جبکہ وہ تمہارے قبضے میں تھے۔ کیا تمہارا انتظام اتنا ناقص ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جناب! ان کا مین چیکنگ اسٹیشن سے نکل جانا معجزے سے کم نہیں —— مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے کسی مافوق الفطرت قوت نے ان کی مدد کی ہے۔ ورنہ انسانوں کے بس میں نہیں کہ وہ اتنی موٹی زنجیریں توڑ دیں اور فولادی دروازے ٹیڑھے کر دیں"

بلیکی نے جواب دیا۔

"اوہ —— کیا کہہ رہے ہو —— یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ ہمارے ساتھ چل کر دیکھ لیں —— آپ کو خود یقین نہ آئے گا اس سے پہلے بھی وہ دیو ہیکل حبشی جو اپنے آپ کو جوانا بتا رہا تھا۔ لنکنگ اسٹیشن سے زنجیریں توڑ کر نکل بھاگا تھا لیکن وہ زنجیریں اتنی مضبوط نہ تھیں مگر اب جو زنجیریں اور کلپ استعمال کئے گئے تھے اور جس انداز میں انہیں باندھا گیا تھا اس کے بعد کوئی انسان تو ایک طرف، حرکت بھی نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن اس کے باوجود وہ سب نکل بھاگے۔ اور نہ صرف نکل بھاگے بلکہ اب کہیں بھی موجود نہیں ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے انہیں

زمین کھا گئی ہے یا آسمان نگل گیا ہے —— ہم نے ایک ایک انچ زمین دیکھ ڈالی ہے —— ایک ایک غار اور ایک ایک پہاڑی کٹاؤ کو چیک کیا ہے۔ اور پھر وہ چودہ جیتے جاگتے انسان ہیں، کوئی چیونٹیاں نہیں۔ اس کے باوجود ان کا کوئی پتہ نہیں چلا۔"

بلیکی نے جواب دیا۔ اب اس کے لہجے میں مکمل اعتماد شامل تھا۔

"مجھے حیرت ہے کہ تم لوگ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ سب کچھ جو تم بتا رہے ہو —— یہ کیسے ممکن ہے —— کہیں نہ کہیں ہماری کوتاہی یا غفلت اس میں شامل ہوئی ہے تو وہ بچ نکلے ہیں۔ اور اب صورت حال زیادہ خراب ہو چکی ہے۔ اب تک اڈہ ہر ایک کی نظروں سے محفوظ تھا۔ لیکن اب یہ محفوظ نہیں رہا۔ اب یہ مشن اسوقت تک شدید خطرے میں ہے جب تک یہ گروپ ختم نہیں ہو جاتا"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"جناب —— اڈے کی آپ فکر نہ کریں —— اڈہ ہر حالت میں محفوظ ہے —— اس میں کسی کے داخلے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا"۔ مائیکل نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"مسٹر مائیکل —— سب کچھ ممکن ہوتا ہے —— اب جو کہانی بلیکی مجھے سنا رہا ہے —— کیا ایسا ہونا ممکن تھا۔ لیکن اب دیکھو ممکن ہو گیا"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"باس —— میرا خیال ہے کہ وہ کسی خفیہ پہاڑی سرنگ کے ذریعے جس کا ابھی تک ہمیں علم نہیں ہوا، نکل بھاگے ہیں اور یقیناً وہ نزدیکی شہر راگ پور میں چھپے ہوں گے۔ راگ پور اتنا بڑا شہر نہیں کہ انہیں تلاش نہ کیا جا سکے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ انہیں اس اڈے سے دور

وہیں شہر میں ہی ختم کر دیا جائے"۔ نارمن نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے ——— ہمیں اب ایسا ہی کرنا ہوگا۔ ہم کسی حالت میں بھی انہیں دوبارہ ان پہاڑیوں پر دیکھنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتے۔ اور چونکہ شہر میں کام کرنا ہمارے لئے ناممکن ہے۔ اس لئے مجھے مقامی سیکرٹ سروس کا تعاون حاصل کرنا ہوگا"۔

کرنل ڈیوڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بالکل درست ہے جناب ——— ایسا بہت فائدہ مند رہے گا۔ مقامی سیکرٹ سروس شہر میں خاصی تیز رفتاری سے کام کر سکے گی"۔ بلیکی نے جواب دیا۔

اور کرنل ڈیوڈ نے میز پر پڑے ہوئے بڑے سے ٹرانسمیٹر کو اپنی طرف کھسکایا اور پھر اس کی مختلف نابیں گھما کر فریکوینسی ایڈجسٹ کرنے میں مصروف ہوگیا۔

اس کی تیز نظریں ڈائل پر جمی ہوئی تھیں جس پر مختلف رنگوں کی سوئیاں مختلف سمتوں میں حرکت کر رہی تھیں۔ اور جب سب سوئیاں کرنل ڈیوڈ کی مرضی کے مطابق اپنی اپنی جگہوں پر پہنچ گئیں تو کرنل ڈیوڈ نے نابوں سے ہاتھ ہٹا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

بٹن آن ہوتے ہی ٹرانسمیٹر کے دائیں کونے میں موجود سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا۔ اور ٹرانسمیٹر سے تیز سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔

چند لمحوں بعد اچانک سرخ بلب سبز ہوگیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک بھاری سی آواز ٹرانسمیٹر سے برآمد ہوئی۔

"ہیلو ——— ہیڈکوارٹر ——— ایس۔ ایس سپیکنگ ——— ہو از آن لائن ——— اوور"۔ بولنے والے کا لہجہ بے حد کرخت تھا۔

"میں جی پی فائیو سیکرٹ سروس آف اسرائیل کا چیف کرنل ڈیوڈ بول

رہا ہوں ——— اپنے چیف شاگل سے میری بات کراؤ ——— اوور"۔ کرنل ڈیوڈ نے تحکمانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— انتظار کیجئے ——— اوور"۔ دوسری طرف سے اس بار تیز لہجے میں کہا گیا۔

اور چند لمحوں بعد ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ——— شاگل سپیکنگ ——— اوور"۔ بولنے والے کا لہجہ حیرت سے پر تھا۔

"کرنل ڈیوڈ سپیکنگ ——— مسٹر شاگل ——— اوور"۔ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"اوہ ——— کرنل ڈیوڈ ——— آپ اسرائیل سے بات کر رہے ہیں سولانگ رینج سے ——— اوور"۔ شاگل کے لہجے میں موجود حیرت اب ابھر آئی تھی۔

"نہیں ——— میں کیمپ میں موجود ہوں ——— اوور"۔ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"اوہ ——— اچھا میں سمجھ گیا ——— بہرحال فرمائیے ——— اوور"۔ شاگل نے جواب دیا۔

"مسٹر شاگل ——— آج تک کیمپ بیرونی خطروں سے محفوظ تھا لیکن کل رات پاکیشیا سیکرٹ سروس کے گیارہ ارکان پیراشوٹوں کی مدد سے ن پہاڑیوں پر اترے۔ انہیں ہم نے گرفتار کر لیا۔ لیکن راگ پور شہر سے یک جیپ آئی اس میں سے تین افراد اترے۔ اور پھر ان کی مدد سے یارہ افراد بھی میرے قبضے سے نکل گئے۔ اور اب پتہ چلا ہے کہ وہ راگ پور

شہر میں چلے گئے ہیں ——— اور کیمپ کو تباہ کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ اوور" ——— کرنل ڈیوڈ نے مختصر سے لفظوں میں سارا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— آپ کو کیسے علم ہوا کہ یہ لوگ پاکیشیائی سیکرٹ سروس سے متعلق ہیں ——— اوور"۔ شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اور کرنل ڈیوڈ نے عمران کے متعلق اپنا اندازہ بتانے کے ساتھ ساتھ اس بدچھانہ بردار طیارے کا بھی ذکر کیا جو پاکیشیا میں گیا تھا۔

"میں سمجھ گیا ——— یہ عمران اور اس کے ساتھی ہوں گے۔ یہ تو بے حد خطرناک ایجنٹ ہے مسٹر ڈیوڈ ——— اوور"۔ ——— شاگل کے لہجے میں پریشانی کا عنصر نمایاں تھا۔

"جی ہاں ——— مجھے معلوم ہے ——— اسرائیل میں ہمارا ان سے مقابلہ[1] ہو چکا ہے۔ ہمیں ان کی صلاحیتوں کا علم ہے۔ اس لئے میں بہت زیادہ تشویش میں مبتلا ہوں ——— کیمپ کو تو ہم بچا سکتے ہیں اور ہم نے اس کی حفاظت کا مکمل انتظام کیا ہوا ہے لیکن راگ پور شہر میں ان کے خلاف کام کرنا ہمارے بس سے باہر ہے ——— یہ آپ کا ملک ہے آپ یہاں بہتر طریقے سے کام کر سکتے ہیں۔ اس لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے کہ آپ انہیں ناگ پور شہر میں گھیر لیں تاکہ وہ کیمپ تک پہنچ ہی نہ سکیں۔ اوور"۔ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"میں سمجھ رہا ہوں ——— اور آپ نے بہت اچھا کیا ہے کہ مجھے کال کر لیا ——— میں راگ پور کو ہی ان کا مدفن بنا دوں گا۔ میں نے بھی ان

[1] ۔ اس کے لئے پڑھیئے گولڈن جوبلی نمبر "ناقابل تسخیر مجرم" اور "موت کا رقص"

سے پرانے بدلے چکانے ہیں ——— اوور"۔ شاگل نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ ——— میں سمجھ گیا۔ بہرحال مجھے کہنا تو نہیں چاہیئے لیکن انہیں کسی قیمت پر کیمپ کا رخ کرنے کی جرأت نہیں ہونی چاہیئے۔ اوور"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ——— اب آپ نے گیند ہمارے کورٹ میں پہنچا دی ہے۔ اب آپ بے فکر ہو جائیں۔ اب یہ لوگ دوبارہ ان پہاڑیوں کو کبھی نہ دیکھ سکیں گے۔ اوور"۔ شاگل نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— اوور اینڈ آل"۔ کرنل ڈیوڈ نے مطمئن لہجے میں کہا اور ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"مجھے یقین ہے کہ شاگل انہیں سنبھال لے گا۔ لیکن تم لوگوں کو بھی بے فکر نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ اب تم سب نے چوبیس گھنٹے انتہائی محتاط رہنا ہے اور اب جو بھی مشکوک آدمی نظر آئے۔ میرا انتظار نہ کیا جائے بلکہ اسے گولی مار دی جائے"۔ کرنل ڈیوڈ نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ——— ایسا ہی ہو گا"۔ بلیکی اور رنارمن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور مائیکل ——— تم اپنے کام کی رفتار تیز کر دو۔ ہم اب جتنا جلد ممکن ہو سکے مشن مکمل کر لیں اتنا ہی اسرائیل کے لئے بہتر رہے گا"۔ کرنل ڈیوڈ نے مائیکل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بس جناب ——— زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کا کام باقی رہ گیا ہے اس کے بعد اڈہ کام کے لئے پوری طرح تیار ہو گا"۔ مائیکل نے جواب دیا۔

"اور نارمن اور بلیکی ـــــ تم لوگوں نے مجھے روزانہ شام کو رپورٹ دینی ہے۔ شاگل کی فریکوئنسی تم نے دیکھ لی ہے۔ تم چاہو تو میرے ریفرنس سے اس سے بات کر سکتے ہو۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ ان جاسوسوں کا خاتمہ کرنے کے بعد وہ تمہیں ضرور اطلاع کرے گا ـــــ میں ابھی ایک ہفتہ یہاں ضرور رہتا لیکن مجھے وہاں اسرائیل میں انتہائی ضروری کام نپٹانے ہیں۔ اس لئے میں واپس جا رہا ہوں۔"

کرنل ڈیوڈ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب ـــــ اب ایسی کوئی کوتاہی نہ ہوگی۔ ہم پوری طرح محتاط رہیں گے۔" بلیکی اور نارمن دونوں نے بیک زبان ہو کر کہا۔

اور کرنل ڈیوڈ مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل آیا۔

تھوڑی دیر بعد اس کا ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔

راگپور شہر کے چپے چپے پر سیکرٹ سروس کے منجھے ہوئے ارکان کا جال پھیلتا چلا گیا۔ راگ پور چھوٹا سا شہر تھا۔ اس کی آبادی زیادہ سے زیادہ دس بارہ ہزار افراد پر مشتمل تھی۔ یہاں نہ ہی بڑے بڑے ہوٹل تھے اور نہ ہی بڑے بازار۔ ایک پہاڑی قصبہ تھا۔ تین رہائشی کالونیاں تھیں اور چند چھوٹے چھوٹے ہوٹل۔

شاگل نے اس بار فیصلہ کر لیا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو راگ پور سے بچ کر نہیں نکلنا چاہیے۔

اسے سب سے زیادہ خوشی اس بات کی تھی کہ اس بار عمران اپنی پوری ٹیم کے ساتھ وہاں آیا تھا۔ اور اس چھوٹے سے شہر میں انہیں آسانی سے ڈھونڈا جا سکتا تھا۔

چنانچہ کرنل ڈیوڈ کی کال ملتے ہی اس نے سیکرٹ سروس کے پانچ سو افراد کو فوری طور پر مخصوص ہیلی کاپٹروں کے ذریعے راگ پور پہنچنے کا حکم دے دیا اور

وہ خود بھی اپنے تیز رفتار ہیلی کاپٹر کے ذریعے آدھے گھنٹے کے اندر راگ پور پہنچ گیا۔ اس نے ہنگامی بنیادوں پر تحصیل کونسل کی ایک نوتعمیر شدہ عمارت کو اپنا دفتر بنا لیا۔ اس میں ضروری مشینری فٹ کرنے کے بعد اس نے مقامی طور پر چند کاروں کا بھی بندوبست کر لیا۔

اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر کے سامنے اپنا مورچہ لگا لیا۔ اور اس کے آدمیوں نے بڑے محتاط انداز سے راگ پور کے ہوٹل اور ایک ایک مکان کو چیک کرنا شروع کر دیا۔

اس نے اس بار ان لوگوں کو یہاں اکٹھا کیا تھا۔ جنہوں نے پہلے پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران کے ساتھ مقابلہ کیا ہوا تھا۔ اس طرح وہ لوگ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اچھی طرح پہچانتے تھے۔

ہوٹلوں اور سراؤں کے متعلق اسے تفصیلی رپورٹیں مل چکی تھیں۔ وہاں وہ لوگ موجود نہیں تھے۔

اب شام ہونے والی تھی۔ اور جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا۔ شاگل کا پارہ چڑھتا جا رہا تھا۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ کس طرح ان لوگوں کا کھوج لگائے کہ ٹرانسمیٹر کی مخصوص آواز سے چونک پڑا۔

"یس ۔۔۔ شاگل سپیکنگ ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کرتے ہوئے کہا۔

"باس ۔۔۔ ممبر الیون تھرٹی بول رہا ہوں ۔۔۔ ابھی ابھی میں نے ایک نوجوان کو چیک کیا ہے ۔۔۔ وہ اس وقت شاپنگ پلازہ میں موجود ہے مجھے یقین ہے کہ وہ پاکیشیا کا علی عمران ہے۔ اوور" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ ۔۔۔ کیا وہ اصلی شکل میں ہے ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ شاگل نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"نہیں جناب ۔۔۔ وہ شاید میک اپ میں ہے۔ لیکن اس کی چال ڈھال اور انداز سے میں اسے پہچان گیا ہوں ۔۔۔ اوور" الیون تھرٹی نے جواب دیا۔

"اوکے ۔۔۔ تم اس کا انتہائی ہوشیاری سے تعاقب کرو اور جب وہ اپنے کسی رہائشی یونٹ میں پہنچے تو مجھے فوراً اطلاع کرو ۔۔۔ اوور" شاگل نے تیز لہجے میں اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب ۔۔۔ اوور" دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور شاگل نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ اس کی آنکھوں میں کامیابی کی امید کی چمک ابھر آئی تھی۔

اس نے تیزی سے فریکوئنسی بدلی اور پھر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز ابھری۔

"یس ۔۔۔ امر سنگھ سپیکنگ اوور" ۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ خاصا کرخت تھا۔

"شاگل سپیکنگ ۔۔۔ اوور" شاگل نے کہا۔

"یس باس ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ اس بار امر سنگھ کے لہجے میں نرمی کی جھلکیاں موجود تھیں۔

"امر سنگھ ۔۔۔ ابھی ابھی الیون تھرٹی نے اطلاع دی ہے کہ اس نے عمران کو پلازا شاپنگ سنٹر میں گھستے ہوئے دیکھا ہے ۔۔۔ الیون تھرٹی عمران سے کئی بار ٹکرا چکا ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے اس کی بات غلط

نہیں ہو سکتی۔ میں نے اسے عمران کا تعاقب کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ عمران
کی رہائش گاہ کا علم ہو سکے۔ تم فوراً اپنے آدمیوں کو لے کر ایلون تھرپڈ
کے پاس پہنچو اور اسے ہوشیار کئے بغیر اپنے طور پر ایلون تھرپڈ اور عمران
کا تعاقب کرو۔ ایلون تھرپڈ لاکھ ہوشیار سہی لیکن عمران بھی ہزار آنکھیں رکھتا
ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اسے جل دے کر نکل جانے میں کامیاب ہو جائے۔
اوور“۔ شاگل نے کہا۔

”ٹھیک ہے جناب ——— آپ بے فکر رہیں۔ اگر وہ واقعی عمران
ہے تو پھر اس بار وہ ہم سے بچ کر نہیں نکل سکتا ——— اوور“۔ امر سنگھ
نے تیز لہجے میں کہا۔

”اور سنو ——— جیسے ہی اس کی رہائش گاہ کا پتہ چلے تم نے پوری
فورس کو وہاں اکٹھا کر لینا ہے اور مجھے اطلاع دینی ہے۔ میں اپنی نگرانی
میں یہ آپریشن مکمل کروں گا۔ اوور“ ——— شاگل نے کہا۔

”ٹھیک ہے جناب ——— ایسے ہی ہو گا ——— اوور“۔ امر سنگھ
نے جواب دیا۔

اور شاگل نے جواب میں اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ اور پھر
آدھے گھنٹے کے شدید اور جان لیوا انتظار کے بعد اسے امر سنگھ کی کال
موصول ہوئی۔

”باس ——— امر سنگھ بول رہا ہوں ——— اوور“ ——— امر سنگھ کے
لہجے میں مسرت کے آثار نمایاں تھے۔

”کیا رپورٹ ہے ——— اوور“ ——— شاگل نے بڑے اشتیاق
آمیز لہجے میں پوچھا۔ ویسے وہ اندازہ لگا چکا تھا کہ کامیابی ہو چکی ہے لیکن

پھر بھی وہ اس کی زبان سے تفصیلی رپورٹ سننا چاہتا تھا۔

”باس ——— جسے ایلون تھرپڈ نے ٹریس کیا تھا وہ واقعی عمران
تھا۔ جب میں پلازا شاپنگ سنٹر پہنچا تو اس وقت وہ وہاں سے نکل
رہا تھا ——— میں نے خود اسے چیک کیا۔ وہ مختلف دکانوں میں
گھومتا پھرتا رہا۔ ہم نے بڑی ہوشیاری سے اس کا تعاقب کیا اور اسے
ذرا برابر بھی شک نہیں ہونے دیا۔

اس کے بعد وہ وہاں سے کرشن پورہ پہنچا اور وہ اس کی کوٹھی
نمبر ایکس میں چلا گیا۔ میں نے اپنے ساتھیوں سمیت اس کوٹھی کا محاصرہ کیا
ہوا ہے۔ کوٹھی کے اندر کچھ لوگ موجود ہیں۔ میں نے پہلے سوچا تھا کہ خود اندر
جا کر تصدیق کر لوں لیکن پھر میں اس لئے رک گیا کہ آپ کی اس بارے میں
ہدایات حاصل کر لوں ——— اوور“۔ امر سنگھ نے تفصیلی رپورٹ دیتے
ہوئے کہا۔

”اوہ ——— تم وہیں ٹھہرو ——— میں خود آ رہا ہوں۔ نیلے رنگ
کی کار میری ہو گی۔ وہاں پہنچ کر میں خود اپنی نگرانی میں کوٹھی پر چھاپہ
ماروں گا ——— اوور“۔ شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اور اٹھ کر تیزی سے باہر پورچ کی طرف لپکا۔ جہاں
اس کی کار پہلے سے تیار کھڑی تھی۔

اس نے ڈرائیور کو جو یہاں کا مقامی آدمی تھا فوراً کرشن پورہ کالونی چلنے
کے لئے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کار پورچ سے موڑی اور پھر
اسے پھاٹک سے باہر لا کر اس کا رخ دائیں سمت کیا اور پھر پوری رفتار
سے کار آگے بڑھا دی۔

پہاڑی کٹاؤ والی سرنگ سے نکل کر عمران اور اس کے ساتھی بڑے اطمینان سے راگ پور شہر کی حدود میں داخل ہو گئے۔ یہاں احتیاطاً وہ سب علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔

ناٹران نے انہیں کرشن پورہ کالونی کی کوٹھی کا پتہ اچھی طرح سمجھا دیا تھا تاکہ وہ وہاں از خود پہنچ جائیں۔

"اب میرے لئے کیا حکم ہے جناب۔" بلیک زیرو نے سب کے علیحدہ ہوتے ہی عمران سے کہا۔

"تم ہم سے علیحدہ رہ کر ہماری نگرانی کرو ــــــ یہ چھوٹا سا شہر ہے یہاں کسی بھی وقت حالات ہمارے خلاف ہو سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ اب تمہارا ٹیم کے ساتھ آنا خطرناک ہو سکتا ہے۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اگر آپ کہیں تو میں بطور ایکس ٹو آپ سے رابطہ قائم کر لوں" ــــ

" بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" نہیں ــــ تمہارے غائب ہونے کے بعد ایکسٹو کی کال آنے سے یہ لوگ مشکوک بھی ہو سکتے ہیں۔ تمہارا کام بس خفیہ نگرانی ہو گی۔ کسی قسم کی مداخلت اس وقت تک نہ کرنا جب تک حالات کے تحت اس کی انتہائی ضرورت درپیش نہ آ جائے۔" عمران نے کہا۔

وہ دونوں بڑے اطمینان سے سڑک کے کنارے چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے دو دوست کافی عرصے بعد ملے ہوں اور اب ایک دوسرے سے گپیں ہانک رہے ہوں۔

" اب آپ کا پروگرام کیا ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔

" آج رات میں مشن کو مکمل کرنا چاہتا ہوں ــــ ہر قیمت پر۔ کیونکہ زیادہ دیر ہمارے لئے نقصان دہ ہو سکتی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کرنل ڈیوڈ شاگل سے رابطہ قائم کرے اور شاگل اپنے بدلے چکانے کے لئے یہاں آن ٹپکے۔ پھر معاملات زیادہ الجھ جائیں گے۔" عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ پھر میرے خیال میں میں آپ لوگوں کی نگرانی کرنے کی بجائے اگر میں دوبارہ ان پہاڑیوں کی طرف نکل جاؤں تو ہو سکتا ہے۔ کوئی ایسی انفرمیشن حاصل کر لوں جو رات کے مشن میں ہمارے کام آ سکے۔ یہاں تو آپ نے سارا دن کوٹھی میں گزارنا ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں ــــ یہ بھی ٹھیک ہے لیکن انتہائی محتاط رہنا۔ اب وہ لوگ بے حد ہوشیار ہو چکے ہوں گے۔" عمران نے اسے ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

" میں سمجھتا ہوں۔ بہرحال اگر کوئی خاص بات میرے علم میں آئی تو میں

آپ کو بی سکس ٹرانسمیٹر پر بتا دوں گا" بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"او کے" ——— عمران نے کہا اور بلیک زیرو اس سے بچھڑ کر ایک کراسنگ پر مڑتا چلا گیا۔ جبکہ عمران سیدھا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کرشن پورہ کی اس کوٹھی میں پہنچ گیا۔ جس کا پتہ ناٹران نے اسے دیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد سوائے بلیک زیرو کے سب وہاں پہنچ گئے۔ ناٹران نے فیصل کو نگرانی کے لئے دوسری منزل پر بھیج دیا۔

"طاہر صاحب ابھی نہیں پہنچے"۔ ناٹران نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا

"وہ واپس چلا گیا ہے ——— مجھے کہہ رہا تھا کہ مجھے ایکسٹو نے صرف اس لئے بھیجا تھا کہ میں اسے تازہ ترین رپورٹ پیش کروں"۔ عمران نے کہا۔

"یہ طاہر صاحب کون ہیں ——— میں نے پہلی بار انہیں دیکھا ہے" صفدر نے پوچھا۔

"ابھی دیکھا کہاں ہے ——— ابھی تو وہ میک اپ میں تھا۔ سیکرٹ سروس کے ملٹری سیکشن کا ایجنٹ ہے۔ ملٹری انٹیلیجنس میں رہ کر ایکسٹو کے مفادات کا خیال رکھتا ہے۔" عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"پہلے تو کبھی اس سیکشن کا کوئی آدمی سامنے نہیں آیا۔ جولیا نے بڑے مشکوک سے انداز میں پوچھا۔

"پتہ نہیں، اس پردہ نشین نے اس جیسے کتنے اور افراد پردے میں رکھے ہوئے ہیں۔ اس سے میری ملاقات ایک بار ملٹری انٹیلیجنس کی ایک خصوصی میٹنگ میں ہوئی تھی۔ ایکسٹو نے مجھے وہاں اپنا نمائندہ بنا کر

بھیجا تھا۔ وہاں اس نے مجھے اطلاعات مہیا کی تھیں۔ عمران نے جولیا کا شک دور کرنے کے لئے مزید وضاحت کرنی ضروری سمجھی۔

"ہو گا ——— ہمیں کیا۔ اب مسئلہ ہے اس مشن کا۔ اس سلسلے میں ہمیں ابھی سے کوئی پلاننگ کر لینی چاہیئے"۔ کیپٹن شکیل نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

اور عمران نے جیب سے ایک نقشہ نکال کر سامنے رکھتے ہوئے میز پر پھیلا دیا۔ یہ نقشہ وہ پاکیشیا سے ہی اپنے ہمراہ لایا تھا۔ یہ اس نقشے سے زیادہ تفصیلی تھا جو ناٹران نے بلیک زیرو کو مہیا کیا تھا۔

"یہ ہے وہ سپاٹ ——— جہاں ہم اترے تھے"۔ عمران نے ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

"اور یہ ہے ان کا مین چیکنگ اسٹیشن"۔ ناٹران نے ایک دوسرے سپاٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— بالکل یہی جگہ ہے۔ اور میرا خیال ہے جوانا بھی اس تالاب میں گرا تھا۔ کیونکہ وہ آخری آدمی تھا۔ چھلانگ لگانے والوں میں سے۔ اس لئے اس کی باری آنے تک طیارہ لازماً یہاں تک پہنچ گیا ہو گا"۔ عمران نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"اب مسئلہ یہ ہے کہ وہ اڈہ کہاں ہے"۔ عمران نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

"اڈہ ان پہاڑیوں میں ہی ہو سکتا ہے"۔ عمران نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا

پھر تھوڑی سی بحث مباحثے کے بعد سب عمران کی رائے سے متفق ہو

گئے۔ اس کے بعد رات کو ہونے والے مشن کا لائحہ عمل تیار کیا جانے لگا۔

"جولیا کا گروپ شمالی پہاڑی پر سے ہوتا ہوا اس اڈے تک پہنچے گا جبکہ میں اپنے گروپ سمیت جنوبی سمت سے آگے بڑھوں گا۔ ناٹران اور فیصل مشرقی طرف موجود رہیں گے۔ ان کا کام ہمیں کور کرنا ہوگا۔" عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"یہ اڈہ کوئی عمارت تو نہیں ہوگی کہ ہم اس کے قریب پہنچ کر اس پر بموں سے حملہ کر دیں۔ یہ تو زمین دوز اڈہ ہے۔ اس کے اندر داخل ہونے کے بعد ہی کوئی کارروائی کی جا سکتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ واپسی کے امکانات بھی سوچنے پڑیں گے۔" کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تم نے اچھا سوال کیا ہے ـــــ ہمیں واقعی اس اڈے کے اندر داخل ہونا ہے ـــــ لیکن یہ لوگ اس قدر محتاط ہوں گے کہ ہم سلو موشن میں کام کرتے ہوئے کبھی بھی اندر داخل نہیں ہو سکتے۔ اس لئے جولیا کے گروپ کا کام یہ ہوگا کہ وہ شمالی سمت کے جنگل میں بموں کے دھماکے کر کے وہاں موجود لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائے رکھے۔ جبکہ ہم آگے بڑھیں گے۔ اور پھر اس اڈے کی تباہی ہمارے ذمہ ہوگی ـــــ جب ہماری طرف سے کاشن ملے تو جولیا اور اس کا گروپ حالات کے مطابق واپس پلٹ جائے گا۔"

عمران نے کسی فوجی جرنیل کی طرح جنگی حکمت عملی اختیار کرتے ہوئے کہا۔

"مگر سارا سامان تو وہیں رہ گیا۔ اب ہمیں اس اڈے کی تباہی کے لئے نیا ساز و سامان چاہیئے۔" جولیا نے کہا۔

"اوہ ـــــ یہ تو واقعی مسئلہ ہے۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ کوئی اہم مسئلہ نہیں ہے ـــــ آپ مجھے سامان کی فہرست بتا دیں۔

میں دارالحکومت جا کر سامان لے آؤں گا۔ زیادہ سے زیادہ میں شام تک واپس آ جاؤں گا۔" ناٹران نے کہا۔

"گڈ شو ـــــ لیکن میرے ذہن میں ایک اور بات آ رہی ہے۔ وہاں میں نے اندازہ لگایا ہے کہ ان کی بے پناہ نفری موجود ہے اور وہ سب لوگ پوری طرح مسلح ہیں۔ اندھا دھند اقدامات ہو سکتا ہے ہمیں نقصان پہنچا جائیں"، عمران نے کہا۔ اس کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں موجود تھیں۔

"ہاں ـــــ پاکیشیا سے چلتے وقت تو میرا خیال یہی تھا کہ وہاں ان لوگوں نے اتنے وسیع اقدامات نہ کئے ہوں گے۔ اس لئے ہم فوجی انداز میں چھاپہ مار کر اس میں گھس جائیں گے اور اسے تباہ کر دیں گے۔ لیکن یہاں آ کر اس بات کا علم ہوا ہے کہ یہ لوگ بے حد ہوشیار ہیں۔ انہوں نے باقاعدہ چیکنگ اسپاٹ اور چیکنگ اسٹیشن قائم کر رکھے ہیں۔ ایسے حالات میں ڈائریکٹ ایکشن کام نہیں دے سکتا۔"

صفدر نے کہا۔

"تو پھر ہم اپنی پلاننگ بدل دیتے ہیں ـــــ میں، صفدر اور کیپٹن شکیل ہم تینوں خفیہ طور پر اس اڈے میں گھسنے کی کوشش کریں گے جبکہ تم سب باقی ان کا دھیان بٹاؤ گے ـــــ تم نے دھماکے کر کے اور گولیاں چلا کر انہیں اپنی طرف متوجہ کرنا ہے۔ اس طرح ہم ان میں سے کسی کا میک اپ کر کے اندر داخل ہو جائیں گے۔ اور پھر اس اڈے کو اڑانا ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہ ہوگا"، عمران نے فوراً ہی اپنا پہلا فیصلہ بدلتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ اس طرح کامیابی کے امکانات موجود ہیں۔ لیکن ساری ٹیم کو ایکشن کر کے فوری لوٹنا ہوگا۔ ورنہ اگر ہمارا ایک بھی آدمی ان کے قابو آ گیا تو

سارا مشن فیل ہو جائے گا" جولیا نے کہا۔

"بالکل ——— ٹیم کا مشن تو صرف اتنا ہوگا کہ وہ ان سب کو اس وقت تک الجھائے رکھیں جب تک ہم اڈے کے اندر نہ پہنچ جائیں۔" عمران نے کہا۔

اور پھر کافی دیر تک بحث مباحثے کے بعد عمران، صفدر، کیپٹن شکیل اور جوانا کا گروپ اڈے کے اندر جانے کے لئے تیار ہو گیا۔ جبکہ باقی افراد کا مشن انہیں الجھانا تھا۔

چنانچہ یہ لائحہ عمل طے ہوتے ہی عمران نے مطلوبہ سامان کی ایک طویل فہرست بنا کر ان کے حوالے کی اور ناٹران وہ فہرست لے کر چلا گیا جبکہ باقی افراد آرام کرنے کے لئے کمروں میں گھس گئے۔

ناٹران شام ہونے سے پہلے ہی واپس آ گیا۔ واپسی میں وہ کار پر آیا تھا۔ اور تمام سامان کار کی سیٹوں کے درمیان چھپایا گیا تھا۔ عمران نے وہ سامان بانٹ دیا اور اپنے مطلب کا علیحدہ رکھ لیا۔

"ایک اہم بات اور جناب" ——— ناٹران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب تک تم غیر اہم باتیں کرتے رہے ہو ——— چلو اہم بھی کر دو شاید امتحان میں آ جائے ——— پاس تو ہو ہی جائیں گے۔" عمران نے بڑے سنجیدہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور ناٹران مسکرا دیا۔

"مجھے دارالحکومت سے یہ اطلاع ملی ہے کہ شاگل ہنگامی طور پر تقریباً ایک سو افراد لے کر راگ پور پہنچا ہے۔ اور یہ بھی علم ہوا ہے کہ کسی کرنل ڈیوڈ نے اسے ٹرانسمیٹر پر کال کیا تھا۔ جس کے بعد وہ یہاں آیا ہے۔" ناٹران نے کہا۔

"اوہ ——— یہ تو واقعی اہم ترین بات ہے۔ کرنل ڈیوڈ جی پی فائیو کا سربراہ

ہے۔ اس نے یہاں آنا تھا۔ ——— اس کا مطلب ہے اس نے شاگل کو کال کر کے ہمیں راگ پور میں ٹریس کرنے کے لئے کہا ہوگا اور اب شاگل کے آدمی چکراتے پھر رہے ہوں گے۔" عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ——— آپ کی بات درست ہے ——— میں نے کئی آدمیوں کو سڑکوں پر دیکھا ہے۔" ناٹران نے جواب دیا۔

"ناٹران ——— کسی ہیلی کاپٹر کا بندوبست ہو سکتا ہے فوری طور پر" عمران نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

"ہیلی کاپٹر ——— نہیں۔ یہاں تو نہیں البتہ دارالحکومت میں ہو سکتا ہے البتہ یہاں راگ پور میں ایک فوجی یونٹ کا اڈہ ہے جہاں میرے خیال میں ہیلی کاپٹر موجود ہیں ——— میں نے ایک بار ایک مشن کے دوران اس اڈے پر ہیلی کاپٹر دیکھے تھے۔" ناٹران نے جواب دیا۔

"اوہ ——— پھر تم ایسا کرو کہ فوری طور پر فیصل جان کو بھیج کر پتہ کراؤ کہ ہیلی کاپٹر یہاں موجود ہیں یا نہیں ——— اگر مجھے ہیلی کاپٹر مل جائے تو میں زیادہ آسانی سے مشن کو مکمل کر سکتا ہوں" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ——— میں فیصل جان کو بھیج دیتا ہوں" ناٹران نے کہا۔

"اور سنو ——— اس کے ساتھ ہی اس کالونی میں کسی اور کوٹھی کا بندوبست کرو ——— میں شاگل کو ایک چکر دینا چاہتا ہوں اگر شاگل کو چکمہ نہ دیا گیا تو شاگل نے ہمیں راگ پور سے باہر نہیں نکلنے دینا۔" عمران نے کہا۔

"وہ بھی ہو جائے گا۔ مجھے یہاں آ کر معلوم ہوا تھا کہ ساتھ والی تیسری کوٹھی خالی پڑی ہوئی ہے" ناٹران نے کہا۔

"بس ٹھیک ہے ——— تم اس کی چابی حاصل کر کے مجھے دو۔ پھر میں

جانوں اور شاگل جانے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور ناٹران سر ہلاتا ہوا اٹھ کر چلا گیا۔

"تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس نے چابی لاکر عمران کو دے دی۔ جس کے ساتھ کوٹھی کے نمبر کی چٹ بھی تھی۔ اور ساتھ ہی اس نے بتایا کہ فیصل کو اس نے ہیلی کاپٹر اڈے پر بھیج دیا ہے۔ وہ ایک گھنٹے بعد آکر رپورٹ کرے گا۔

عمران نے ساری ٹیم کو اکٹھا کر کے حالات بتائے۔ اور پھر وہ انہیں اپنی پلاننگ سمجھا کر خود کوٹھی سے باہر نکل گیا۔

ٹیکسی کے ذریعے وہ شہر کے معروف شاپنگ سنٹر میں پہنچا اور اس نے خواہ مخواہ مختلف دکانوں کے چکر لگانے شروع کر دیئے۔ جلد ہی اسے اپنے تعاقب کا احساس ہو گیا۔ اور اس کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

اور پھر وہ اسی طرح مختلف دکانوں پر گھومتا ہوا دوبارہ کرشن پورہ کالونی کی طرف واپس آگیا۔ لیکن اس بار وہ اپنی کوٹھی کی طرف آنے کی بجائے اس کوٹھی میں پہنچا جس کی چابی ناٹران نے اسے لا کر دی تھی۔

اس کوٹھی میں داخل ہوتے ہی وہ انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھا اور اس نے اندرونی کمرے کی بتیاں جلا دیں اور پھر وہ پچھلی دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد ہی کوٹھی کی پچھلی دیوار پھاند کر کوٹھی سے باہر آ گیا تھا۔ اور پھر وہ تیزی سے اپنی کوٹھی کی طرف بڑھتا چلا گیا

چند لمحوں بعد وہ اپنی کوٹھی میں پہنچ گیا۔ جہاں اس کے ساتھی تیار ہو کر اس کے انتظار میں موجود تھے۔

" جیسے ہی شاگل اس کوٹھی پر ریڈ کرے۔ تم سب نے نکل جانا ہے۔ میں فیصل جان کے ساتھ آؤں گا" عمران نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور پھر فیصل جان سے رپورٹ لینے کے لئے وہ اسے لے کر علیحدہ کمرے میں چلا گیا۔ لیکن جب فیصل جان نے اسے بتایا کہ اس اڈے پر ایک بھی ہیلی کاپٹر موجود نہیں ہے تو اس نے سر ہلا دیا۔ اور واپس آکر سب کو پہلے والی پلاننگ پر عمل کرنے کا کہہ دیا۔

چنانچہ سب لوگ اپنی اپنی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔

شاگل کی کار جلد ہی کرشن پورہ کالونی کی کوٹھی نمبر اکیس کے سامنے پہنچ گئی۔ کار کو ایک طرف رکوا کر شاگل باہر نکل آیا

اسی لمحے ایک درخت کی آڑ سے امر سنگھ باہر آ گیا۔

" کوئی آدمی باہر تو نہیں آیا" شاگل نے امر سنگھ سے پوچھا۔

" نہیں جناب" ــــ امر سنگھ نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے ــــ اپنے آدمیوں کو کاشن دو کہ وہ سب بیک وقت ہر طرف سے کوٹھی کے اندر داخل ہو جائیں اور اندھا دھند فائرنگ اور بموں سے کوٹھی کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں ــــ کوئی آدمی کسی قیمت پر زندہ نہ رہنے" شاگل نے امر سنگھ کو ہدایت دیتے ہوئے کہا

"لیکن باس - پہلے کیوں نہ ہم اندر کے حالات دیکھیں، پھر ایکشن میں آجائیں -" امر سنگھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں عمران اور اس کے ساتھی ہماری ذرا سی غفلت سے فائدہ اٹھا جائیں گے ——— ہمیں براہ راست ایکشن کرنا ہوگا۔ میں اب صرف انکی لاشیں ہی دیکھنا چاہتا ہوں۔ اور بس" شاگل نے غراتے ہوئے کہا۔

اور امر سنگھ سر ہلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا - جبکہ شاگل خود واپس پلٹا اور پھر ایک درخت کی آڑ میں کھڑا ہو گیا۔

وہ صرف اس وقت اندر جانا چاہتا تھا۔ جب حالات اس کے کنٹرول میں ہوں۔ دراصل لاشعوری طور پر وہ عمران سے خوفزدہ تھا۔ اس لیے وہ براہ راست ایکشن میں حصہ لینے سے لاشعوری طور پر گریز کر رہا تھا۔

چند لمحوں بعد اس نے بے شمار سپاہیوں کو کوٹھی کی دیواریں پھلانگ کر اندر جاتے ہوئے دیکھا تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ پھیلتی چلی گئی۔ اسے یقین تھا کہ اس بار عمران زندہ نہ نکل سکے گا۔ اور پھر اس نے گولیوں کی آوازیں سنیں تو وہ مزید مطمئن ہوتا چلا گیا۔

اسی لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور اسے انسانی چیخیں کوٹھی کے اندر گونجتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ اس کے بعد تو جیسے دھماکوں کا طوفان آ گیا ہو۔ پورا علاقہ دھماکوں اور گولیوں کی آوازوں سے گونج اٹھا۔

اردگرد کی کوٹھیوں کے لوگ بڑی پریشانی کے عالم میں باہر نکل آئے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہاں بے شمار لوگوں کا جمگھٹا نظر آنے لگا۔

وہ سب پریشان تھے - چیخ رہے تھے - پولیس کو بلانے کے لئے کہہ رہے تھے - بھاگ دوڑ رہے تھے - لیکن اب کوٹھی کے اندر خاموشی

طاری ہو گئی تھی۔

دوسرے لمحے کوٹھی کا پھاٹک کھلا اور امر سنگھ باہر نکلتا نظر آیا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

امر سنگھ کو دیکھتے ہی شاگل تیزی سے اس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"کیا ہوا امر سنگھ ——— کیا عمران اور اس کے ساتھی مارے گئے" شاگل نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"باس - کوٹھی تو خالی پڑی ہوئی ہے ——— صرف کمروں کی بتیاں جل رہی ہیں۔ البتہ اندرونی کمرے کے پایدانوں کے نیچے جدید قسم کے بم رکھے گئے تھے۔ جس کی وجہ سے ہمارے دس افراد ہلاک اور بارہ کے قریب زخمی ہو گئے ہیں" ——— امر سنگھ نے انتہائی پریشان لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— اوہ ——— چوٹ ہو گئی۔ ...... اس کا مطلب ہے عمران کو تعاقب کا علم ہو گیا تھا اور وہ چوٹ دے گیا" شاگل انتہائی پریشانی کے عالم میں کوٹھی کے اندر داخل ہوتے ہوئے بولا

اور پھر جب تک وہ زخمیوں کو چیک کرتا۔ کوٹھی کے باہر پولیس کی گاڑیوں کے سائرن چیخنے لگے۔ چند لمحوں بعد پولیس اندر داخل ہو گئی۔ راگ پور شہر کا افسر اعلیٰ بھی پولیس کے ہمراہ تھا۔ لیکن اندر سیکرٹ سروس کے چیف کو دیکھ کر وہ مودب ہو گیا۔ پولیس آفیسر بھی اسے دیکھ کر ٹھٹھک گئے۔

"کیا ہوا سر ——— یہ کیسے دھماکے اور فائرنگ تھی" افسر اعلیٰ نے مودبانہ لہجے میں پوچھا۔

"غیر ملکی ایجنٹوں کا اڈہ تھا۔ ہم نے اس پر ریڈ کیا تھا مگر وہ نکل گئے اور

بموں کی وجہ سے ہمارے آدمی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ فوراً ایمبولینس منگواؤ اور
زخمیوں کو ہسپتال پہنچاؤ اور ہلاک شدگان کو ان کے آبائی گھروں میں پہنچانے کے
انتظامات کرو" شاگل نے کرخت لہجے میں افسر اعلیٰ سے مخاطب ہو کر کہا اور
پھر وہ امر سنگھ کو ساتھ لے کر کوٹھی سے باہر نکل آیا۔ اس کا چہرہ غصے اور ندامت
کی بنا پر بری طرح بگڑا ہوا تھا۔

"اس پورے کرشن پورہ کو چھان مارو۔ پولیس کو ساتھ لے کر ایک ایک
کوٹھی چیک کرو ——— یہ چوٹ مجھے ہمیشہ یاد رہے گی۔ اور جب تک عمران
کی بوٹیاں نہیں اڑیں گی مجھے چین نہیں آئے گا" شاگل نے غصے سے چیختے
ہوئے امر سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر جناب ——— امر سنگھ نے دبے لہجے میں کہا۔ کیونکہ وہ اس
سارے سلسلے میں اپنا ہی قصور محسوس کر رہا تھا۔ اور شاگل غصے سے کڑھتا
جلتا واپس اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس کا جی چاہ رہا تھا کہ کاش عمران اس کے ہتھے چڑھ جاتے تو وہ اس کی
گردن مروڑ دے۔ لیکن ظاہر ہے اس طرح اگر عمران قابو میں آ جاتے تو اب
تک ہزاروں بار اس کی گردن مروڑی جا چکی ہوتی۔

عمران، صفدر، کیپٹن شکیل اور جوانا اوورکوٹ پہنے بڑے اطمینان
بھرے انداز میں کوٹھی سے باہر نکلے۔

باقی ٹیم تو دھماکے ہوتے ہی نکل گئی تھی۔ عمران نے خود بھی میک اپ
کر رکھا تھا اور باقی ساتھی بھی میک اپ میں تھے۔ حتیٰ کہ جوانا کی شکل و صورت ہی
بالکل بدلی ہوئی تھی۔

عمران نے جوانا پر مقامی میک اپ کیا تھا۔ کیونکہ اس طرح وہ منفرد نظر نہ
آتا تھا۔ نائٹران، فیصل جان دو لباس ساتھ لے آئے تھے جو انہوں نے وہاں
کے آدمیوں سے چھینا تھا۔ فیصل جان کا اوورکوٹ جوانا کو کھینچ کھانچ کر پورا
آ جاتا تھا۔

لیکن عمران نے وہ لباس استعمال نہ کئے تھے۔ کیونکہ اس طرح وہ راستے
میں چیک کئے جا سکتے تھے۔ وہ عام لباس میں تھے۔

کوٹھی سے باہر آ کر وہ اطمینان بھرے انداز میں چلتے ہوئے اکیس نمبر کوٹھی

کے سامنے پہنچے تو اسی وقت شاگل غصے سے چیختا چلاتا اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

"تم لوگ آگے چلو ——— میں ذرا شاگل سے دو باتیں کر لوں۔" عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور اس کے ساتھی مسکرا کر سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔

"جناب ——— آپ تو مجھے بہت بڑے افسر لگتے ہیں۔ شکل و صورت سے بھی اور قد و قامت سے بھی" ——— عمران نے کار کے قریب پہنچتے ہوئے بڑے مودبانہ لہجے میں شاگل سے مخاطب ہو کر کہا جو کار کا دروازہ کھولنے میں مصروف تھا۔

"تم کون ہو" ——— شاگل نے انتہائی غصیلے انداز میں کہا۔

"جج ——— جناب ناراض نہ ہوں ——— میں تو آپ کی تعریف کر رہا ہوں جناب۔ میں نے بڑے بڑے افسر دیکھے ہیں لیکن آپ جیسا وجیہہ اور شاندار افسر آج تک نہیں دیکھا۔" عمران نے خوفزدہ انداز میں دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا

"مگر تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں افسر ہوں" ——— شاگل نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے سے پہلے والی سختی مفقود ہو گئی تھی۔

"میں نے خود دیکھا ہے جناب ——— سب آپ کو سلام کر رہے تھے۔ ویسے بھی آپ چہرے مہرے سے افسر لگتے ہیں ——— شاندار افسر۔" عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ شکریہ ——— میرے لائق کوئی کام ہو تو بتائیے۔" شاگل اب پوری طرح ریشہ خطمی ہو چکا تھا۔

"نہیں جناب ——— بس آپ کو دیکھا تو کہے بغیر نہ رہ سکا۔ البتہ میرے لائق کوئی کام ہو تو بتائیے۔ میں یہیں رہتا ہوں اور میں نے اس کوٹھی میں سے کچھ دیر پہلے ایک نوجوان کو پچھلی دیوار پھاند کر بھاگتے ہوئے دیکھا تھا" عمران نے کہا۔

"اوہ ——— کہاں گیا ——— وہ نوجوان کیسا تھا" شاگل نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"وہ یہاں سے بارھویں کوٹھی میں داخل ہوا تھا جناب۔ لیکن پھر وہاں سے بھی ایک کار میں بیٹھ کر چلا گیا۔" عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ——— کار کا رنگ کیسا تھا ——— اس کا نمبر معلوم ہے"، شاگل نے بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں ——— آپ ہی کی طرح نیلے رنگ کی کار تھی۔ نمبر ایکس۔ ایل تھری زیرو ون ٹو تھری تھا۔ میں نے خود پڑھا تھا۔" عمران نے فوراً ہی نمبر بھی بتا دیا۔

"ویری گڈ ——— آپ بے حد ہوشیار آدمی ہیں ——— آپ کا تعارفی کارڈ ——— میں کافرستان کی سیکرٹ سروس کا چیف شاگل ہوں۔ ہو سکتا ہے آپ کی خدمات کا حکومت سرکاری طور پر اعتراف کرے۔" شاگل نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی ڈائری نکال کر اس پر نمبر نوٹ کر لیا۔

"ارے باپ رے ——— آپ اتنے بڑے افسر ہیں۔ آپ کی تو بہت شہرت ہے۔ کئی بار میں نے اخباروں میں آپ کا ذکر پڑھا ہے۔ پھر تو وہ نوجوان یقیناً غیر ملکی جاسوس ہوگا۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ——— وہ پاکیشیا کا بہت خطرناک ایجنٹ تھا۔ بہت ہی خطرناک

اس کا نام علی عمران تھا۔ اگر آپ کو دوبارہ وہ کہیں نظر آئے تو ضرور آپ کال کریں ۔ ۔۔۔ کسی تھانے میں اطلاع دے دیں۔ اطلاع مجھ تک پہنچ جائے گی“۔ شاگل نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

” اوہ ۔۔۔۔۔ تو وہ میرا ہی ہم نام ہے ۔۔۔۔۔ جناب میرا نام علی عمران ہے ۔ بہرحال وہ مجھے جہاں بھی نظر آیا۔ میں اسے ضرور پہچان لوں“ عمران نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ جیسے شاگل کے لئے یہ خدمت سرانجام دے کر اسے حقیقی خوشی ہو گی۔

” تم اپنا نام فوراً بدل لو ۔۔۔۔ مجھے اس نام سے چڑ ہے نوجوان۔ ایسا ہو کہ کبھی اس شیطان کے بدلے میں تمہیں کوئی عذاب بھگتنا پڑے“۔ شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

” بہتر جناب ۔۔۔۔ جو آپ کا حکم ۔۔۔۔۔ میں اپنا نام شاگل رکھ لیتا ہوں۔ اب تو جناب کو کوئی خطرہ نہیں ہے“۔ عمران نے فوراً ہی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

” اوہ ۔۔۔۔۔ تم بھی عمران کی طرح ہی احمق ہو ۔۔۔۔۔ میں نے کب کہا ہے کہ تم میرا نام رکھ لو ۔۔۔۔۔ بہرحال تمہاری اطلاع کا شکریہ۔ جہاں وہ نظر آئے مجھے ضرور اطلاع دینا“۔ شاگل نے کہا۔ اور پھر کار کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔

” اچھا جناب “۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے فرمانبردارانہ لہجے میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر آگے بڑھتا چلا گیا۔ جبکہ شاگل کی کار تیزی سے آگے بڑھ کر موڑ کاٹ کر عمران کے پاس سے گزرتی چلی گئی۔

عمران دل ہی دل میں ہنس رہا تھا۔ اس نے شاگل سے گپ شپ دراصل اس لئے لگائی تھی کہ وہ اپنا میک اپ چیک کرنا چاہتا تھا۔ اب یہ تو جب شاگل

بار کار کا نمبر چیک کرائے گا اور اسے پتہ چلے گا کہ یہ اسی کار کا نمبر ہے جس پر وہ سوار ہے تو پھر اس کی حالت دیکھنے والی ہو گی

عمران نے یہ نمبر اسے اس لئے اعتماد سے بتا دیا تھا کیونکہ نمبر مقامی تھا ظاہر ہے شاگل نے یہاں آ کر یہ کار عارضی طور پر حاصل کی ہو گی۔ اور عارضی کار کا نمبر دیکھنا بھی کوئی گوارہ نہیں کرتا۔

عمران تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر اس نے ایک سٹاپ سے جا کر بس پکڑی۔ بس نے اسے راگ پور شہر کے آخری بس سٹاپ پر اتار دیا۔

بس سٹاپ پہاڑیوں کے قریب تھا۔ عمران بس سے اتر کر جب تھوڑی دور آگے بڑھا تو ایک عمارت کی آڑ سے صفدر، کیپٹن شکیل اور جوانا نکل کر اس کے ساتھ آملے۔

”مجھے تو فکر ہو گئی تھی عمران صاحب کہ کہیں شاگل آپ کی طرف سے مشکوک نہ ہو جائے۔“ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

” اسے اب اپنا نام بدل لینا چاہیئے۔ اب اسے شاگل کی بجائے اپنا نام گاگل رکھ لینا چاہیئے ۔۔۔۔۔ میں نے اسے اپنا اصلی نام بھی بتا دیا مگر اس کے کان پر جوں بے حس و حرکت بیٹھی رہی ۔۔۔۔۔ مجال ہے ذرا سا بھی رینگی ہو ۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

ماحول پر اب چونکہ گہرا اندھیرا چھا چکا تھا۔ اس لئے وہ بڑے اطمینان سے پہاڑیوں کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ اور خود بھی اس اندھیرے کا جزو بنتے جا رہے تھے۔ جوانا کے کندھے پر کینوس کا ایک بڑا سا تھیلا لدا ہوا تھا۔

" آپ نے ہیلی کاپٹر کا کیوں پتہ چلوایا تھا" کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

" اگر ہیلی کاپٹر مل جاتا تو مزہ آجاتا۔ میں کرنل ڈیوڈ بن کر وہاں پہنچ جاتا اور پھر ظاہر ہے اڈہ میرے قبضے میں ہوتا۔ مگر اب کیا کیا جائے۔ اس شہر میں ہیلی کاپٹر ہی میسر نہیں آیا ——— بے چارہ کرنل ڈیوڈ" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور صفدر اور کیپٹن شکیل دل ہی دل میں عمران کی ذہانت کی داد دینے لگے۔ کیونکہ واقعی کرنل ڈیوڈ کے میک اپ میں اسے اڈے میں داخل ہونے میں بڑی آسانی ہو جاتی۔

کافی دیر تک چلتے رہنے کے بعد اب وہ پہاڑیوں کے قریب پہنچ چکے تھے۔ عمران کے ذہن میں نقشہ پوری طرح موجود تھا۔ اس لئے وہ بڑے اطمینان سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔

اور پھر جیسے ہی وہ ایک پہاڑی کے دامن میں پہنچے اچانک اردگرد کی جھاڑیوں میں حرکت ہوئی اور دوسرے لمحے پانچ مشین گنوں سے مسلح افراد نے یکلخت انہیں گھیر لیا۔

" خبردار ——— ہاتھ اٹھالو" ان میں سے ایک نے چیختے ہوئے کہا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ اٹھا دیئے۔

اس کے خواب میں بھی یہ خیال نہ تھا کہ اس طرح دور دور تک ان لوگوں نے نگرانی کر رکھی ہوگی۔ ورنہ ظاہر ہے وہ احتیاط سے آگے بڑھتے۔

" کون ہو تم" ——— ان میں سے ایک نے قریب آکر بڑے کرخت لہجے میں پوچھا۔

" تمہیں کس کی تلاش ہے۔ میرا نام شاگل ہے۔ میں کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف ہوں اور یہ میرے ساتھی ہیں" عمران نے بڑے بااعتماد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف اور اس وقت یہاں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے" پوچھنے والے نے بڑے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" کیوں ——— کیا سیکرٹ سروس کے چیف کے لئے کوئی خاص وقت مقرر ہوتا ہے" عمران نے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آپ نے یہاں آنے سے پہلے اطلاع کیوں نہیں دی۔" اس آدمی نے اس بار تلخ لہجے میں کہا۔

" یہ ہمارا ملک ہے ——— ہم جس وقت چاہیں یہاں آ سکتے ہیں۔ تم کون ہو ہمیں روکنے والے" عمران کا لہجہ اب غصیلا ہوتا جا رہا ہے۔

" ٹھہریں ——— مجھے پہلے پوچھنے دیجئے۔ اگر آپ واقعی سیکرٹ سروس کے آدمی ہیں تو ہم خود آپ کو وہاں تک پہنچا دیں گے جہاں آپ جانا چاہتے ہیں۔ ورنہ آپ کی لاشیں بھی یہاں سے آگے نہ جا سکیں گی۔" اس آدمی نے سخت لہجے میں کہا۔ اور پھر دو قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

اس نے مشین گن ایک طرف رکھی اور پھر بیلٹ کے ساتھ لٹکا ہوا ٹرانسمیٹر باہر نکالنے لگا۔

کیپٹن شکیل اور صفدر نے معنی خیز نظروں سے عمران کی طرف دیکھا کیونکہ اب موقع تھا ان پر قابو پانے کا۔ لیکن عمران نے آنکھ کے اشارے سے انہیں منع کر دیا۔

" ہیلو ——— ہیلو ——— ہیکنگ پارٹی تھرٹی ون کالنگ باس ——— اوور" ٹرانسمیٹر آن کرتے ہی اس گروپ کے انچارج نے بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کیا۔

"یس ـــ باس سپیکنگ ـــ اوور" دوسری طرف سے
ایک کرخت اور بھاری آواز سنائی دی۔ اور عمران فوراً ہی وہ آواز
پہچان گیا۔
یہ وہی شخص تھا جس نے مین چیکنگ اسٹیشن میں اس سے بات کی تھی۔
اور اپنا نام بلیکی بتایا تھا۔
"باس ـــ شہر کی طرف سے چار افراد پیدل چلتے ہوئے پہاڑیوں
کی طرف آئے ہیں۔ وہ مقامی افراد لگتے ہیں۔ ہم نے انہیں کور کیا ہے تو ان
میں سے ایک اپنے آپ کو سیکرٹ سروس کا چیف شاگل بتاتا ہے۔ اور
شاید آپ سے ملنے کے لئے آیا ہے۔ میں نے سوچا کہ پہلے آپ سے بات
کر لوں ـــ اوور" اس آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا
"سیکرٹ سروس کا چیف شاگل اور یہاں ـــ مگر اس نے یہاں
آنے سے پہلے کوئی اطلاع نہیں دی" بلیکی کے لہجے میں حیرت اور بے یقینی
تھی۔
"یہ بات میں نے پوچھی تھی باس۔ مگر وہ مجھ سے ناراض ہونے لگا کہ یہ ہمارا
ملک ہے۔ ہمیں اطلاع دے کر آنے کی کیا ضرورت ہے ـــ اوور"
"اوہ ـــ کتنے آدمی ہیں وہ ـــ اوور" بلیکی نے پوچھا۔
"کل چار افراد ہیں جناب ـــ اوور" انچارج نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔
"اوکے ـــ تم انہیں وہیں روکو ـــ میں خود وہیں آ رہا ہوں۔
اگر وہ کسی قسم کی بھی غلط حرکت کریں تو بے شک گولی مار دینا ـــ اوور"
بلیکی نے کہا۔ اور عمران اس کی ذہانت کی داد دینے لگا کہ وہ انہیں

اپنے پاس بلانے کا رسک اٹھانے کی بجائے خود وہیں آ رہا تھا
"ٹھیک ہے جناب ـــ اوور" انچارج نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔ اور پھر دوسری طرف سے اوور اینڈ آل سنتے ہی اس نے ٹرانسمیٹر
آف کر دیا۔
"اب ہم ہاتھ بھی نیچے کر سکتے ہیں یا نہیں" عمران نے اس کے ٹرانسمیٹر
آف کرتے ہی تلخ لہجے میں کہا۔
"نہیں ـــ جب تک باس نہ آ جائے ـــ تمہیں ایسا کرنے کی
اجازت نہیں دی جا سکتی" انچارج نے سخت لہجے میں کہا۔
"کتنی دیر لگے گی تمہارے باس کو یہاں آنے میں" عمران نے کرخت
لہجے میں کہا۔
"دس پندرہ منٹ تو لگ ہی جائیں گے" انچارج نے جواب دیا۔
"کافی وقت ہے"
عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھی یہ الفاظ سنتے ہی چوکنا ہو گئے۔ کیونکہ
عمران کے یہ الفاظ بتا رہے تھے کہ وہ ایکشن میں آنے کا فیصلہ کر چکا ہے۔
اسی لمحے عمران نے سر پر ہاتھ رکھا اور پھر اٹھا لیا۔
"ادھر میرے پاس آؤ ـــ میری جیب سے ایک کارڈ نکال لو۔ میں
نہیں چاہتا کہ میں تمہارے باس کے سامنے ہاتھ جیب میں ڈالوں اور وہ بھڑک
اٹھے" عمران نے انچارج سے کہا۔
اور انچارج سر ہلاتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔ اور پھر جیسے ہی وہ عمران
کے قریب آیا۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے حرکت کی۔ اور دوسرے لمحے انچارج
اچھل کر سر کے بل زمین پر جا گرا۔ جبکہ اس کی مشین گن اب عمران کے ہاتھوں میں

تھی۔ عمران کے ساتھی تو پہلے ہی ایکشن میں آنے کے لئے تیار تھے جبکہ انچارج کے ساتھی اب قدرے اطمینان کی حالت میں کھڑے تھے۔ اس لئے وہ مار کھا گئے۔ جب تک وہ صورت حال کو سمجھتے۔ وہ زمین چاٹ رہے تھے اور ان کی مشین گنیں عمران کے ساتھیوں کے ہاتھوں میں پہنچ چکی تھیں۔

اور پھر عمران کی مشین گن کی تڑتڑاہٹ گونج اٹھی اور ایک ہی سرکل میں اس نے پانچوں افراد کے جسم گولیوں سے چھلنی کر ڈالے اور زمین سے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے وہ گولیوں سے چھلنی ہو کر دوبارہ زمین پر گر کر تڑپنے لگے۔

"آؤ ——— ادھر جھاڑیوں میں چھپ جاؤ" عمران نے ان کے ختم ہوتے ہی چیخ کر کہا اور وہ سب دوڑتے ہوئے دائیں طرف موجود بڑی بڑی جھاڑیوں میں چھپتے چلے گئے۔

مشین گن کی گولیوں نے خاصی گونج پیدا کر دی تھی لیکن ان کا کہیں سے کوئی ردعمل سنائی نہ دیا۔ شاید یہ ٹولی ادھر اکیلی ہی تھی۔ اور اس پہاڑی کے قریب کوئی اور آدمی موجود نہ تھا۔ ورنہ گولیوں کے ردعمل میں کوئی نہ کوئی آواز ضرور سنائی دے جاتی۔ عمران ردعمل نہ دیکھ کر اور زیادہ مطمئن ہو گیا۔

تقریباً دس منٹ بعد اوپر پہاڑی پر سے روشنی سی چمکی اور ساتھ ہی ایک گونجتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"الیون تھرٹی ——— کیا صورت حال ہے" یہ آواز بیلکی کی تھی۔ وہ شاید نیچے آنے سے پہلے صورت حال کا پتہ کرنا چاہتا تھا۔

"ادکے ——— باس" ——— عمران نے انچارج کی آواز میں جھاڑی سے باہر نکل کر زور سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور دوسرے لمحے ٹارچ کی روشنی تیزی سے نیچے آنی شروع ہو گئی۔

جس جگہ بیلکی کے ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں وہاں چونکہ بڑی بڑی جھاڑیاں تھیں۔ اس لئے عمران کو یقین تھا کہ اوپر سے وہ انہیں چیک نہ کر سکیں گے

چند لمحوں بعد اس نے چار افراد کو پہاڑی سے نیچے اترتے ہوئے دیکھا ان میں سے ایک کے ہاتھ میں ٹارچ تھی جبکہ تین اس کے پیچھے تھے۔

"کہاں ہیں وہ لوگ" ——— بیلکی نے نیچے آتے ہوئے پوچھا۔

"ان جھاڑیوں میں پڑے ہوئے ہیں باس" ——— عمران نے جواب دیا۔ اس نے ان جھاڑیوں کی طرف اشارہ کیا تھا۔ جدھر اس کے ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔

"جھاڑیوں میں ——— کیا مطلب" بیلکی نے قریب آتے ہوئے پوچھا۔

"ان کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں ——— آپ نے فائرنگ کی آوازیں نہیں سنیں تو میں کیا کروں" اس بار عمران نے اصل لہجے میں کہا۔

اور بیلکی اور اس کے ساتھی اس کا بدلا ہوا لہجہ سن کر تیزی سے ٹھٹھکے مگر دوسرے لمحے ان کے ہاتھ خود بخود تیزی سے اٹھتے چلے گئے کیونکہ عمران کے ساتھی مشین گنوں سمیت اچانک باہر آ گئے تھے۔

ظاہر ہے اتنی مشین گنوں کے مقابلے میں ان کے لئے عقلمندی اسی بات میں تھی کہ وہ ہاتھ اٹھا دیتے۔

"تم کون ہو" ——— بیلکی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"گھبراؤ نہیں ——— میں شاگل ہوں ——— کافرستانی سیکرٹ سروس کا چیف ——— تمہارے ساتھیوں نے ہمیں ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی اس لئے انہیں ہلاک ہونا پڑا" عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــــــ لیکن اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ تم واقعی شاگل ہو، دشمن کے ایجنٹ نہیں ہو" بلیکی نے ایک طویل سانس لے کر اپنے ہاتھ پیچھے کرتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں شکوک کا عنصر موجود تھا۔

"ثبوت یہ ہے کہ تمہارے چیف کرنل ڈیوڈ نے مجھے ٹرانسمیٹر کال کی تھی۔ اور اسی کال کی وجہ سے میں یہاں راک پور پہنچا تھا۔ میں نے کرنل ڈیوڈ سے بات کرنی ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری کے لئے مشورہ کرنا ہے۔ اور کرنل ڈیوڈ نے مجھے اپنی فریکوئنسی نہیں بتائی تھی۔ اس لئے مجھے خود یہاں آنا پڑا"

عمران نے کہا۔ اس نے ناٹران کی بتائی ہوئی اطلاع کو بطور ثبوت پیش کرنے کی کوشش کی تھی۔

"اوہ ـــــ ٹھیک ہے ـــــ اب مجھے یقین آگیا ہے لیکن تمہیں ہمارے ساتھیوں کو ہلاک نہ کرنا چاہیئے تھا۔" بلیکی نے قدرے مطمئن لہجے میں کہا۔

"تو تمہارا مطلب ہے ان کے ہاتھوں خود ہلاک ہو جاتا۔" عمران نے جواب میں طنزیہ انداز اختیار کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے ـــــ کرنل تو واپس چلے گئے ہیں۔ آپ کیا مشورہ کرنا چاہتے ہیں، میرا نام بلیکی ہے اور میں یہاں کا انچارج ہوں۔ میرا تعلق جی پی فائیو سے ہے" بلیکی نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہمیں اطلاع ملی ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی پہاڑیوں پر ریڈ کرنے کے لئے شہر سے نکل چکے ہیں۔ میں چونکہ عمران کے حربوں سے اچھی طرح واقف ہوں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ میں آپ کے ہیڈ کوارٹر میں

موجود رہوں تاکہ عمران کے سلسلے میں آپ کو بہتر طور پر گائیڈ کیا جا سکے" عمران نے کہا۔

"سوری چیف ـــــ آپ چاہے مقامی سیکرٹ سروس کے چیف ہی کیوں نہ ہوں لیکن ہم آپ کو ہیڈ کوارٹر تک نہیں لے جا سکتے" بلیکی نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ آپ کے ساتھی بھی آپ ہی کی طرح جی پی فائیو کے ممبر ہیں۔ کیا نام ہیں ان کے" عمران نے فوراً ہی موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ یہ میرے ساتھی ہیں۔ راجر، آرتھر اور مائک ـــــ کیوں آپ کیوں پوچھ رہے ہیں" بلیکی نے پوچھا۔

"بس ویسے ہی ـــــ بہرحال میرا کام آپ کو اطلاع دینا تھا۔ اگر آپ نہیں چاہتے کہ ہم آپ کو گائیڈ کریں تو آپ کی مرضی۔ آپ جانیں اور آپ کا کیمپ ویسے اگر عمران اور اس کے ساتھیوں نے آپ کا نقصان کر دیا تو میرا ذمہ نہ ہوگا" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی بات کرنل ڈیوڈ سے ٹرانسمیٹر پر کروا دیتا ہوں لیکن اس کے لئے آپ کو ہمارے لنکنگ اسٹیشن تک چلنا ہوگا۔ اگر باس نے اجازت دے دی تب بے شک آپ ہمارے ساتھ رہیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔" بلیکی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا" عمران نے فوراً ہی رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

"تو آئیے میرے ساتھ" ـــــ بلیکی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ واپس مڑ کر پہاڑی پر چڑھنے لگا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے چل پڑے۔

عمران اور اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے چل پڑے۔

پہاڑی پر چڑھنے کے بعد وہ دوسری طرف نیچے اترنے لگے۔ اس طرف بڑے گھنے درخت تھے۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور آگے بڑھے ہوں گے کہ اچانک درختوں کی آڑ سے بہت سے افراد نکلے۔ اور جب تک عمران اور اس کے ساتھی سنبھلتے، ان کے ہاتھوں سے مشین گنیں نکلتی چلی گئیں۔ اور نہ صرف مشین گنیں ان کے ہاتھ سے نکل گئیں بلکہ اب وہ بیس کے قریب مشین گنوں کے گھیرے میں تھے۔

"خبردار ——— اگر کوئی غلط حرکت کی تو گولی مار دوں گا" بلیکی نے چیختے ہوئے کہا۔

"تمہیں ہمارے ساتھ اس قسم کا سلوک کر کے پچھتانا پڑے گا ——— سمجھے"
عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"بکواس مت کرو ——— میں نے شاگل سے بات کر لی ہے۔ میں وہاں صرف اس لئے خاموش رہا کہ تمہارے پاس مشین گنیں تھیں۔ ورنہ وہیں ڈھیر کر دیتا" بلیکی نے چیختے ہوئے کہا۔

اور عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا ظاہر ہے اس کی ساری گیم ہی الٹ گئی تھی۔

"انہیں گولیوں سے بھون ڈالو۔ بعد میں ان کی تفتیش کرتے رہیں گے" اچانک بلیکی نے اپنے آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

مگر اس سے پہلے کہ اس کے آدمی اس کے حکم پر عمل کرتے، اچانک ساتھ والی پہاڑی گولیوں اور خوفناک دھماکوں سے گونج اٹھی۔ اور وہ سب دھماکے سنتے ہی بری طرح اچھلے اور پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کو موقع مل گیا۔

چنانچہ انہوں نے بیک وقت چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے وہ سب ان میں سے ایک ایک آدمی کو لیتے ہوئے پہاڑی ڈھلوان پر گرتے چلے گئے۔ چونکہ ان کا ایک ایک آدمی ساتھ تھا۔ اس لئے باقی سب لوگ ان پر فائر نہ کر سکے اور پھر ذرا سا آگے جاتے ہی انہوں نے ان آدمیوں کو نیچے اچھال دیا اور خود اندھیرے میں تیزی سے جھاڑیوں میں گھستے چلے گئے۔

اب دوسری طرف سے دھماکوں کا شور اور زیادہ بلند ہو گیا تھا۔ اور پوری پہاڑیوں پر بھاگ دوڑ شروع ہو گئی۔

عمران سمجھ گیا کہ جولیا نے اپنے وقت کے مطابق طے شدہ منصوبے کا آغاز کر دیا ہے۔ اور طے شدہ منصوبے کے مطابق انہوں نے صرف دس منٹ تک یہ فائرنگ کرنی تھی۔

عمران نے دور مار کاربینوں کی مدد سے اس فائرنگ کا منصوبہ بنایا تھا۔ ان کاربینوں کی مدد سے جولیا اور اس کے ساتھی دو ہزار گز دور سے فائرنگ کر سکتے تھے۔ اس طرح وہ خود بھی واپسی فائرنگ سے بچ جاتے۔

بھگدڑ مچتے ہی عمران اور اس کے ساتھی تیزی سے نقشے کے مطابق آگے بڑھنا شروع ہو گئے۔ فائرنگ بے حد شدید تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے پہاڑیاں ایک دھماکے سے اڑ جائیں گی۔ لیکن عمران اور اس کے ساتھی تیزی سے رینگتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔

گھپ اندھیرے میں فائرنگ کی روشنیاں یوں چمک رہی تھیں جیسے بادلوں میں بجلیاں چمک رہی ہوں۔ اور اسی معمولی سی روشنی میں وہ بلیکی کے ساتھیوں سے بچتے بچاتے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔

ان کا ٹارگٹ سامنے والی پہاڑی کی دوسری طرف تھا کہ اچانک ان کے

سروں پر تیز روشنی چمکی۔ انہیں ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے ان
کے عین سروں پر سورج طلوع ہو گیا ہو۔ اور دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکہ
ان کے قریب ہی ہوا۔ اور پھر اس خوفناک دھماکے کے ساتھ ہی پتھروں کی
بارش سی ہوئی اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایک لمحے کے لئے
یہی محسوس ہوا جیسے سالم پہاڑی اڑ کر ان کے جسموں پر آگری ہو۔ اور اس کے
بعد ان کے ذہنوں پر تاریکی کا پردہ پھیلتا چلا گیا۔

ان کے جسم درختوں اور بھاری پتھروں کی بارش کی زد میں آ گئے تھے۔ اور
یہ شاید پاکیشیا سیکرٹ سروس کی تاریخ کا بدقسمت ترین لمحہ تھا کہ عمران کے
ساتھ ساتھ اس کے دو بہترین ایجنٹ پتھروں میں دفن ہو گئے تھے۔ کیونکہ ظاہر ہے
اس قدر خوفناک اور طاقتور میزائل جولیا اور اس کا گروپ ہی چلا رہا تھا۔

اور یقیناً جب جولیا اور اس کے ساتھیوں کو پتہ چلے گا کہ ان کے چلائے ہوئے
میزائل نے عمران، صفدر، کیپٹن شکیل اور جوانا کا یہ حشر کیا ہے تو ان کے پاس
سوائے خودکشی کے اور کوئی چارہ کار باقی نہیں رہے گا۔

جولیا اپنے گروپ کے ساتھ راگ پور شہر سے نکل کر ایک لمبا
چکر کاٹ کر پہاڑوں کی دوسری سمت پہنچ گئی۔ ان سب نے اپنے کاندھوں
پر بڑے بڑے تھیلے اٹھائے ہوئے تھے۔

ان تھیلوں میں میزائل، کاربین لانچر کے پارٹس اور طاقتور ترین بم تھے
اور کوٹوں کے اندر انہوں نے دور مار مشین گنیں چھپائی ہوئی تھیں۔

اندھیرے میں رینگتے ہوئے وہ آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے کہ اچانک
انہیں پہاڑی کے اوپر کی طرف حرکت سی محسوس ہوئی اور وہ سب جھاڑیوں میں
دبک گئے۔

اسی لمحے چٹ کی آواز سنائی دی۔ اور پھر ایک شعلہ سا درختوں کے اندر
لپکا۔ اور پھر سگریٹ کا سرا جلنے لگا۔ ان سب کے لبوں پر طنزیہ سی مسکراہٹ
ابھر آئی۔ ایسے ماحول میں سگریٹ پینا شدید حماقت کی انتہا ہی ہوتی ہے اور یہ
حماقت ہو رہی تھی۔ اگر یہ سگریٹ نہ سلگایا جاتا تو شاید وہ سب انجانے میں

پھنس جاتے۔ لیکن اب وہ پوری طرح ہوشیار ہو چکے تھے۔

"میں اوپر جاتا ہوں مس جولیا" ——— تنویر نے رینگ کر جولیا کے قریب پہنچتے ہوئے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ——— تم اوپر جاؤ لیکن جذبات میں نہ آنا۔ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ وہاں کتنے لوگ موجود ہیں اور کہاں کہاں بکھرے ہوئے ہیں"۔ جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں مس ——— آپ بے فکر رہیں"۔ تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ تیزی سے رینگتا ہوا اوپر چڑھتا چلا گیا۔ حالانکہ وہ جھاڑیوں میں سے ہو کر گزر رہا تھا۔ لیکن اس کا انداز بہت محتاط تھا کہ اس کے گزرنے سے ہلکی سی سرسراہٹ بھی محسوس نہ ہو رہی تھی۔ باقی سب افراد سانس روکے ہوئے جھاڑیوں میں دبکے ہوئے تھے۔ انہیں تنویر کا سایہ اوپر جاتے ہوئے محسوس ہو رہا تھا۔

سگریٹ پینے والا شخص اسی طرح بڑے مطمئن انداز میں سگریٹ پی رہا تھا۔ اسے شاید اپنی طرف بڑھتے ہوئے خطرے کا ذرہ بھر بھی احساس نہ ہو رہا تھا۔

اور پھر تنویر اس کے قریب پہنچ کر رک گیا۔ اس کا ہاتھ ہلتا ہوا نظر آیا۔ اور دوسرے لمحے سگریٹ پینے والا چونک کر اٹھا۔

اس نے تیزی سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر تیزی سے ایک طرف بھاگتا چلا گیا۔ اب وہ ان کی نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا۔ وہ سب خاموش پڑے ہوئے تھے۔

مگر چند لمحوں بعد وہ سب بڑی طرح چونک پڑے کیونکہ انہوں نے

پہاڑی کے اوپر کسی کے گرنے کی آواز سنائی دی تھی۔ اس کے بعد انہیں یوں محسوس ہوا جیسے دو افراد آپس میں لڑ رہے ہوں۔ جولیا نے تیزی سے ہاتھ ہلایا اور سب پھرتی سے رینگتے ہوئے اوپر چڑھتے چلے گئے۔

اب پہاڑی کے اوپر سکوت چھا گیا تھا۔ اور پھر پنسل ٹارچ جلی اور مسلسل جلنے لگی۔ یہ تنویر تھا جو اوپر صورت حال اپنے کنٹرول میں ہونے کا اشارہ کر رہا تھا۔

یہ اشارہ ملتے ہی وہ اٹھے اور پھر تیزی سے اوپر چڑھتے چلے گئے۔

"یہاں صرف یہی ایک شخص تھا۔ اس کی میں نے کمر توڑ دی ہے"۔ تنویر نے ان کے اوپر پہنچتے ہی بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"میں نے تمہیں جذبات میں نہ آنے کے لئے کہا تھا۔ اگر یہ زندہ ہوتا تو اس سے پوچھ گچھ ہو سکتی تھی"۔ جولیا نے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور تنویر بس سر جھکا کر رہ گیا۔

ظاہر ہے، تنویر کی فطرت ہی ایسی تھی کہ وہ مار دھاڑ میں ہی سکون ڈھونڈتا تھا۔

"چاروں طرف پھیل جائیں اور دیکھیں کہ کہیں ان کی کوئی اور چوکی تو نہیں ہمیں سامنے والی پہاڑی کی دوسری طرف پہنچنا ہے۔ وہاں سے ہم نے ٹارگٹ میزائل پھینکنے ہیں"۔ جولیا نے ان سب کو فوجی سپہ سالار کے سے انداز میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ اور وہ سب تیزی سے اِدھر اُدھر پھیلتے چلے گئے۔

جولیا تنویر کو اپنے ہمراہ لے کر تیزی سے آگے بڑھی۔ ابھی وہ ذرا سا ہی آگے بڑھے ہوں گے کہ اچانک ٹھٹھک کر رک گئے۔ انہوں نے ایک

جھاڑی کی آڑ میں حرکت محسوس کی تھی۔

جولیا نے تنویر کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا اور خود تیزی سے اس جھاڑی کی طرف رینگتی چلی گئی۔ جھاڑی کے قریب پہنچتے ہی وہ رک گئی پھر زیادہ احتیاط سے آگے بڑھنے لگی۔

مگر ابھی وہ صرف دو فٹ ہی آگے بڑھی تھی کہ اچانک کسی نے جھاڑی میں سے اس پر چھلانگ لگائی۔ ایک بھاری بھر کم سا سایہ اس پر چھاتا چلا گیا مگر جولیا نے انتہائی پھرتی سے کروٹ بدلی اور اس پر حملہ کرنے والا شخص منہ کے بل زمین پر گرتا چلا گیا۔

یہ ایک طویل القامت اور خاصا بھاری شخص تھا۔ نیچے گرتے ہی اس نے بھی تیزی سے کروٹ بدلی اور ایک بار پھر جولیا پر حملہ کرنا چاہا مگر اتنی دیر میں تنویر تیزی سے دوڑتا ہوا ان کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ شخص سنبھلتا تنویر اس پر جا گرا۔ اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ اور وہ آدمی کسی سانپ کی طرح لہرا گیا۔

اسی لمحے جولیا نے بھی اچھل کر اس کے سینے پر فلائنگ کک لگائی اور وہ شخص زمین پر گر کر بری طرح تڑپنے لگا۔ اور چند لمحوں بعد ہی وہ بے حس و حرکت ہو گیا۔

"اس کی تلاشی لو تنویر" ——— جولیا نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور تنویر نے پھرتی سے اس کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ اور چند لمحوں بعد وہ اس کی جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

"اسے چٹان کی آڑ میں لے آؤ۔ میں اس سے پوچھ گچھ کرنا چاہتی ہوں۔ مگر اس کی آواز بلند نہ ہونی چاہیے۔" جولیا نے کہا اور تنویر سر ہلاتے ہوئے

اس آدمی کو بازو سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا ایک بڑی چٹان کی آڑ میں لیتا چلا گیا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ ——— لیکن یہ بھاگ نہ سکے۔"

جولیا نے کہا اور تنویر نے اپنے تھیلے میں ہاتھ ڈال کر رسی کا گچھا نکالا اور اس کے بازو پشت پر کر کے باندھ دیئے اور ساتھ ہی اس کے پیر بھی اسی رسی سے باندھ دیئے۔ اس کے بعد اس نے پوری قوت سے اس کے گالوں پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔

چند ہی لمحوں بعد ایک کراہ کے ساتھ اس آدمی نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے ہوش میں آتے ہی تنویر نے بڑی پھرتی سے اس کی گردن پکڑی اور اس کا انگوٹھا اس آدمی کے نرخرے پر جم گیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے انگوٹھے کو دبانا شروع کر دیا۔

اس آدمی کے حلق سے بھینچی بھینچی سی کراہیں نکلنے لگیں یوں لگ رہا تھا جیسے وہ چند لمحوں بعد ہی دم توڑ دے گا۔

"اگر تم نے آواز بلند کرنے کی کوشش کی تو ایک لمحے میں نرخرہ کاٹ دوں گا۔" تنویر نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نرخرے پر انگوٹھے کا دباؤ بڑھا دیا۔

"اس پہاڑی پر تمہارے اور کتنے ساتھی موجود ہیں۔" جولیا نے جھک کر تیز لہجے میں سوال کیا اور تنویر نے نرخرے پر انگوٹھے کا دباؤ ڈھیلا چھوڑ دیا۔

انگوٹھے کا دباؤ پڑتے ہی وہ آدمی بری طرح پھڑکا اور پھر دباؤ کم ہونے پر اس کے منہ سے بھینچی بھینچی سی آواز نکلی۔

"اوپر نمبر الیون اور نیچے میں ——— سامنے والی پہاڑی پر نمبر تھرٹین ہے۔"

اس آدمی نے کراہتے ہوئے جواب دیا۔

" تمہارا نمبر کیا ہے" ——— جولیا نے پوچھا۔

" بارہ " ——— اس آدمی نے کراہتے ہوئے جواب دیا۔

" خفیہ اڈہ یہاں سے کتنی دور ہے"۔ جولیا نے پوچھا۔

مگر اس آدمی نے یہ سنتے ہی جبڑے بھینچ لئے۔ مگر اسی لمحے تنویر نے اس کے نرخرے پر زور سے جھٹکا دیا اور اس بار شاید دباؤ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی پڑ گیا تھا۔ کیونکہ وہ شخص بری طرح تڑپا اور پھر اس کے منہ اور ناک سے خون فوارے کی طرح ابل پڑا۔

دوسرے لمحے اس کی گردن ڈھلک گئی۔ تنویر نے اس کا نرخرہ ہی توڑ دیا تھا

" اوہ ——— تنویر ذرا اپنی طاقت کو کنڑول میں رکھا کرو"

جولیا نے جھلا کر کہا اور تنویر کے لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ پھیلتی چلی گئی۔

جولیا کا یہ فقرہ اس کی طاقت کے لئے بھرپور خراج تحسین کا درجہ رکھتا تھا اور شاید لاشعوری طور پر تنویر جولیا کے سامنے اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنا چاہتا تھا۔

" آئی ایم ساری مس جولیا ——— مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ شخص اتنا ہی بودا نکلے گا"۔ تنویر نے دھیمے لہجے میں کہا۔ اور جولیا پلٹ کر پہاڑی کی طرف چلنے لگی۔ ظاہر ہے تنویر نے بھی اس کی پیروی کرنی تھی۔

اور پھر چند لمحوں بعد وہ دوسری پہاڑی پر پہنچ گئے۔ جہاں جوزف نے ایک اور آدمی کی گردن توڑ رکھی تھی۔ یہ شاید نمبر تھرٹین تھا۔

" مس ——— یہ مر گیا ——— میں نے تو بس اس کی گردن ہی مروڑی تھی"

جوزف نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور جولیا اس کی اس معصومیت پر مسکرا دی۔

" کوئی بات نہیں ——— بس ہم اپنے ٹارگٹ پر پہنچ گئے ہیں" جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور تنویر نے غصے سے پیر پٹخا۔

اسے غصہ اس بات پر آیا تھا کہ جب اس نے طاقت کا مظاہرہ کیا تو جولیا نے اسے ڈانٹ دیا تھا مگر اب جوزف کے معاملے میں اس نے کوئی غصہ ہی نہ دکھایا۔

تھوڑی دیر بعد سب ساتھی وہاں اکٹھے ہو گئے۔ نائران پہاڑی کے نیچے پہرے پر تھا۔ جبکہ فیصل جان کو وہ پروگرام کے مطابق پچھلی پہاڑی کی چوٹی پر چھوڑ آئے تھے۔ اور صدیقی نیچے تھا۔ اس طرح وہ نگرانی کے ساتھ ساتھ پیچھے سے حملہ کرنے والوں سے بھی نپٹ سکتے تھے۔

جولیا نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھا۔ عمران کے ساتھ ان کا وقت طے ہو چکا تھا۔ اور اب اس طے شدہ وقت میں صرف پانچ منٹ باقی رہ گئے تھے۔

" میرا خیال ہے عمران کے ساتھ ٹرانسمیٹر پر بات کر لی جائے۔ ہو سکتا ہے وہ کسی مشکل کی وجہ سے ٹارگٹ کے قریب نہ پہنچ سکا ہو اور ہماری ہی فائرنگ ان کے لئے خطرہ بن جائے"

جولیا نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

" میرے خیال میں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ جب ایک بات طے ہو گئی ہے تو پھر اس میں مزید الجھنیں نہ ڈالی جائیں تو بہتر ہے"۔ تنویر نے فوراً ہی جولیا کے خیال کی مخالفت کرتے ہوئے کہا۔

" تنویر درست کہہ رہا ہے"۔ ہو سکتا ہے وہ کسی ایسی سچویشن سے دوچار ہوں جہاں ہماری کال ان کے لئے مصیبت بن جائے۔" نعمانی نے تنویر کی

حمایت کرتے ہوئے کہا اور جولیا مجبوراً سر ہلا کر خاموش ہو گئی۔

"اچھا پھر کاربینیں نکال کر فٹ کر لو ——— ٹارگٹ سامنے والی پہاڑیوں کا درمیانی علاقہ ہے۔ ایک بار فائرنگ آن ہونے کے بعد اس وقت تک فائر نہ روکا جائے جب تک تمام میگزین ختم نہ ہو جائے۔ میگزین ختم ہوتے ہی ہمیں تیزی سے واپس لوٹنا ہو گا ——— ہر ممکن تیزی سے" جولیا نے باقاعدہ ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ اور ان سب نے سر ہلا دیئے۔

پھر انہوں نے پشت پر لدے ہوئے تھیلے نیچے اتارے اور پھر ان کے ہاتھ تیزی سے مصروف ہوتے چلے گئے۔

جولیا کی نظریں گھڑی پر جمی ہوئی تھیں۔

چند لمحوں بعد اس نے تیزی سے ہاتھ ہلایا اور دوسرے لمحے سب کی کاربینیں فائرنگ میں مصروف ہو گئیں۔ اور طاقتور اور خوفناک میزائلوں کی سامنے والی پہاڑیوں پر بے دریغ بارش شروع ہو گئی۔ پہاڑیوں پر چھایا ہوا سکوت درہم برہم ہو گیا۔ اور بموں کے دھماکوں سے پہاڑی کی زمین لرزنے لگی۔

وہ انتہائی تیز رفتاری سے میزائل برساتے چلے جا رہے تھے اور پھر میزائلوں کے ختم ہوتے ہی انہوں نے مشین گنیں سنبھالیں اور اسی لمحے جولیا کے اشارے پر وہ گولیوں کی بارش برساتے ہوئے تیزی سے واپس ہٹتے چلے گئے۔

پہاڑیوں پر سیٹیاں، فائرنگ اور بھاگ دوڑ کی آوازوں کے ساتھ ساتھ انسانی چیخیں بھی گونج رہی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک بار پھر پہلے والی پہاڑی کے دامن میں پہنچ

گئے۔ اور اس کے بعد پروگرام کے مطابق وہ تیزی سے دوڑتے ہوئے راگ پور شہر کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

ان کا پروگرام یہی تھا کہ واپس کوٹھی میں پہنچنے کے بعد وہ عمران کی طرف سے ٹرانسمیٹر کال کا انتظار کریں گے۔ اور پھر عمران کی ہدایات کے مطابق مزید اقدامات کریں گے۔

لیکن انہیں یہ احساس نہ ہو سکا کہ ان کے میزائلوں نے وہاں خود عمران اور اس کے ساتھیوں پر کیا قیامت توڑ دی ہے۔ وہ تو سمجھ رہے تھے کہ انہوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھرپور کورج دی ہے تاکہ وہ اڈے میں آسانی سے داخل ہو سکیں۔

شاگل نے اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچتے ہی سب سے پہلے کار کے وہ نمبر چیک کرائے جو اسے نوجوان نے لکھائے تھے۔ اس کا خیال تھا کہ ان نمبروں کے اسم کلیو مل جانے کی وجہ سے وہ بڑی آسانی سے عمران کے ٹھکانے کو دریافت کرے گا۔ مگر چند ہی لمحوں بعد جب اسے یہ بتایا گیا کہ یہ نمبر اسی کار کے ہیں جس پر وہ خود سوار ہے تو ایک لمحے کے لیے وہ حیرت سے بت بنا رہ گیا۔

مگر دوسرے لمحے غصے اور ندامت سے اس کا چہرہ بڑی طرح بگڑ گیا۔ اب اسے نوجوان کے ساتھ ہونے والی تمام گفتگو یاد آ رہی تھی۔ اور پھر غصے کی انتہا پر وہ اپنے ہی بال نوچنے لگا۔

اب وہ سارا کھیل سمجھ گیا تھا۔ وہ نوجوان خود علی عمران تھا۔ اور اس نے شاگل کو جی بھر کر بے وقوف بنایا تھا۔ اس نے اپنا اصل نام بھی بتا دیا تھا اور اس کی کار کے نمبر اور رنگ بھی بتا دیا تھا۔ مگر شاگل اس بات کو نہ سمجھ سکا۔

اب وہ بار بار مٹھیاں بھینچ رہا تھا کہ کاش اسے اس وقت ذرا سا بھی شبہ ہو

جاتا تو وہ اسے ایک لمحے میں گولیوں سے چھلنی کر دیتا۔ مگر اب وقت ہاتھ سے نکل چکا تھا اور اب سوائے جھلانے کے اور کچھ نہ ہو سکتا تھا۔

ابھی وہ غصے کی شدت سے اپنے ہی بال نوچنے میں مصروف تھا کہ ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا اور شاگل نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

" شاگل سپیکنگ —— اوور"۔ شاگل کا لہجہ بے حد بگڑا ہوا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ ابھی ٹرانسمیٹر کو ٹکر مار دے گا۔

" امر سنگھ بول رہا ہوں باس —— اوور"۔ دوسری طرف سے امر سنگھ کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔ وہ شاید شاگل کے بات کرنے کے انداز اور اس کے لہجے سے ہی خوفزدہ ہو گیا تھا۔

" صرف بولتے ہی رہو گے الو کے پٹھے یا کچھ کرو گے بھی سہی —— اوور"۔ شاگل نے غصے کی شدت میں گالی دیتے ہوئے کہا۔

" باس —— میں نے وہ کوٹھی دریافت کر لی ہے جس میں عمران اور اس کے ساتھی تھوڑی دیر پہلے موجود تھے۔ اس کوٹھی میں سے وہ لباس بھی برآمد ہوئے ہیں۔ جو پہاڑوں پر استعمال ہوتے ہیں —— اوور"۔ امر سنگھ نے اسی طرح سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اوہ —— تو کیا یہ کوٹھی خالی پڑی ہوئی ہے —— اوور"۔ شاگل نے اپنے غصے کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں —— خالی پڑی ہوئی ہے۔ مگر اس میں موجود سامان سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ لوگ واپس ضرور آئیں گے —— اوور"۔ امر سنگھ نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے —— یہ اہم دریافت ہے —— تم ایسا کرو کہ اس

کو بالکل نہ چھیڑو اور اس کوٹھی کی خفیہ نگرانی کرو —— جیسے ہی وہ لوگ واپس آئیں، مجھے اطلاع کر دینا —— اوور"
شاگل نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔
"بہتر جناب —— ایسا ہی ہوگا —— اوور" امر سنگھ نے جواب دیا۔ اب اس کے لہجے میں اعتماد کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔
"سنو —— اس بار میں کوئی کوتاہی برداشت نہیں کروں گا پہلے بھی تمہاری وجہ سے ہمارے بہت سے آدمی ضائع ہو گئے ہیں —— اوور"
شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔
"ٹھیک ہے باس —— اس بار میں بہت محتاط رہوں گا۔ اوور"
امر سنگھ نے جواب دیا۔ اور شاگل نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

وہ اب بیٹھا سوچ رہا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی آخر کہاں گئے ہوں گے۔ اور پھر خاصی دیر سوچ بچار کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ سوائے پہاڑیوں پر جانے کے ان کا اور کوئی ٹارگٹ نہیں ہو سکتا۔ لیکن اسے کرنل ڈیوڈ یا اس کے کسی آدمی کی فریکوئنسی معلوم نہ تھی۔ اس لئے وہ ان سے بات بھی نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے خاموش بیٹھا رہا۔
اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد ٹرانسمیٹر ایک بار پھر جاگ اٹھا اور شاگل نے چونک کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔
"ہیلو —— ہیلو —— دارالحکومت سے سرجیت کمار بول رہا ہوں"
ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔ اور شاگل یہ آواز سنتے ہی بری طرح چونک اٹھا۔ کیونکہ سرجیت کمار دارالحکومت میں اس کے مین ہیڈ کوارٹر

کا انچارج تھا۔ اس کی اچانک کال کسی نئے خطرے کا ہی پیش خیمہ ہو سکتی تھی۔
"یس —— شاگل سپیکنگ —— کیا بات ہے —— اوور"
شاگل نے چونکتے ہوئے کہا۔
"باس —— اسرائیلی سیکرٹ سروس جی پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ کے اسسٹنٹ بلیکی کی کال آئی ہے —— میں اسے آپ کے پاس ڈائریکٹ کر رہا ہوں —— اوور"
سرجیت کمار نے کہا اور شاگل نے اطمینان کا سانس لیا۔
"یس —— بات کراؤ —— میں اسی کال کے انتظار میں تھا" اور شاگل نے جواب دیا۔
ٹرانسمیٹر ایک لمحے کے لئے خاموش رہا اور پھر ایک اور بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ اور چند لمحوں بعد یہ بلب سبز ہو گیا۔
"ہیلو —— ہیلو —— بلیکی کالنگ چیف آف سیکرٹ سروس —— اوور"
ایک بھاری اور کرخت آواز سنائی دی۔
"یس —— چیف آف سیکرٹ سروس شاگل فرام دس اینڈ اوور"
شاگل نے لہجے کو باوقار بناتے ہوئے کہا۔
"میں زاگ پور پہاڑیوں سے کرنل ڈیوڈ کا اسسٹنٹ بول رہا ہوں۔ آپ خود مسٹر شاگل ہیں —— اوور" —— بلیکی نے کہا۔
"تو تمہارا کیا خیال ہے میں شاگل کا بھوت بول رہا ہوں —— اوور"
شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اسے بلیکی پر غصہ آ گیا تھا جو اس سے بات کرنے کے باوجود اس کے وجود کو تسلیم کرنے پر تیار نہ ہو رہا تھا۔

"سوری سر ——— میرا پوچھنے کا یہ مقصد نہ تھا کہ یہاں پہاڑیوں پہ چار افراد آئے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو مقامی سیکرٹ سروس کا چیف شاگل اور ان کے ساتھی بتا رہے ہیں ——— اوور"
بلیکی نے کہا۔

"اوہ ——— اوہ ——— یہ ضرور علی عمران اور اس کے ساتھی ہیں آپ انہیں فوراً گرفتار کر لیں ——— اوور" ——— شاگل نے چیختے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب ——— بس میں نے اسی تسلی کے لئے کال کی تھی اوور۔" بلیکی نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو مسٹر بلیکی ——— یہ لوگ انتہائی خطرناک اور عیار ہیں۔ آپ کو انتہائی احتیاط سے کام لینا ہوگا۔ ورنہ یہ پل بھر میں سچویشن بدل دینے پر بھی قادر ہیں۔ اگر آپ کہیں تو میں خود وہاں آجاؤں ——— اوور" شاگل نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں جناب ——— میرا تعلق جی پی فائیو سے ہے اور مجھے معلوم ہے کہ ان لوگوں پر کیسے قابو پایا جا سکتا ہے۔ میں انہیں ایسے کور کروں گا کہ یہ سانس بھی نہ لے سکیں گے، سچویشن بدلنا تو ایک طرف۔ مزید یہ کہ آپکے اس وقت یہاں آنے سے ہم الجھن میں پڑ جائیں گے۔ اوور"
بلیکی نے جواب دیا۔

"اوکے ——— پھر آپ محتاط رہیں اور میں آپ کو یہاں کی ڈائریکٹ فریکوئنسی بتا دیتا ہوں۔ آپ کسی بھی وقت ایمرجنسی میں مجھے کال کر سکتے ہیں ——— اوور"
شاگل نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ——— ایسا بہتر رہے گا ——— اوور"۔ دوسری طرف سے بلیکی نے رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

اور پھر شاگل نے اسے یہاں کی فریکوئنسی نوٹ کروا دی اور اس طرح انکی گفتگو ختم ہو گئی۔ مگر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کرتے ہی شاگل کو احساس ہوا کہ اس سے ایک بار پھر حماقت سرزد ہو گئی ہے۔ اس نے اپنی فریکوئنسی تو اسے بتا دی ہے لیکن اس کی فریکوئنسی پوچھنے کا اسے خیال ہی نہ رہا۔

وہ سوچنے لگا کہ نجانے کیا بات ہے۔ جب بھی عمران سے اس کا ٹکراؤ ہوتا ہے اس سے حماقتیں سرزد ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ شاید یہ عمران سے اس کا لاشعوری خوف تھا لیکن ظاہر ہے وہ اسے تسلیم تو نہ کر سکتا تھا۔

کال ختم ہونے کے بعد شاگل اٹھا اور اپنے دفتر میں پہنچ گیا۔ اسے شدید بھوک محسوس ہو رہی تھی۔ اور اس نے سوچا کہ اسے اب کھانا کھا لینا چاہیئے کیونکہ اسے یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی بلیکی کے بس کے نہیں ہیں انہوں نے ضرور وہاں ہنگامہ برپا کر دینا ہے اور اس کے بعد بلیکی کو اپنی مدد کے لئے اسے بلانا ہی پڑے گا۔ اور شاید پھر کھانا کھانے کا وقت ملے یا نہ ملے۔

چنانچہ اپنے مخصوص دفتر میں آکر اس نے ملازم کو کھانا لے آنے کا حکم دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے دفتر کی میز پر کھانا چن دیا گیا۔ اور شاگل کھانا کھانے میں مصروف ہو گیا۔

کھانا کھانے اور بعد میں چائے کی پیالی پینے کے بعد وہ پوری طرح تازہ دم ہو گیا۔ اور ابھی وہ اٹھ کر دوبارہ آپریشن روم میں جانے کا پروگرام بنا ہی رہا تھا کہ اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی اور شاگل نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ——— شاگل سپیکنگ" ——— شاگل نے کہا۔

"میں چیف آف پولیس راگ پور دلجیت بول رہا ہوں جناب"۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"اوہ ——— کیا بات ہے ——— کیسے فون کیا آپ نے"۔ شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب ——— راگ پور سے ملحقہ پہاڑیوں پر بموں کے خوفناک دھماکے سنائی دے رہے ہیں اور ساتھ ہی فائرنگ کی آوازیں بھی آ رہی ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے دو بڑی مجرم پارٹیاں ان پہاڑیوں پر آپس میں ٹکرا گئی ہیں۔ لیکن جناب ہمیں حکومت سے واضح ہدایات مل چکی ہیں کہ چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہو ہم نے ان پہاڑیوں کی طرف نہیں جانا ——— اس سلسلے میں میں نے سوچا کہ آپ سے بات کروں۔ کیونکہ آپ با اختیار افسر ہیں"۔ دلجیت نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا فائرنگ اور بموں کے دھماکے بہت زیادہ ہو رہے ہیں"۔ شاگل نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر ——— لیکن یہ فائرنگ اور دھماکے صرف پانچ منٹ تک جاری رہے ہیں۔ اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی ہے"۔ دلجیت نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— آپ اس سلسلے میں پریشان نہ ہوں۔ یہ ٹاپ سیکرٹ معاملہ ہے اور میں اسی سلسلے میں یہاں آیا ہوں ——— ہم خود اسے سنبھال لیں گے"۔ اس بار شاگل نے کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب ——— جیسا آپ کا حکم ——— ورنہ میں نے تو سوچا تھا کہ پولیس کی نفری لے کر وہاں جاؤں اور حالات معلوم کروں"۔ دلجیت نے جواب دیا۔

"آپ نے قطعاً اس معاملے میں مداخلت نہیں کرنی۔ اگر آپ یا آپ کے آدمیوں کی ضرورت پڑی تو میں آپ کو ہدایات دے دوں گا"۔ شاگل نے سخت لہجے میں کہا۔

"بہتر جناب ——— گڈ بائی"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

شاگل نے رسیور رکھا اور پھر اٹھ کر تیزی سے آپریشن روم میں آ گیا۔ اب تو اسے اپنی حماقت کا اور زیادہ احساس ہو رہا تھا۔ اگر اس نے بلیکی کی فریکوئنسی پوچھ لی ہوتی تو خود اسے کال کر کے صورت حال معلوم کر لیتا کہ وہاں کیا ہو رہا ہے لیکن اب وہ سوائے اس کی کال کا انتظار کرنے کے اور کچھ بھی نہ کر سکتا تھا۔ فائرنگ اور دھماکوں سے تو یہ بات صاف ظاہر تھی کہ یہ عمران کی پارٹی اور بلیکی کے آدمی ایک دوسرے سے کھلم کھلا ٹکرا گئے ہیں۔ نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ یہ اب بلیکی کی ذہانت اور اس کے آدمیوں کی کارکردگی پر منحصر تھا۔

فون کو آئے ہوئے تقریباً پون گھنٹہ ہو گیا تھا۔ اور شاگل کی بے چینی اب پورے عروج پر تھی کہ اچانک ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا اور شاگل نے انتہائی پھرتی سے اس کا بٹن آن کر دیا۔ اسے یقین تھا کہ کال بلیکی کی ہو گی۔ مگر دوسرے لمحے ٹرانسمیٹر پر امر سنگھ کی آواز سن کر وہ جھلا گیا۔

"اوہ ——— کیا بات ہے ——— اوور"۔ شاگل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"باس ——— میں اس کوٹھی کی نگرانی کر رہا ہوں۔ ابھی ابھی نو افراد جن میں ایک غیر ملکی عورت بھی شامل ہے واپس کوٹھی میں پہنچے ہیں۔ وہ بے حد تھکے ہوئے اور پریشان سے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کے کپڑوں کی حالت ایسی ہے

جیسے وہ جھاڑیوں میں رینگتے رہے ہوں یا زمین پر لیٹے رہے ہوں“ امر سنگھ نے جواب دیا۔

” اوہ —— یہ یقیناً عمران کے ساتھی ہوں گے۔ یہ پہاڑیوں پر ہنگامہ کر کے واپس آئے ہوں گے۔ پوری طرح ہوشیار رہو۔ میں وہاں پہنچ رہا ہوں۔ انہیں ہر حالت میں زندہ گرفتار کرنا ہے۔ کیا نمبر ہے ان کی کوٹھی کا —— اوور“۔ شاگل نے کہا۔

” کرشن پورہ کی کوٹھی نمبر چھتیس جناب —— اوور“۔ امر سنگھ نے جواب دیا۔

” او۔کے —— اوور اینڈ آل “ —— شاگل نے کہا۔ اور ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ اٹھا اور تیزی سے پورچ کی طرف بھاگتا چلا گیا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد انداز کا ناول

ٹاپ پرائز

مصنف:- مظہر کلیم ایم۔اے

• ۔ ٹاپ پرائز۔ دنیا کا سب سے بڑا انعام جو سائنس، طب اور ادب کی انقلابی ریسرچ پر دیا جاتا تھا۔

• ۔ ٹاپ پرائز۔ ایک ایسا بین الاقوامی انعام، جس کا حصول نہ صرف کسی سائنسدان بلکہ اس کے ملک کے لئے بھی انتہائی قابل فخر سمجھا جاتا ہے۔

• ۔ ٹاپ پرائز۔ جب پاکیشیا کے ایک سائنسدان کو دیا جانے لگا تو اس کے خلاف بین الاقوامی طور پر سازشوں کا آغاز ہو گیا ——— ؟

• ۔ ٹاپ پرائز۔ پاکیشیائی سائنسدان کو جب اس کے حق کے باوجود انعام سے محروم رکھنے کی سازش ہونے لگی تو عمران کو مجبوراً میدان عمل میں کودنا پڑا۔ اور پھر ایک منفرد اور تحیر خیز جدوجہد کا آغاز ہو گیا۔

• ۔ ٹرومین۔ جو اس خوفناک سازش کے خلاف عمران کے ساتھی کی حیثیت سے سامنے آیا اور پھر اپنے مخصوص انداز میں اس نے جب شروع کیا تو ——— ؟

• ۔ کوسٹاتن۔ ولیسٹرن کارمن کی سیکورٹی ایجنسی کا چیف جو پاکیشیائی سائنسدان کی بجائے اپنے ملک کے لئے ٹاپ پرائز حاصل کرنا چاہتا تھا۔ وہ اس میں کامیاب ہو گیا یا ——— ؟

• ۔ کوسٹاتن۔ ایک ایسا کردار جس نے ٹاپ پرائز کے حصول کے لئے معصوم بچوں پر انتہائی ہولناک تشدد کرنے سے بھی گریز نہ کیا۔

• ۔ کوسٹاتن۔ جو ولیسٹرن کارمن کی انتہائی خوفناک ایجنسی روٹ کا چیف تھا اور اس نے ٹرومین، عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف جب اپنی انتہائی خطرناک ایجنسی کو حرکت دی تو ٹرومین، عمران اور اس کے ساتھیوں پر یقینی موت کے سائے پھیلتے چلے گئے۔

• ۔ ٹاپ پرائز۔ جسے اس کے صحیح حقدار تک پہنچانے کے لئے ٹرومین عمران اور اس کے ساتھی اپنی جانوں پر کھیل گئے ——— ؟

• ۔ ٹاپ پرائز۔ آخر کار کس کے حصے میں آیا ——— ؟ کیا واقعی ٹاپ پرائز اس کے صحیح حقدار کو ملا ——— یا ——— ؟

——— وہ لمحہ ———

جب ٹائیگر کو ٹاپ پرائز دینے کا اعلان کر دیا گیا ——— مگر عمران کو اس پر اعتراض تھا ——— کیوں ——— ؟

——— انتہائی حیرت انگیز سچوئیشن ———

• ۔ بین الاقوامی انعام کے پس منظر میں ہونے والی ایسی خوفناک سازشوں کی کہانی ——— جس سے دنیا ہمیشہ لاعلم رہتی ہے۔

• ۔ بے پناہ جدوجہد۔ انتہائی تیز رفتار ایکشن اور اعصاب شکن سسپنس پر مشتمل ایک ایسا ناول جو یقیناً آپ کو جاسوسی ادب کی نئی جہتوں سے روشناس کرائے گا۔

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں قطعی منفرد انتہائی دلچسپ اور سحر انگیز یادگار ناول

بلیک ورلڈ

مصنف : مظہر کلیم ایم اے

بلیک ورلڈ — شیطان کی دنیا — شیطان اور اس کے کارندوں کی دنیا — جہاں سیاہ قوتوں کا راج ہے۔ جہاں انسانیت کے خلاف ہر سطح پر شیطانی انداز میں کام جاری رہتا ہے۔

پروفیسر البرٹ — شیطانی دنیا کا ایک ایسا کردار — جو شیطان کا نائب تھا اور جس نے پوری دنیا کے مسلمانوں کے خاتمے کیلئے ایک خوفناک شیطانی منصوبے پر کام شروع کر دیا — یہ منصوبہ کیا تھا — ؟

رعمیس — ایک ایسا جادوئی زیور — جو صدیوں پہلے ایک شیطانی معبد کے پجاری کی ملکیت تھا اور پروفیسر البرٹ کو اس کی تلاش تھی — کیوں — وہ اس سے کیا مقصد حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ؟

جبوتی — ایک شیطانی قوت — جو انتہائی خوبصورت عورت کے روپ میں عمران سے ٹکرائی اور اس کا دعویٰ تھا کہ عمران اس کی شیطنیت سے کسی صورت بھی نہ بچ سکے گا — کیا واقعی ایسا ہوا — کیا جبوتی اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی۔

بلیک ورلڈ — جس کے مقابل عمران، جوزف، جوانا اور ٹائیگر سمیت جب میدان میں اترا تو عمران کو پہلی بار احساس ہوا کہ بلیک ورلڈ کی شیطانی قوتیں کس قدر طاقتور اور خوفناک قوتوں کی مالک ہیں۔

بلیک ورلڈ — ایک ایسی پُراسرار، سحر انگیز اور انوکھی دنیا — جس کا ہر معاملہ عام دنیا سے ہٹ کر تھا۔

بلیک ورلڈ — جس کی پُراسرار اور انوکھی قوتوں کے مقابل عمران کو بالکل منفرد انداز میں جدوجہد کرنی پڑی۔ انتہائی دلچسپ اور منفرد انداز کی جدوجہد۔

• وہ لمحہ — جب عمران اور اس کے ساتھی شیطانی قوتوں کے خوفناک پنجوں میں پھنس کر رہ گئے اور ان کے بچ نکلنے کی کوئی راہ باقی نہ رہی — کیا عمران اور اس کے ساتھی شیطانی قوتوں کا شکار ہو گئے — یا — ؟۔

بلیک ورلڈ — جس کے خلاف طویل جدوجہد کے باوجود آخر کار ناکامی ہی عمران کا مقدر بنی۔ کیوں اور کیسے — کیا واقعی عمران ناکام ہو گیا تھا — یا — ؟

بلیک ورلڈ — جس کے خلاف کام کرتے ہوئے عمران کو عام دنیاوی اسلحے کی بجائے قطعی مختلف انداز کی طاقت کا سہارا لینا پڑا — وہ طاقت کیا تھی — ؟

- قطعی مختلف انداز کی کہانی — انتہائی منفرد انداز کی جدوجہد
- تحیر اور سحر کی فسوں کاریوں میں لپٹی ہوئی ایک پُراسرار دنیا کی کہانی
- ایک ایسا ناول جو اس سے قبل صفحہ قرطاس پر نہیں ابھرا۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز ایڈونچر ناول

مصنف ــــ مظہر کلیم ایم اے

لیڈیز آئی لینڈ ــــ ایک ایسا جزیرہ ــــ جہاں صرف عورتیں رہتی تھیں حکومت بھی عورتوں کی تھی ــــ اور رعایا میں بھی صرف عورتیں ہی شامل تھیں۔

لیڈیز آئی لینڈ ــــ جہاں مردوں کا داخلہ نہ صرف ممنوع تھا بلکہ اسے ناممکن بنا دیا گیا تھا ــــ کیوں ــــ؟

لیڈیز آئی لینڈ ــــ جہاں ایکریمیا اور اسرائیل کی ایک خفیہ سائنسی لیبارٹری کام کر رہی تھی اور عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس لیبارٹری کو تباہ کرنا چاہتے تھے ــــ کیوں ــــ کیا وہ اسے تباہ کرنے میں کامیاب ہو گئے ــــ یا ــــ؟

لیڈیز آئی لینڈ ــــ جہاں صرف عورتوں کو رکھا ہی اس لئے گیا تھا کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں کسی طرح داخل ہی نہ ہو سکے۔

صالحہ ــــ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نئی رکن ــــ جسے چیف نے لیڈیز آئی لینڈ کی اس خفیہ لیبارٹری کو تباہ کرنے کا پہلا مشن سونپا۔ یہ مشن اس کا ٹیسٹ مشن تھا ــــ کیا صالحہ اس مشن میں کامیاب رہی ــــ یا ــــ؟

لیڈیز آئی لینڈ ــــ جہاں صرف جولیا اور صالحہ نے مشن مکمل کرنا تھا لیکن وہ دونوں پہلے ہی مرحلے میں ناکام رہیں ــــ کیوں ــــ؟ ان کا انجام کیا ہوا ــــ؟

مادام روزی ــــ لیڈیز آئی لینڈ کی انچارج ــــ جو ایکریمیا کی سپر ایجنٹ تھی ــــ کیا وہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو لیڈیز آئی لینڈ میں داخل ہونے سے روکنے میں کامیاب ہو سکی ــــ یا ــــ؟

• کیا عمران اور اس کے ساتھی لیڈیز آئی لینڈ میں مشن مکمل کرنے میں کامیاب بھی ہو سکے ــــ یا ــــ؟

منفرد کہانی ۔ حیرت انگیز واقعات، بے پناہ سسپنس ۔ تیز رفتار ایکشن پر مشتمل ایک شاہکار ایڈونچر

یوسف برادرز ۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز
کیمپ باسٹ
مظہر کلیم ایم اے

ناشران ——— اشرف قریشی
——— یوسف قریشی
پرنٹر ——— محمد یونس
طابع ——— ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ——— -/20 روپے

چند باتیں

معزز قارئین!

سلام مسنون! کیمپ ریکرز سے شروع ہونے والی ایڈونچر کہانی اس ناول میں اختتام تک پہنچتی ہے۔

اسرائیل کا انتہائی جدید فضائی اڈہ جسے پہاڑیوں کے اندر انتہائی خفیہ طور پر تیار کیا گیا تھا اور جس کے گرد اسرائیلی سیکرٹ سروس جی۔ پی۔ فائیو کے بھیڑیوں نے حفاظت کا ایسا جال بُن رکھا تھا کہ اس اڈے کو تباہ کرنا تو ایک طرف اس اڈے میں داخل ہونے کا تصور تک ناممکن تھا۔ لیکن جب عمران اور سیکرٹ سروس کو یہ معلوم ہو جاتے کہ اس اڈے کے ذریعے پاکیشیا کو نقصان پہنچایا جائے گا تو پھر عمران اور اس کے ساتھیوں نے ملک کی خاطر اپنی جانوں کی پرواہ کبھی نہیں کی۔ اس بار بھی ایسا ہی ہوا۔ عمران اور اس کے ساتھی موت کے اس بھیانک جال میں دیوانہ وار کود پڑے۔ نتیجہ ظاہر ہے ہر لمحہ موت کے لمحے میں بدل گیا۔

اسرائیلی سیکرٹ سروس جی۔ پی۔ فائیو اور کافرستانی سیکرٹ سروس کے چیف شاگل نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتارنے کے لئے اپنا حربہ استعمال کیا۔ لیکن جو لوگ کسی عظیم مقصد کے لئے اپنی جانوں پر کھیل جاتے ہیں تو خطرات بھی ان سے گریز کرنے لگ جاتے ہیں اور موت بھی ان سے کنی کترا جاتی ہے۔

کیا یہ خفیہ اڈہ بلاسٹ ہوا ——؟ اگر ہوا تو آخر کس طرح ——؟ یہ ایک

ایسا سوال ہے جس کا جواب اس کہانی کے آخری لفظ تک پھیلا ہوا ہے انتہائی تیز رفتار ایکشن اور اعصاب شکن سسپنس سے بھرپور یہ کہانی یقیناً آپ کو بے حد پسند آئے گی۔

اور مجھے یقین ہے کہ یہ ناول میرے قارئین مدتوں یاد رکھیں گے اور بار بار پڑھیں گے۔

والسّلام

مظہر کلیم ایم۔اے

دھماکوں کا آغاز ہوتے ہی بلیکی نے بڑی پھرتی سے جیب سے ریوالور نکالنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے زمین لرزی اور وہ سنبھل نہ سکا۔ دوسرے لمحے وہ قلابازی کھاتا ہوا پہاڑی ڈھلوان پر پھسلتا چلا گیا۔ خوفناک دھماکوں سے ہر طرف درخت اکھڑ رہے تھے۔ زمین بری طرح لرز رہی تھی۔ پہاڑی چٹانیں اور بڑے بڑے پتھر اڑتے پھر رہے تھے۔

بلیکی کو اپنی موت صاف دکھائی دینے لگی اور پھر ایک بڑی مضبوط چٹان سے ٹکرا کر جیسے ہی وہ رکا وہ تیزی سے اس چٹان کے نیچے کھسکتا چلا گیا۔ چٹان خاصی مضبوط تھی۔ اسے یقین تھا کہ چٹان کی اوٹ میں آنے سے وہ بچ جائے گا۔

وہ دم سادھے پڑا رہا۔ خوفناک دھماکوں کا سلسلہ جاری تھا کہ اچانک ایک میزائل اس کے بالکل قریب پھٹا۔ اور اسے یوں محسوس ہوا ،

جیسے اس کا جسم روئی کے حقیر گالے کی طرح فضا میں اڑتا چلا گیا ہو۔ اور
دوسرے لمحے جیسے اس کے سر پر قیامت لوٹ پڑی۔ اس کی آنکھوں کے
سامنے ایک لمحے کے لئے روشنی سی چمکی اور دوسرے لمحے وہ تاریک
وادیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

وہ شاید سر کے بل گرا تھا اور سر پہ لگنے والی چوٹ اتنی شدید تھی کہ اس
کا ذہن بالکل نہ سنبھل سکا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔

بلیکی کی آنکھ جب کھلی تو اس نے نارمن کو اپنے اوپر جھکا ہوا پایا۔
اردگرد اور بھی جانے پہچانے لوگ موجود تھے۔

"گاڈ سیک تمہیں ہوش تو آیا۔ ورنہ ہم تو مایوس ہو چکے تھے"
نارمن نے اطمینان کی سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا تھا مجھے —— اور وہ جاسوس —— ان کا کیا ہوا۔
کیا اڈہ بچ گیا" بلیکی نے بیک وقت کئی سوال پوچھ ڈالے۔

"اطمینان رکھو —— سب ٹھیک ہے۔ جاسوسوں نے بڑے
میزائل مارے لیکن سوائے اس کے کہ وہ نکل کر بھاگ جانے میں
کامیاب ہو گئے اور کچھ نہیں ہوا۔ اور تم ہمیں ایک کھوہ میں بیہوش
پڑے ہوئے ملے تھے"

نارمن نے جواب دیا اور بلیکی نے اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی لیکن اس
کے جسم میں درد کی تیز لہر دوڑتی چلی گئی۔

"کیا ہوا —— کیا میرا فریکچر ہو گیا ہے" بلیکی نے دوبارہ بستر پر
سر ٹکاتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں —— تمہارے سر پہ چوٹ لگی ہے، باقی جسم

محفوظ ہے۔ تمہیں آدھا گھنٹہ ہو گیا ہے بے ہوش پڑے پڑے۔
نارمن نے جواب دیا اور بلیکی اس کی بات سن کر ایک بار پھر جھٹکے
سے اٹھا۔ درد کی لہر ایک بار پھر اس کے جسم میں دوڑی لیکن
اس بار بلیکی نے پرواہ نہ کی اور دوسرے لمحے وہ بستر سے اتر کر نیچے کھڑا
ہو گیا۔ درد کی تیز لہر اب آہستہ آہستہ مدھم پڑتی جا رہی تھی۔ اس کے
سر پہ پٹی بندھی ہوئی تھی۔

"اگر تم کچھ دیر اور آرام کر لیتے تو اچھا تھا" نارمن نے کہا۔

"نہیں —— اب آرام کا وقت نہیں ہے۔ مجھے ان جاسوسوں
کو ڈھونڈھنا ہے۔ جنہیں گولی مارتے وقت اچانک دھماکے ہو گئے تھے
وہ وہاں سے نکل نہیں سکتے۔ یا تو ان کی لاشیں وہاں پڑی ہوں گی
یا پھر وہ خود وہیں کہیں چھپے ہوئے ہوں گے"

بلیکی نے سر کو جھٹکے دیتے ہوئے پوچھا۔ اس طرح وہ زیادہ سے
زیادہ ہونے والے درد کو جھیلنے کی کوشش کر رہا تھا۔ کیونکہ فوری طور پر درد
سے لاپرواہ ہونے کا یہی ایک نفسیاتی طریقہ تھا کہ اسے اپنی انتہا تک
پہنچا دے۔ اس کے بعد ظاہر ہے یہ درد اسے زیادہ تکلیف نہ پہنچا سکتا

"میں نے خود چیکنگ کی ہے، وہاں بڑی بڑی کھائیاں وجود میں آگئی
ہیں اور بے شمار درخت کٹے پڑے ہیں۔ ان میں سے کسی کی لاش
موجود نہیں ہے۔ وہ نکل گئے ہیں" نارمن نے جواب دیا۔

"پھر بھی میں اپنی آنکھوں سے تمام صورت حال چیک کرتا ہوں۔ پھر
چیف باس کو بھی تو رپورٹ دینی ہے" بلیکی نے کہا۔

پھر وہ اپنے ساتھیوں اور نارمن سمیت اس عمارت سے نکل کر

اس پہاڑی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جہاں وہ بے ہوش ہوا تھا۔ بڑی بڑی طاقت ور ٹارچوں کی تیز روشنی میں سارا علاقہ بقعہ نور لگ رہا تھا۔ بلیکی نے تمام جگہوں کی اچھی طرح چھان بین کی۔ لیکن واقعی وہاں جاسوسوں کا نام و نشان تک نہ تھا۔

ایک جگہ بڑی سی کھائی کے اوپر درخت اور ٹہنیاں اس طرح گری پڑی تھیں کہ کھائی بالکل چھپ گئی تھی۔ بلیکی نے ٹہنیاں ہٹا کر اندر جھانکا کھائی خاصی گہری تھی ——— لیکن وہاں بھی اندھیرا تھا۔

ایک ٹارچ مجھے دو"

بلیکی نے ساتھ کھڑے ہوئے آدمی سے کہا اور اس نے ٹارچ بلیکی کے ہاتھ میں پکڑا دی۔

بلیکی نے ٹارچ کو ان ٹہنیوں کے اندر کر کے کھائی کا جائزہ لینا شروع کیا ہی تھا کہ اچانک ایک آدمی کی آواز سنائی دی۔

" باس ——— چیف باس کی کال ہے ——— وہ فوراً آپ کو طلب کر رہے ہیں۔"

وہ آدمی دور سے بھاگتا ہوا آ رہا تھا۔

" اوہ ——— اچھا" ——— بلیکی نے چیف باس کا سنتے ہی ہاتھ واپس کھینچا اور پھر ٹارچ واپس اسی آدمی کے ہاتھ میں پکڑا دی جس سے اس نے لی تھی۔

" ہاں نارمن ——— واقعی وہ لوگ نکل گئے ہیں۔ ویسے ہمارا کتنا نقصان ہوا ہے" بلیکی نے دوبارہ عمارت کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

" بارہ آدمی ہلاک ہوئے ہیں اور بیس زخمی ہوئے ہیں۔" نارمن نے

جواب دیا اور بلیکی نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ اسی عمارت میں داخل ہوئے۔ یہ عمارت اڈے سے قریب والی پہاڑی پر موجود ایک بڑی سی عمارت کے اندر تعمیر کی گئی تھی۔ تاکہ باہر سے نظر بھی نہ آ سکے۔

عمارت میں داخل ہو کر وہ دونوں ٹرانسمیٹر روم کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ باقی لوگ وہیں رک گئے۔

تھوڑی دیر بعد بلیکی ٹرانسمیٹر کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو ——— بلیکی سپیکنگ ——— اوور" بلیکی نے ٹرانسمیٹر آن کرتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" کرنل ڈیوڈ سپیکنگ ——— مجھے مائیکل نے بتایا ہے کہ پہاڑیوں پر حملہ کیا گیا ہے اور میزائل پھینکے گئے ہیں ——— اوور" کرنل ڈیوڈ کا لہجہ بے حد تلخ اور سخت تھا۔

" یس باس ——— آپ کو درست رپورٹ ملی ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے آدمی عمران اور اس کے تین ساتھی مشرقی پہاڑیوں کے دامن میں پہنچے۔ انہیں وہاں گھیر لیا گیا۔ لیکن اس نے کہا کہ وہ مقامی سیکرٹ سروس کا چیف شاگل ہے اور کرنل ڈیوڈ نے اسے کال کیا تھا۔ وہ ضروری صلاح مشورے کے لئے آیا ہے۔ جس پر میرے آدمیوں نے مجھے کال کیا۔ لیکن میں نے اس کی کال پر یقین نہ کیا اور آپ کی دی ہوئی فریکوئنسی پر سیکرٹ سروس کے چیف شاگل سے بات کی تو اس نے بتایا کہ وہ راگ پور میں موجود ہے اور وہ پہاڑیوں کی طرف نہیں آیا۔ اس پر

میں سمجھ گیا کہ یہ دشمن ایجنٹ ہیں۔ چنانچہ میں نے انہیں گھیر لیا۔
لیکن جب میں وہاں پہنچا تو وہ میرے پانچ آدمیوں کو ہلاک کر کے
ان سے مشین گنیں حاصل کر چکے تھے۔ میں نے انہیں یقین دلایا کہ میں
ان کے استقبال کے لئے آیا ہوں۔ اس پر وہ مطمئن ہو گئے اور میں انہیں
لے کر اوپر پہاڑی پر آیا۔ یہاں آتے ہی میرے آدمیوں نے انہیں کور
کیا اور میں نے انہیں گولی مارنے کا حکم دیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ انہیں
گولی ماری جاتی۔ اچانک مغربی پہاڑیوں سے میزائل پھینکے جانے لگے۔
اور اس طرح ہم سب کو بیٹھنا پڑا۔ میں بھی ایک درخت سے ٹکرا کر
بے ہوش ہو گیا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے ہوش آیا ہے تو معلوم ہوا
ہے کہ فائرنگ کرنے والے اور وہ چار ایجنٹ بھی نکل جانے میں کامیاب
ہو گئے ہیں۔ اوور"۔

بلیکی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" وہ چار ایجنٹ تو مین پہاڑیوں کے اندر تھے وہ کیسے نکل گئے اوور"
کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

" یہی بات میں نے سوچی تھی۔ اور ابھی میں اپنے ساتھیوں سمیت
چیکنگ کے لئے گیا تھا۔ میں نے ایک ایک چٹان، غار اور کھائی دیکھ
ڈالی ہے۔ ان میں سے کسی کی لاش وہاں موجود نہیں ہے۔ اس لئے
میرا خیال ہے وہ بھی جان بچا کر نکل بھاگے ہیں۔ اوور"۔
بلیکی نے جواب دیا۔

" ہمارا کتنا نقصان ہوا ہے ——— اوور" ——— کرنل ڈیوڈ نے
طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

" نارمن نے بتایا ہے کہ بارہ آدمی ہلاک اور بیس آدمی زخمی ہوئے ہیں
اوور"۔ بلیکی نے جواب دیا۔

" اس کا مطلب ہے کہ تم سب لوگ انتہائی نکمے اور بزدل ہو۔ دشمن
ایجنٹ جب چاہتے ہیں وہاں پہنچ جاتے ہیں، جب چاہتے ہیں نکل
جاتے ہیں ——— پہلے وہ لوگ وہاں پہنچے اور تمہارے مین چیکنگ
اسٹیشن سے جسے تم انتہائی محفوظ ترین سمجھتے ہو، آسانی سے نکل گئے
اور تم نے مجھے غیر قدرتی سی کہانی سنا دی کہ وہ لوہے کے دروازے
اور موٹی موٹی زنجیریں توڑ کر نکل گئے۔ تین آدمی اور آئے اور وہ تمہارے
تین آدمیوں کو ختم کر کے نکل گئے۔ اب چار افراد آئے اور انہوں نے
اپنی مرضی سے دھماکے کر کے، میزائل چلا کر جب جی چاہا واپس چلے
گئے۔ اور تم احمق بیٹھے مجھے رپورٹ سنا رہے ہو"۔
کرنل ڈیوڈ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

" میں کیا کہہ سکتا ہوں باس ——— میری سمجھ میں تو خود نہیں
آ رہا کہ آخر یہ سب کیسے ہو رہا ہے ——— اوور" بلیکی نے ندامت
بھرے لہجے میں کہا۔

" تمہاری سمجھ میں اس وقت بات آئے گی جب کیمپ تباہ ہو
جائے گا۔ احمق آدمی ——— اوور"
کرنل ڈیوڈ کا غصہ اب اپنے عروج پر پہنچ چکا تھا۔

" ویری سوری باس ——— اوور" ——— بلیکی کے پاس اب سوائے
یہی الفاظ کہنے کے اور کیا رہ گیا تھا۔

" نارمن کہاں ہے۔ وہ مجھ سے بات کرے۔ اوور"۔ کرنل ڈیوڈ

نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس ——— میں موجود ہوں۔ اوور"۔ نارمن نے آگے بڑھ کر مودبانہ لہجے میں کہا۔

"نارمن ——— تم بلیکی کی بجائے تمام پہاڑیوں کا چارج سنبھال لو۔ تم نے بقایا رات پوری طرح ہوشیار رہنا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ لوگ پھر حملہ کریں۔ جہاں تک میں سمجھا ہوں ان کا مقصد اس طرح سے ہمارے زیادہ سے زیادہ آدمی ختم کرنا ہے تاکہ وہ اطمینان سے اڈے کے متعلق کارروائی کر سکیں۔ بلیکی اب آرام کرے گا۔ اوور"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"بہتر جناب ——— میں پوری طرح ہوشیار رہوں گا"۔ نارمن نے جواب دیا اور ایک طرف بیٹھے ہوئے بلیکی کا چہرہ یکلخت لٹک گیا۔ وہ آرام کا مطلب اچھی طرح جانتا تھا۔ کرنل ڈیوڈ نے آرام کا لفظ استعمال کر کے اس کی موت کے پروانے پر دستخط کر دیئے تھے۔

"میں صبح کو خود وہاں پہنچ رہا ہوں۔ اور پھر مشن کے مکمل ہونے تک میں خود وہیں نگرانی کروں گا ——— اوور"۔ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے باس ——— اوور"۔ نارمن نے جواب دیا۔

"او کے ——— اوور اینڈ آل"۔

دوسری طرف سے کہا گیا اور نارمن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور کا بٹن آف کر دیا۔

"اس کا مطلب ہے، صبح باس آتے ہی مجھے گولی مار دے گا"۔ بلیکی

نے ٹرانسیٹر آف ہوتے ہی نارمن سے مخاطب ہو کر کہا۔

سوری بلیکی ——— تم جانتے ہو، جی پی فائیو میں اصول چلتے ہیں، آدمیوں کا کوئی لحاظ نہیں ہے ——— اور باس کا مطلب میں اچھی طرح سمجھتا ہوں۔" مارٹن نے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ——— کیا کہنا چاہتے ہو"۔ بلیکی نارمن کی بات سنتے ہی بری طرح چونک پڑا۔ وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

اس وقت چونکہ وہ دونوں کمرے میں اکیلے تھے اس لئے کھل کر بات کر رہے تھے۔

"مطلب تم اچھی طرح سمجھتے ہو ——— باس نے تمہارے قتل کا حکم دیا ہے۔" نارمن نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ تیزی سے باہر آیا۔

بلیکی شاید پہلے ہی چوکنا تھا۔ اس لئے اس نے ریوالور کی جھلک دیکھتے ہی نارمن پر چھلانگ لگا دی۔ مگر نارمن انتہائی پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ بلیکی کے قدم دوبارہ زمین پر پڑتے نارمن نے ٹریگر دبا دیا۔ بلیکی کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ تڑپ کر فرش پر گرا۔ مگر نارمن نے انگلی نہ روکی۔ بلکہ مسلسل ٹریگر دباتا چلا گیا۔ اور بلیکی کے جسم میں گولیاں تواتر سے گھستی چلی گئیں۔

چوتھی گولی پر اس نے دم توڑ دیا۔ دو گولیاں اس کے دل میں گھسی تھیں اور انہی دو گولیوں نے اس کی زندگی اس سے چھین لی تھی بلیکی کے مرتے ہی نارمن نے مسکرا کر ریوالور کی نال سے نکلنے

والے دھوئیں کی لکیر کو پھونک ماری اور ریوالور جیب میں رکھ لیا۔ آج اس نے بلیکی سے ایک پرانا انتقام لے لیا تھا۔

ایک بار بلیکی نے باس کے سامنے اس کی بے عزتی کی تھی۔ اور اس وقت چونکہ بلیکی کا درجہ اس سے اونچا تھا اس لئے وہ خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا تھا۔ لیکن آج اس کا داؤ چل گیا تھا۔ اس لئے اس نے صبح تک انتظار بھی نہ کیا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ صبح تک چیف باس کا غصہ اتر چکا ہوگا۔ اور ہو سکتا ہے وہ بلیکی کو معاف کر دے۔ لیکن نارمن اسے معاف کرنے پر تیار نہ تھا۔

گولیوں کی آوازیں سنتے ہی تین چار افراد دوڑتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے، وہ بلیکی کی لاش دیکھ کر ٹھٹھک گئے۔ ان کے چہروں پر حیرت کے تاثرات تھے۔

باس کے حکم پر بلیکی کو سزا دی گئی ہے۔ اب میں مکمل انچارج ہوں۔" نارمن نے سخت لہجے میں آنے والوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس" —— آنے والوں نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ بلیکی کی ناکامی کا یہی انجام نکل سکتا تھا۔

تمام پہاڑیوں پر تمام آدمی پھیلا دو اور انتہائی ہوشیاری سے نگرانی کرو۔ صبح چیف باس خود آ رہے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ انہیں کسی شکایت کا موقعہ ملے۔" نارمن نے گھر سے باہر نکلتے ہوئے احکامات دینے شروع کر دیئے۔

"وہ سب لوگ پہلے سے ہی پھیلے ہوئے ہیں باس" نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"میری بات سمجھا کرو —— اڈہ محفوظ ہے —— وہاں فوری طور پر کوئی نہیں پہنچ سکتا، جو پہنچے گا انہی پہاڑیوں سے ہو کر پہنچے گا۔ اس لئے اڈے کی حفاظت کے لئے موجود ہر شخص کو بھی انہی پہاڑیوں پر پھیلا دو۔" نارمن نے احکامات صادر کرتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس" ——

اس آدمی نے کہا اور پھر تیزی سے واپس پلٹ گیا۔

"تم سب بھی پہاڑیوں پر پہنچ جاؤ —— میں چیکنگ اسٹیشن پر موجود رہوں گا۔ صبح تک ہم نے چپے چپے کی نگرانی کرنی ہے۔ کسی بھی مشکوک آدمی سے کوئی بات نہ کی جائے بلکہ بات کرنے کی بجائے گولی مار دی جائے۔ چاہے وہ بعد میں اپنا ہی آدمی کیوں نہ ثابت ہو۔" نارمن نے دوسرے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ان کے جانے کے بعد نارمن تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اڈے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ مائیکل سے گفتگو کرنا چاہتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اڈے کے بیرونی دروازے پر پہنچ گیا۔ یہ دروازہ ایک چھوٹی سی غار کی صورت میں تھا۔ غار اتنی چھوٹی تھی کہ اس میں مشکل سے ایک خرگوش ہی داخل ہو سکتا تھا۔ لیکن نارمن جانتا تھا کہ اس غار میں ایسا خفیہ نظام نصب ہے کہ غار پر پہنچتے ہی اس کی تصویر اندر دیکھی جا رہی ہو گی۔

"وکیمپ انچارج مائیکل کو نارمن کال کرتا ہے"۔ نارمن نے غار کے دہانے کی طرف منہ کرتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

"کیا بات ہے نارمن"۔ چند لمحوں بعد ہی غار سے ہلکی سی سرسراتی ہوئی

آواز سنائی دی۔

" مائیکل ——— میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں ۔ باس نے بلیکی کو موت کی سزا دے دی ہے اور اب تمام چارج میرے پاس ہے ۔" نارمن نے کہا۔

" تو ٹھیک ہے ———" مائیکل کی جواب میں خشک آواز سنائی دی۔

" اڈے کا چارج بھی مجھے دیا گیا ہے ۔ اس لیے میں تم سے اڈے کی حفاظت کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں "۔ نارمن نے بھی اس بار خشک لہجے میں جواب دیا۔

" اوہ ——— ٹھیک ہے ——— تو کیا میں باہر آجاؤں "۔ مائیکل نے کہا۔

" نہیں ——— میں خود حفاظتی نظام چیک کرنا چاہتا ہوں "۔ نارمن نے کہا۔

" او کے ——— تمہاری جیب میں ریوالور موجود ہے اسے نکال کر ایک طرف پھینک دو، تب میں دروازہ کھول دیتا ہوں تم آجاؤ "۔ مائیکل نے اس بار نرم لہجہ میں کہا کیونکہ ظاہر ہے جب نارمن کو اڈے کا چارج دے دیا گیا تو اس کا حکم ماننا مائیکل کے لئے بھی فرض ہو گیا تھا۔

اور پھر نارمن نے سر ہلاتے ہوئے جیب سے ریوالور نکالا اور اسے دور پھینک دیا۔

" او کے ——— میں دروازہ کھول رہا ہوں "——— مائیکل کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی پہاڑی ڈھلوان درمیان سے پھٹ کر

حیرت انگیز طور پر سائیڈوں پر ہوتی چلی گئیں۔ اس ڈھلوان پر موجود جھاڑیاں بھی سمٹ گئی تھیں۔ اور پھر ایک چوڑا سا راستہ نظر آنے لگا۔

اب مشینوں کے چلنے کی آوازیں بھی سنائی دینے لگی تھیں۔ نارمن اس راستے میں داخل ہو گیا۔ یہاں ایک بہت بڑا میدان تھا جو پہاڑی کو اندر سے کھوکھلا کر کے بنایا گیا تھا۔ یہاں جدید قسم کا رن وے تیار ہو رہا تھا۔ شمالی سمت میں ایک بڑی عمارت اور اس کے ساتھ تین بڑے بڑے ہینگر نظر آ رہے تھے۔

جنوبی سمت تیل کے بڑے بڑے زیر زمین ٹینک بنائے گئے تھے تاکہ یہاں آنے والے طیاروں میں ری فلنگ کی جا سکے۔ یہ ٹینک سب سے پہلے بنائے گئے تھے اور اتنے بڑے تھے کہ ان میں سے ہر ایک میں ہزاروں بیرل تیل آجاتا تھا۔

اس وقت جدید مشینری کی مدد سے رن وے کی تکمیل ہو رہی تھی۔ تیل کے ٹینک پہلے سے بھرے جا چکے تھے اور انہیں چیک بھی کیا جا چکا تھا تاکہ عین وقت پر ان میں کوئی نقص نہ پیدا ہو جائے۔

میدان میں پہنچتے ہی وہ تیزی سے عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں مائیکل موجود تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ مائیکل کے مخصوص آپریشن روم میں موجود تھا۔

" آؤ باس ——— بلیکی بے چارہ تو مفت میں مارا گیا "۔ مائیکل نے اٹھ کر نارمن کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

" اس کی منصوبہ بندی ناقص تھی مائیکل ——— وہ پوچھ گچھ کے چکر میں پڑ گیا تھا۔ بہرحال وہ ختم ہو گیا۔ اب مسئلہ ہمارا ہے۔ چیف باس صبح یہاں پہنچ رہے

ہیں اور مشن کی تکمیل تک۔ وہ یہیں رہیں گے۔ تم جانتے ہو کہ چیف باس کتنے
سخت ہیں۔ میرا تمہارے پاس آنے کا مقصد یہی تھا کہ تمہیں ہوشیار کر دوں
تاکہ حفاظتی نظام میں اگر کوئی نقص ہو تو اسے دور کر لو۔ پھر شاید تمہیں موقع نہ
ملے"۔ نارمن نے اِدھر اُدھر نصب شدہ جدید ترین مشینری کو دیکھتے ہوئے
کہا۔

"تم فکر نہ کرو ——— اس دروازے کے علاوہ اندر آنے کا کوئی راستہ
موجود نہیں ہے۔ اور اس دروازے سے میری اجازت کے بغیر چیونٹی بھی
اندر داخل نہیں ہو سکتی۔"
مائیکل نے بڑے پُر فخر لہجے میں بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کے علاوہ اور کوئی راستہ یا رخنہ"۔ نارمن نے پوچھا۔

"نہیں ——— اور کوئی راستہ نہیں ہے"۔ مائیکل نے جواب دیا۔

"سوچ لو ——— یہ دشمن ایجنٹ بے حد ہوشیار اور ذہین ہیں، ایسا
نہ ہو کہ وہ کوئی اور راستہ ڈھونڈ نکالیں"۔ نارمن نے کہا۔

"ارے جب کوئی اور راستہ ہے ہی نہیں تو وہ ڈھونڈیں گے کیا۔ اندر
وہ داخل نہیں ہو سکتے اور باہر سے اس پر چاہے ایٹم بم ہی کیوں نہ مارا
جائے اڈہ تباہ نہیں ہو سکتا۔" مائیکل نے اس بار تلخ لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"جب ٹینکوں میں فیول بھرا گیا تھا۔ اس وقت میں یہاں موجود نہ تھا۔ یہ
فیول کیسے بھرا گیا تھا"۔ نارمن نے پوچھا۔

"اوہ ——— میں سمجھ گیا کہ تم کیا سوچ رہے ہو، تمہاری بات درست
ہے۔ ان پہاڑیوں پر سے فیول ٹینکر اندر نہیں لائے جا سکتے۔ اس کیلئے

سپیشل راستہ بنایا گیا تھا۔ وہ اس طرح کہ ایک بڑا سکنگ پمپ لگایا گیا تھا
جس کا سرا پہاڑیوں سے باہر رکھا گیا تھا۔ وہاں سے اس پمپ کے ذریعے
تیل حوض میں بھرا گیا تھا۔ پھر اس پمپ کو بند کر دیا گیا تھا۔ اور بس"۔ مائیکل
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بند کس طرح"۔ نارمن نے پوچھا۔

"وہ پائپ توڑ کر اس خالی جگہ میں سیسہ بھر دیا گیا تھا"۔ مائیکل نے جواب
دیا۔

"اوکے ——— پھر ٹھیک ہے۔ بس مجھے یہی خیال آیا تھا۔ اوکے
اب میں چلتا ہوں۔ تم بہرحال پوری طرح ہوشیار رہنا"۔ نارمن نے
مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

"تھینک یو ——— بہرحال فکر مت کرو۔ اڈے کو کچھ نہیں ہوتا۔ باہر کا
کام تم خود سنبھالو"۔ مائیکل نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

اور نارمن سر ہلاتا ہوا عمارت سے نکل کر میدان پار کرتا ہوا بیرونی
راستے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران کی جب آنکھ کھلی تو اس نے اپنے ارد گرد تاریکی پھیلی ہوئی محسوس کی۔ روشنی کی ذرا سی رمق بھی ماحول میں موجود نہ تھی۔

"اوہ —— تو ایسی ہوتی ہے قبر۔"

عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے ہاتھ کو حرکت دی تو ہاتھ حرکت میں آگیا۔

"اچھا تو قبر میں جسم حرکت بھی کرتا ہے۔" عمران کے لہجے میں حیرت تھی اور پھر اس نے اپنے ہاتھ کو ذرا سا ہلایا تو اس کا ہاتھ کسی دیوار سے جا ٹکرایا۔

"بڑی چھوٹی قبر ہے، تنگ سی مگر کوئی منکر نکیر نہیں آیا —— شاید انہوں نے سوچا ہو کسی بچے کی قبر ہے اور بچے تو معصوم ہوتے ہیں، ان سے کیا حساب کتاب لینا۔" عمران نے دل ہی دل میں سوچا اور پھر دوسرا بازو ہلایا اور اس بار وہ چونک پڑا کیونکہ اس کا ہاتھ کسی انسانی جسم سے ٹکرایا تھا۔

"ارے سب کو اکٹھا ہی دفن کر دیا ظالموں نے۔" عمران نے تیز لہجے میں

کہا اور پھر وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کے جسم میں درد کی لہریں دوڑنے لگیں۔ اب اسے اس اندھیرے میں کچھ کچھ دکھائی دینے لگا تھا۔ کیونکہ آنکھیں اندھیرے میں دیکھنے کی عادی ہو گئی تھیں۔

دوسرے لمحے اسے احساس ہو گیا کہ وہ کسی گہری کھائی میں پڑا ہوا ہے۔ جس کی چھت بند ہے۔ اس کے ساتھ ہی جوانا اوندھے منہ پڑا ہوا تھا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل بھی ذرا ہٹ کر دوسری دیوار کے ساتھ پڑے تھے۔

کھائی خاصی گہری تھی اور اس کی اونچائی کافی زیادہ لگ رہی تھی۔ عمران نے جوانا کو ہلایا جلایا۔ اور پھر اسے جوانا کے سر سے خون کی چپچپاہٹ سی محسوس ہوئی۔ اس نے جوانا کی نبض دیکھی اور اطمینان کا سانس لیا۔ جوانا زندہ تھا۔

اس کی زندگی کا احساس کرتے ہی وہ کیپٹن شکیل اور صفدر کی طرف بڑھا۔ وہ دونوں بھی زندہ تھے البتہ کیپٹن شکیل کا بازو اور صفدر کی ٹانگ شدید زخمی تھی۔

عمران نے انہیں ہوش میں لانے کی تدبیریں شروع کر دیں۔ اور پھر تھوڑی دیر میں وہ ان تینوں کو ہوش میں لانے میں کامیاب ہو گیا۔ ان تینوں کے بھی ہوش میں آتے ہی وہی خیالات تھے جو عمران کے تھے۔ اور وہ بڑبڑانے لگے۔

"یہ مشترکہ قبر ہے دوستو ہم سب کی۔" عمران نے ان کی بڑبڑاہٹ سنتے ہی کہا اور عمران کی آواز سنتے ہی وہ تینوں یوں جھٹکے سے اٹھ بیٹھے جیسے انہیں اب ہوش آیا ہو۔

"عمران صاحب —— ہم کہاں ہیں۔" صفدر کے منہ سے نکلا۔ آواز

کے ساتھ ساتھ ہلکی سی کراہ بھی شامل تھی۔

"قبر میں ——— اور ہمارا ٹھکانہ کہاں ہو سکتا ہے۔ بس ابھی جنت میں جانے والی کھڑکی کھل جائے گی اور ہم حوروں کے دیس میں پہنچ جائیں گے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر ہم یہاں پہنچے کیسے۔ مجھے تو یہی احساس ہوا تھا کہ کوئی بڑا پتھر مجھ سے آکر ٹکرایا ہے۔" کیپٹن شکیل نے کہا۔

"جولیا نے ہمیں سنگسار کر دیا تھا۔ اور عاشقوں کو سنگسار ہی کیا جاتا ہے" عمران نے کہا اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

اسی لمحے اوپر سے کھڑکھڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور وہ تیزی سے دیوار کے ساتھ ہو گیا۔ چند لمحوں بعد کھائی کا اوپر والا حصہ روشن ہو گیا۔ مگر روشنی صرف سائیڈ کی دیوار پر پڑ رہی تھی۔ جو دوسرے لمحے ہی بجھ گئی۔ اور ایک بار پھر کھڑکھڑاہٹ سی ہوئی اور اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی۔

"اوہ ——— ہمیں چیک کیا جا رہا ہے۔" عمران نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔ اب صفدر، کیپٹن شکیل اور جوانا بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

صفدر نے اپنی ٹانگ ہلا جلا کر دیکھا اور پھر ہڈی کو محفوظ پا کر اس نے اطمینان کا سانس لیا۔ پتھر کی ضرب سے گوشت کچلا گیا تھا۔

"کوئی فریکچر تو نہیں ہوا۔" عمران نے پوچھا۔

"نہیں ——— بچ گئے ہیں ——— صرف ضربات ہی آئی ہیں"۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"ویسے ہماری خوش قسمتی ہمیشہ ہمارے آڑے آجاتی ہے۔ اب دیکھو ہم علیحدہ علیحدہ تھے۔ لیکن میزائل گرنے کی وجہ سے زمین پھٹی اور ہم سب

لڑھکتے ہوئے اس کھائی میں آگرے۔ کھڑکھڑاہٹ سے مجھے محسوس ہوتا ہے کہ اوپر درخت گرے ہیں اور ان کی شاخوں نے اسے ڈھانپ لیا ہے۔ بہرحال اگر تم ٹھیک ہو تو اوپر چلتے ہیں۔ یہاں پڑے پڑے تو واقعی ہماری قبر ہی بن جائے گی۔"

عمران نے کہا اور پھر سب سے پہلے وہ اوپر چڑھنا شروع ہو گیا۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ اوپر والے حصے پر پہنچ گیا۔ جوانا، صفدر اور کیپٹن شکیل نے بھی اس کی پیروی کی۔ اور چند لمحوں بعد وہ اوپر والے حصے پر پہنچ گئے۔

یہاں اندھیرا خاصا کم تھا۔ کیونکہ کھائی کے اوپر موجود درختوں کی شاخوں سے ہلکی ہلکی سی روشنی اندر آرہی تھی۔ عمران چند لمحے وہیں رکا رہا اور بڑی آہٹیں سنتا رہا۔ اور پھر اس نے اچھل کر ایک درخت کے تنے کو پکڑا، اور اس سے لٹک گیا۔ ایک ہاتھ سے تنا پکڑ کر اس نے شاخیں ہٹائیں اور چند لمحے رک کر وہ اوپر موجود درختوں کے تنوں کو پکڑ کر کھائی سے باہر آگیا۔

باہر نکلتے ہی وہ تیزی سے ایک ملحقہ جھاڑی میں گھستا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد صفدر باہر نکلا اور پھر کیپٹن شکیل اور جوانا بھی باہر آگئے۔ جوانا نے اپنی سیاہ رنگ کی قمیص پھاڑ کر سر پر پٹی باندھ رکھی تھی۔ اسی طرح صفدر اور کیپٹن شکیل نے بھی اپنے طور پر اپنے زخموں کی مرہم پٹی کر رکھی تھی۔ صفدر لنگڑا بھی رہا تھا۔

وہ سب باہر نکلتے ہی تیزی سے مختلف جھاڑیوں میں گھستے چلے گئے۔ عمران کی نظریں چاروں طرف سرچ لائٹ کی طرح گردش کر رہی تھیں اور پھر اس کی نظریں سامنے والی پہاڑی کی چوٹی پر جم گئیں جہاں اس نے چار پانچ

افراد کو باقاعدہ گشت کرتے ہوئے دیکھا۔ وہ اس طرح ایک دوسرے کو کراس کرتے ہوئے چل رہے تھے جیسے کسی عمارت کے گرد پہرہ دے رہے ہوں۔

عمران نے اپنا ہاتھ مخصوص انداز میں لہرایا اور پھر تیزی سے رینگتا ہوا اس پہاڑی کی چوٹی کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے پیچھے تھے۔ وہ حتی الوسع احتیاط سے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے اور عمران کے اندازے کے مطابق اس پہاڑی کی دوسری طرف وادی میں وہ خفیہ اڈہ موجود تھا۔ جسے تباہ کرنے کے لئے وہ آئے تھے۔

پہاڑی کی چوٹی کے قریب پہنچ کر وہ رک گیا۔ اب عمران بڑے غور سے ان لوگوں کی نقل و حرکت کو چیک کر رہا تھا۔ پھر وہ تیزی سے نیچے کی طرف کھسک کر اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا۔

"یہ چار افراد ہیں۔ ہمیں ان کا لباس حاصل کرنا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ شور بالکل نہ ہو۔"

عمران نے سرگوشیانہ لہجے میں صفدر کے کان میں بات کرتے ہوئے کہا اور صفدر نے اسی طرح کیپٹن شکیل اور کیپٹن شکیل نے عمران کی یہ ہدایت جوانا کے کان میں ڈال دی۔ اور پھر وہ ایک دوسرے سے تھوڑا تھوڑا ہٹ کر اوپر چڑھتے چلے گئے۔ ایک طرف عمران اور صفدر تھے جبکہ دوسری طرف کیپٹن شکیل اور جوانا تھے۔

پہرہ دینے والے بھی دو دو کی ٹولیوں میں بٹے ہوئے تھے۔ ان پہرہ دینے والوں کے قریب پہنچتے ہی وہ ذرا سا رکے اور دوسرے لمحے وہ چاروں ان پر بھوکے عقابوں کی طرح جھپٹ پڑے۔ انہوں نے پہلا کام

ان کے منہ پر ہاتھ رکھنے کا کیا تھا۔

پہریداروں نے جدوجہد کرنے کی کوشش کی لیکن عمران اور اس کے ساتھی تو پہلے ہی طے کر چکے تھے کہ شور نہیں ہو گا۔ اس لئے چند ہی لمحوں میں وہ ان چاروں کی گردنیں توڑنے میں کامیاب ہو چکے تھے۔

اس کے بعد انہوں نے بڑی پھرتی سے ان کے اوور کوٹ اور ٹوپیاں اتار لیں۔ ٹوپیاں اتارنے پر انہیں معلوم ہوا کہ سردی سے بچنے کے لئے ان کی ٹوپیاں ایسی تھیں جن کے اندر روئی کی موٹی تہہ موجود تھی اور ٹوپیوں نے ان کے دونوں کانوں کو پوری طرح ڈھانپا ہوا تھا۔ اور شاید کان اس طرح بند ہونے کی وجہ سے وہ ان لوگوں کے اوپر چڑھنے کی ہلکی ہلکی آوازیں نہ سن سکے۔ کیونکہ یہ تو قطعی ناممکن تھا کہ پہاڑی پر رینگتے ہوئے ہلکی سی آواز بھی نہ پیدا ہو۔

انہوں نے جلدی سے اوور کوٹ پہنے اور سر پر بھی ٹوپیاں پہن کر ان پہریداروں کی جگہ سنبھال لی۔ وہ تھوڑی دیر تو اسی انداز میں کراس پریڈ کرتے رہے لیکن اسی دوران عمران نے نیچے وادی کے سارے ماحول کا پوری طرح جائزہ لے لیا تھا۔ اور اس کی نظریں غار سے نکل کر سامنے والی پہاڑی ڈھلوان کی طرف بڑھتے ہوئے ایک آدمی پر جم گئیں جو بڑے مطمئن انداز میں آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔

عمران نے اپنے کوٹ کی خفیہ جیب سے ایک چھوٹی سی نائٹ ٹیلی سکوپ نکالی اور اسے اپنی آنکھ پر جما کر اس آدمی کو چیک کرنے لگا۔

دوسرے لمحے وہ چونک پڑا کیونکہ یہ آدمی بلیکی کے ساتھ ہی چیکنگ اسٹیشن میں داخل ہوا تھا۔ اس کا نام نارمن بتایا گیا تھا۔ اور یہ وہی آدمی

تھا جس نے خنجر سے عمران کو ہلاک کرنا چاہا تھا

"صفدر ۔۔۔۔ تم یہیں ٹھہرو ۔۔۔۔ ہم نیچے جاتے ہیں ۔ تم ہمیں بیک کور دینا"۔

عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر کے سر ہلانے پر وہ کیپٹن شکیل اور جوانا سمیت درختوں کے تنوں کی آڑ لیتے ہوئے ڈھلوان پر اترتے چلے گئے

ان کے انداز میں اب احتیاط ضرور تھی لیکن جھجک نہیں تھی اس لئے کہ اگر انہیں چیک بھی کیا جا رہا ہو تو ان کے انداز اور لباس سے دیکھنے والے انہیں اپنے ہی آدمی سمجھیں ۔

جب عمران اور اس کے ساتھی ڈھلوان سے اتر کر وادی میں پہنچے تو انہوں نے نارمن کو ڈھلان پر ایک چھوٹی سی غار کے قریب کھڑے دیکھا ۔ عمران نے ان دونوں کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا اور پھر تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا ۔

وہ اس انداز میں آگے بڑھ رہا تھا کہ اس کے قدموں کی آواز نہ ابھرے ۔ اور پہاڑی پر موجود بڑی بڑی قدرتی گھاس نے اس کی بے حد مدد کی ۔

وہ نارمن کے قریب پہنچ گیا ۔ جیسے ہی وہ اس سے چند قدم کے فاصلے پر پہنچا ، اسی لمحے وہ ٹھٹھک گیا ۔ اس نے ڈھلوان کے ایک حصے کو درمیان سے پھٹ کر دونوں اطراف میں سمٹتے ہوئے دیکھا اور اس طرح ایک تنگ سا راستہ بن گیا تھا ۔ جو کسی سرنگ کی طرح اندر جا رہا تھا ۔

نارمن اس راستے پر آگے بڑھنے لگا ۔ عمران نے بھی قدم بڑھائے لیکن اس سے پہلے کہ وہ اس راستے تک پہنچتا ، اچانک سرر کی تیز آواز سے راستہ بند ہو گیا ۔ اب وہی ڈھلوان وہاں موجود تھی ۔ اور ایک چھوٹی سی غار نظر آ رہی تھی ۔

عمران نے اپنا ہاتھ بلند کر کے مخصوص انداز میں اشارہ کیا اور خود اس غار کے ساتھ ہی ایک جھاڑی میں دبک گیا ۔ اس کے ساتھی چند لمحوں بعد اس کے قریب پہنچ گئے ۔

"یہ میرے خیال میں اڈے کا خفیہ راستہ ہے ۔ اب تم لوگ ڈائریکٹ ایکشن کے لئے تیار ہو جاؤ ۔ میں جولیا کے گروپ کو کال کرتا ہوں"۔

عمران نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا ۔ اور پھر اس نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچ کر اسے مخصوص انداز میں دبانا شروع کر دیا ۔ اس گھڑی میں لگا ہوا ایکس ٹرانسمیٹر کیموفلاج ٹرانسمیٹر کہلاتا تھا ۔ اس ٹرانسمیٹر پر نشر ہونے والی کال اسی ساخت کے ٹرانسمیٹر کے علاوہ کسی اور ٹرانسمیٹر پر کیچ نہ ہو سکتی تھی ۔ کیونکہ اس سے نشر ہونے والی آواز برقی لہروں کی بجائے ناڈو ریز میں بدل کر آگے بڑھتی تھی ۔ اسلئے صرف اسی ساخت کا ٹرانسمیٹر ہی اسے کیچ کر سکتا تھا ۔

مخصوص انداز میں بٹن دباتے ہی گھڑی کے ڈائل پر بارہ کا ہندسہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا ۔ چند لمحوں بعد ہندسہ سبز ہو گیا ۔

"ہیلو ۔۔۔۔ عمران کالنگ ہولیا ۔۔۔۔ اوور"۔ عمران نے گھڑی کے ڈائل کو منہ سے لگا کر سرگوشیانہ لہجے میں کہا ۔

"یس ۔۔۔۔ جولیا سپیکنگ ۔۔۔۔ اوور"۔ دوسری طرف سے جولیا

کی آواز سنائی دی۔
"تم لوگ کہاں موجود ہو ـــــ اوور" عمران نے پوچھا۔
"ہم ابھی ابھی واپس کوٹھی پہنچے ہیں ـــــ اوور" جولیا نے
جواب دیا۔
"اوہ ـــــ تم کوٹھی واپس کیوں چلے گئے ہو۔ وہاں تو شاگل
اس کے ساتھی چیکنگ کر رہے تھے۔ تم نے طے شدہ منصوبے
تحت پہاڑی کٹاؤ میں رہنا تھا ـــــ اوور" عمران نے انتہائی سخ
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"ہم نے تمام اسلحہ پھونک ڈالا تھا اس لئے ہمارا وہاں ر
فضول تھا۔ اوور" جولیا نے جواب دیا۔
"اوہ ـــــ تم لوگوں نے یہ کیا حماقت کی۔ اب ہمیں تمہار
دوسرے حملے کی شدید ضرورت تھی۔ ہم خفیہ اڈے کے دہانے پہ
چکے ہیں۔ اب ان لوگوں کی توجہ یہاں سے ہٹانی ضروری ہے
عمران کا لہجہ بے حد تلخ تھا۔
"سوری عمران ـــــ میرے ذہن میں یہ بات نہ آئی تھی کہ ت
دوسری بار بھی کورج کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ اوور" جولیا نے ند
بھرے لہجے میں کہا۔
"تمہارے پاس مشین گنیں اور میگزین تو ہوگا ـــــ اوور" عم
نے پوچھا۔
"ہاں ـــــ وہ توافر مقدار میں ہے۔ اوور" جولیا نے ج
دیا۔

"تم فوراً اپنے ساتھیوں کو لے کر اس کوٹھی سے نکل پڑو۔ اور
یاط رکھنا شاگل کے آدمی آس پاس ضرور موجود ہوں گے۔ نارٹن اور
ل جان تمہاری راہنمائی کریں گے۔ تم نے مغربی سمت سے اس
پہاڑیوں پر اٹیک ہونا ہے اور وہاں اس انداز میں پھیل کر فائرنگ
نے ہوئے مشرقی سمت کو ہٹتے چلے جانا ہے تاکہ وہاں موجود سب
تمہاری طرف ہٹتے چلے جائیں۔ جب مشرقی سمت پہنچ جاؤ تو
ہی اسی پہاڑی کٹاؤ میں گھس جانا، جہاں فیصل جان ہمیں لے
تھا۔ جب اڈہ تباہ ہو جائے گا تو میں بھی تم لوگوں سے وہیں آ
گا۔ اور بعد کے حالات کو میں خود کنٹرول کر لوں گا۔ اوور"
عمران نے اسے تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔
"بہتر ہے ـــــ ہم ابھی آ رہے ہیں ـــــ اوور"
جولیا نے جواب دیا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر رسیور
دیا۔ مگر دوسرے لمحے وہ ڈائل پر چھ کا ہندسہ جلتے بجھتے دیکھ کر
پڑا۔ اس نے تیزی سے مخصوص انداز میں رنڈ بٹن دبانا شروع
۔ اس ہندسے کے جلنے بجھنے کا مطلب تھا کہ کال بلیک زیرو کی
بلیک زیرو کو تو وہ بھول ہی چکا تھا۔ حالانکہ بلیک زیرو صبح
ی ان پہاڑیوں کی طرف آیا ہوا تھا۔
طاہر کالنگ عمران ـــــ اوور" مخصوص انداز میں بٹن دبتے ہی
زیرو کی آواز سنائی دی۔
"عمران سپیکنگ ـــــ اوور" عمران نے جواب دیا۔
"عمران صاحب۔ میں نے چیک کر لیا ہے، آپ اڈے کے دہانے

پر موجود ہیں۔ میں یہاں کی ایک اہم عمارت کے قریب اپنی کے میکا
میں ہوں۔ بلیکی کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اب نارمن یہاں کا انچارج
ہے۔ وہ ابھی ابھی اڈے میں وہاں کے انچارج مائیکل سے بات
کرنے گیا ہے۔ آپ اوپر نہ جائیں، سخت حفاظتی انتظامات ہیں
آپ کو فوراً چیک کر لیا جائے گا۔ اوور"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"لیکن اڈے کی تباہی کے لئے اڈے کے اندر جانا ضروری ہے
میں نارمن کی واپسی کا انتظار کر رہا ہوں۔ اس کے باہر آتے ہی میں
ایکشن میں آجاؤں گا —— اوور"۔ عمران نے کہا۔

"میں نے ایک اور راستہ کا پتہ چلایا تھا۔ جس انجنیئر نے اس اڈے
کا نقشہ بنایا ہے۔ اس سے میری سرسری بات ہوئی تھی۔ اس نے
بتایا ہے کہ اس پہاڑی کی مغربی جانب ایک بڑی غار ہے۔ جس کا اختتام
جہاں ہوتا ہے وہاں سے اس اڈے کے اندر معمولی سی کوشش سے
داخلہ ممکن ہے لیکن اب اس جگہ کو سیسے سے بھر دیا گیا ہے۔ اس لئے
اب وہ راستہ ناقابل استعمال ہو چکا ہے۔ اوور"۔
بلیک زیرو نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو، سیسے سے بھر دیا گیا ہے۔ پھر تو اسے بم
بھی نہیں اڑایا جا سکتا۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"جی ہاں —— اسی لئے میں نے بھی اس کا خیال چھوڑ دیا ہے
لیکن جس راستے سے آپ اندر جانا چاہتے ہیں، وہاں سے بھی دا
ناممکن ہے۔ اوور"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"بہرحال کچھ نہ کچھ تو کرنا ہے۔ دیکھو کیا ہوتا ہے بھلا"۔ عمران

"عمران صاحب —— میری ایک تجویز ہے آپ اگر نارمن کو باہر
نکلتے ہی کور کر لیں تو نارمن کے روپ میں آپ پورے علاقے کا کنٹرول
سنبھال سکتے ہیں۔ پھر نارمن کے روپ میں اڈے میں داخلہ ممکن بنایا جا
سکتا ہے۔ اوور"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"میں نے بھی یہ سوچا تھا لیکن نارمن کے جسم کا پھیلاؤ ہم میں سے
کسی کے برابر بھی نہیں ہے۔ اس لئے ایسا ہونا ناممکن ہے اوور"۔ عمران
نے جواب دیا۔

"میں اس کا روپ آسانی سے دھار سکتا ہوں آپ صرف اسے کور
کر لیں۔ پھر میں آپ تک پہنچ جاؤں گا میرے پاس میک اپ باکس بھی
ہے۔ اور نائٹ مر بھی۔ اور جہاں تک جسم کے پھیلاؤ کا تعلق ہے اس کا
بندوبست بھی میں کر سکتا ہوں۔ میں تین اوور کوٹ فوری طور پر حاصل کر
سکتا ہوں۔ ان کو جسم کے گرد باندھنے سے مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اوور"۔
بلیک زیرو نے کہا۔

"پھر ٹھیک ہے —— اوور اینڈ آل"۔ عمران نے کہا اور پھر ونڈ
بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ کیونکہ خفیہ دروازہ ایک بار پھر ظاہر ہو رہا تھا۔
اسی لمحے نارمن اندر سے ظاہر ہوا اور عمران اس پر چھلانگ لگانے
کی ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک ان پر ایک جال سا آ کر گرا اور پھر
وہ اس جال میں لپٹے ہوئے تیزی سے لڑھکتے چلے گئے۔ بالکل بے بسی
اور لاچاری کے عالم میں۔ اور نارمن ان کو اس طرح لڑھکتے دیکھ کر
بری طرح چونک پڑا۔

جولیا کو واپس کوٹھی میں پہنچے ہوئے ابھی دس منٹ ہی ہوئے تھے کہ عمران کی کال آگئی۔ اس وقت وہ سب کوٹھی کے ہال کمرے میں موجود تھے چنانچہ عمران کی ہدایات ختم ہوتے ہی جولیا نے سب کو تفصیل سے بتایا۔

"عمران صاحب درست کہہ رہے ہیں۔ ہمیں انہیں فوراً کور ج دینی چاہیے۔" ناٹران نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"لیکن صرف مشین گنوں سے فائرنگ کر کے ہم خود بھی وہاں پھنس سکتے ہیں۔" تنویر نے جواب دیا۔

لیکن جب باقی تمام ممبروں نے بھی ناٹران کی تائید کی تو جولیا نے احکامات دینے شروع کر دیئے۔ اور ابھی وہ کرسیوں سے اٹھے بھی نہ پائے تھے کہ فیصل جان دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"باس ——— شاگل کے آدمیوں نے کوٹھی کو پوری طرح گھیر لیا

ہے۔ وہ کسی بھی لمحے حملہ کر سکتے ہیں۔" فیصل جان نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— تو عمران صاحب کا خیال درست نکلا۔ پلیز جلدی کریں ہمیں فوراً ہی یہاں سے نکلنا ہوگا۔" ناٹران نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ باقی سب افراد بھی کھڑے ہو گئے۔

ان سب کے چہروں پر تشویش کے آثار ابھر آئے تھے۔

"میرے پیچھے آئیے۔" ناٹران نے کہا۔

"ٹھہرو ——— پہلے ہمیں میگزین لے لینا چاہیئے۔ اس کے بغیر ہمارا نکل جانا بھی بیکار ہوگا۔"

جولیا نے کہا اور ناٹران کے سر ہلاتے ہی وہ تیزی سے ایک کمرے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے لپکے۔ اس کمرے میں میگزین کے ڈبے پڑے ہوئے تھے۔ ڈبے کھول کر انہوں نے میگزین جیبوں میں بھرنا شروع کر دیئے۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ سارا میگزین اٹھاتے، اچانک کوٹھی کے بیرونی احاطے میں ایک ہلکا سا دھماکا سنائی دیا اور وہ تیزی سے باہر کو لپکے۔ مگر کمرے سے باہر قدم نکالتے ہی وہ سب لڑکھڑا کر گرتے چلے گئے۔ ناٹران اور تنویر نے ان کے ذہنوں پر فوری طور پر اندھیرے کی چادر چڑھا دی تھی۔ شاید کوٹھی میں کوئی زود اثر گیس کا بم پھینکا گیا تھا۔

اور جب جولیا کی آنکھ کھلی تو اس نے اپنے آپ کو ایک کرسی پر جکڑا ہوا پایا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے ہمراہ اسی طرح کرسیوں پر جکڑے

ہوئے تھے۔ یہ ایک بڑا سا ہال کمرہ تھا۔ کمرے کے اندر چار مشین گنوں
سے مسلح افراد موجود تھے۔ ایک آدمی جولیا کے ہر ساتھی کی ناک سے
ایک چھوٹی سی شیشی کا ڈھکن کھول کر لگاتا۔ اور پھر ڈھکن بند کر کے دوسرے
آدمی کی طرف بڑھ جاتا۔

چند لمحوں کے بعد جولیا کی طرح باقی سب بھی ہوش میں آ گئے۔

اسی لمحے ہال کمرے میں ایک طویل القامت نوجوان کمرے میں
داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر فتح مندی کے آثار تھے۔ آنکھوں میں
بے پناہ چمک تھی۔

" سنو دوستو! اب تم یہاں سے زندہ نہیں نکل سکتے۔ اس ہال کے
باہر ایک سو مسلح آدمی پہرہ دے رہے ہیں۔ ہاں تم میں سے جو میرے
سوالوں کے درست جواب دے گا، میں اس کی زندگی کی ضمانت دیتا
ہوں۔" اس نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسے دیکھتے ہی جولیا اور اس کے ساتھیوں نے پہچان لیا تھا کہ
وہ کافرستانی سیکرٹ سروس کا چیف شاگل تھا۔ شاگل سے وہ بے شمار مرتبہ
ٹکرا چکے تھے۔ ناٹران اور منیسل بھی اسے اچھی طرح پہچانتے تھے۔

" تم کیا پوچھنا چاہتے ہو۔" اچانک تنویر کی آواز سنائی دی۔ اس کا
لہجہ ایسا تھا کہ سب چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

" مجھے عمران کا پتہ چاہیے۔ عمران تم میں شامل نہیں ہے۔ میں نے
تم سب کے چہروں کو اچھی طرح دھلوا کر چیک کر لیا ہے۔ پہلے میرا خیال
تھا کہ وہ کسی میک اپ میں ہے لیکن تم سب میرے لئے اجنبی ہو اس
بات کا تو مجھے علم ہے کہ تم سب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبر ہو اور عمران

تمہارا ساتھی ہے لیکن عمران کہاں ہے" شاگل نے کہا۔

" اگر میں بتا دوں کہ عمران کہاں ہے تو کیا تم مجھے رہا کر دو گے"
تنویر نے کہا۔

" بالکل ـــــ یہ میرا وعدہ ہے اور میں نے کبھی اپنا وعدہ نہیں
توڑا" شاگل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تو پہلے مجھے یہاں سے کسی علیحدہ کمرے میں لے چلو۔ وہ بات ایسی
ہے کہ میں سب کے سامنے نہیں بتا سکتا۔ اور یہ بھی سن لو کہ صرف مجھے
ہی اس بات کا علم ہے کہ عمران کہاں ہے۔ کیونکہ بے ہوش ہونے سے
پہلے میرا عمران سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ ہوا تھا" تنویر نے جواب دیا۔

" تمہارا نام کیا ہے" شاگل نے کہا۔

" میرا نام تنویر ہے اور عمران کے بعد میں اس گروپ کا انچارج
ہوں اور یہ بھی سن لو کہ میں شروع سے عمران کے خلاف رہا ہوں
کیونکہ عمران ہمیشہ میرے راستے میں رکاوٹ بنا رہتا ہے۔ اگر وہ ختم
ہو جائے تو میں گروپ انچارج بن سکتا ہوں" تنویر نے جواب دیا۔

" تم شاید مجھے بیوقوف سمجھتے ہو، جو ایسی باتیں کر رہے ہو۔ جب
یہ گروپ ہی نہیں رہے گا تو تم کس کے انچارج بنو گے۔ میں صرف
تمہاری زندگی کی ضمانت دے سکتا ہوں، ان سب کی نہیں۔ انہیں
تو بہر حال مرنا ہی ہو گا" شاگل نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تم میری بات سمجھے نہیں ـــــ یہ گروپ میرے کسی کام کا
نہیں، یہ عمران کا حمایتی ہے اور اس کے بیشتر افراد میرے خلاف ہیں
اس لئے مجھے ان کے مرنے جینے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بیشک

ان سب کو قتل کر دو۔ مجھے کوئی فکر نہیں ہوگا۔ لیکن ظاہر ہے پاکیشیا
سیکرٹ سروس صرف انہی افراد کا نام نہیں ہے یہ تو صرف چند ممبر ہیں
ان کے بعد باقی لوگوں کا میں انچارج بن جاؤں گا۔"
تنویر نے فوراً ہی پینترہ بدلتے ہوئے کہا۔
" تو کیا میں تمہارے سامنے انہیں گولیوں سے بھون ڈالوں تمہیں
کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا۔" شاگل نے مسکراتے ہوئے کہا۔
" بے شک مار ڈالو —— مجھے بھلا کیا پرواہ ہو سکتی ہے۔ تنویر
نے بڑے سرد سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
" اوکے —— ابھی پتہ چل جاتا ہے کہ تم سچے ہو یا جھوٹے "
شاگل نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور پھر دو مشین گن برداروں
کو آگے آنے کا اشارہ کیا۔
اور دو مشین گن بردار تیزی سے آگے بڑھ آئے۔ ان دونوں
کی انگلیاں ٹریگر پر جمی ہوئی تھیں۔ اور آنکھوں میں خون کی چمک ابھر
آئی تھی
" ان سب کو بھون ڈالو —— تمام میگزین ان پر خالی کر دو۔
شاگل نے تنویر کے ساتھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
" ارے —— یہ کیا کر رہے ہو۔ مجھے تو اس قطار میں سے باہر
نکالو —— ورنہ میں بھی ساتھ ہی مارا جاؤں گا۔" تنویر نے چونکتے
ہوئے کہا۔
" اوہ۔ ہاں ٹھیک ہے —— اسے آزاد کر کے ایک طرف
دیوار کے ساتھ کھڑا کر دو۔ اور دیکھو اگر یہ کوئی چالاکی کرنے کی کوشش

کرے تو اس کا جسم بھی چھلنی کر دینا۔"
شاگل نے دو مشین گن برداروں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور وہ
دونوں اپنی مشین گنیں کندھوں سے لٹکا کر آگے بڑھے۔ انہوں نے
تنویر کی کرسی کی پشت پر آ کر اس کے جسم کے گرد بندھی ہوئی رسیاں
کھولنی شروع کر دیں۔ تنویر کے چہرے پر ایسی مسکراہٹ اور اطمینان
کے آثار تھے جیسے اسے اپنی زندگی بچ جانے پر بے پناہ مسرت اور
اطمینان محسوس ہو رہا ہو۔
" تنویر —— غداری کا انجام اچھا نہیں ہوگا " اچانک جولیا
نے غصیلے لہجے میں کہا۔
" شٹ اپ —— میں اس مسخرے عمران کی خاطر اپنی زندگی
داؤ پر نہیں لگا سکتا "، تنویر نے پلٹ کر جولیا کو بری طرح جھاڑتے
ہوئے کہا۔
اور جولیا کو دیئے جانے والے اس جواب کے بعد سب ممبروں
کے ذہنوں میں جو غلط فہمی سی پیدا ہو گئی تھی کہ شاید تنویر کوئی ڈاج دینے
کے لئے ایسی حرکت کر رہا ہے وہ دور ہو گئی۔ اور اب وہ اپنی زندگی
کے بارے میں از حد سنجیدہ ہو گئے۔ کیونکہ کچھ بھی ہو تنویر کم از کم جولیا
کو اس انداز میں جواب نہ دے سکتا تھا لیکن وہ سب مجبور تھے۔ کیونکہ
باندھنے والوں نے انہیں اس ماہرانہ انداز میں باندھا تھا کہ جسم تو
ایک طرف وہ اپنے ہاتھ کی ایک انگلی تک کو بھی حرکت نہ دے سکتے
تھے۔
" تم اپنے انجام کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ان مشین گنوں سے نکلنے

والی گولیاں چند لمحوں بعد تمہارے جسموں میں موجود ہوں گی۔"
شاگل نے بڑے زہریلے لہجے میں جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔
اور جولیا نے جواب میں دانت بھینچ لئے۔

تنویر کی رسیاں کھل چکی تھیں اور تنویر کرسی سے اٹھ کر اپنی دونوں کلائیاں مسل رہا تھا۔ جیسے وہ رکا ہوا دوران خون چالو کر رہا ہو۔ اسے کھولنے والے دونوں افراد نے اپنی مشین گنیں سنبھال لی تھیں۔ اب دو مشین گنیں تنویر کے سامنے اور دو اس کی پشت پر تھیں۔

"شکریہ جناب ——— اب آپ جس طرح چاہیں انہیں گولیاں ماریں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔" تنویر نے بڑے مطمئن لہجے میں قریب کھڑے ہوئے شاگل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے ——— تم سامنے والی دیوار سے لگ کر کھڑے ہو جاؤ۔ دو مشین گن بردار تم پر پہرہ دیں گے۔" شاگل نے سخت لہجے میں کہا۔

"ویسے آپ کہیں تو میں ان سب کا تفصیلی تعارف کرا دوں تاکہ آپ کو معلوم ہو سکے کہ آپ نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کون کون سے اہم ترین رکن ختم کئے ہیں۔" تنویر نے قدم آگے بڑھاتے ہوئے شاگل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے کسی تعارف کی ضرورت نہیں ہے۔" شاگل نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سنو دوست ——— ہو سکے تو اس لڑکی کو فی الحال قتل نہ کرو،

ایسی خوبصورت، پرشباب اور نوجوان لڑکیاں قسمت والوں کو ملتی ہیں۔ میں دس سال سے اس کے لئے تڑپ رہا ہوں، تم چاہو تو عیش کر سکتے ہو۔" تنویر نے مڑ کر جولیا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ عیاش اور پرہوس لوگوں جیسا تھا۔

"نہیں ——— میں اس چکر میں نہیں پڑتا۔" شاگل نے جواب دیا

"چلو ——— تمہاری مرضی۔" تنویر نے کندھے جھٹکتے ہوئے کہا۔ اور ایک قدم اور آگے بڑھایا۔

مگر دوسرا لمحہ شاگل اور اس کے ساتھیوں کے لئے انتہائی حیرت انگیز ثابت ہوا کیونکہ تنویر جو شاگل کے بالکل قریب پہنچ چکا تھا اچانک بجلی کی سی تیزی سے اس پر جھپٹا اور پھر پلک جھپکنے میں وہ شاگل کو اپنے بازوؤں میں جکڑ کر پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

"خبردار ——— اگر کسی نے حرکت کی تو میں شاگل کی گردن توڑ دوں گا۔" تنویر نے بھوکے بھیڑیئے کی طرح غراتے ہوئے کہا۔

شاگل نے پہلے جھٹکے کے بعد اپنے آپ کو چھڑانے کی بے حد کوشش کی لیکن تنویر کے بازوؤں سے نکل جانا آسان نہ تھا۔

"تت ——— تت ——— تم بچ کر نہیں جا سکتے۔" شاگل نے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا۔

"تم نے اس لڑکی سے عیش کرنے سے انکار کر کے میری توہین کی ہے۔ اس لئے میں نے یہ قدم اٹھایا ہے۔" تنویر نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے شاگل کی گردن کو ایک زوردار جھٹکا دیا اور شاگل کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔

"مم ــ مم ــــ میں تمہاری بات مان لیتا ہوں"، شاگل نے بڑی مشکل سے منہ سے الفاظ نکالتے ہوئے کہا۔

"ہاں ــــ مان لو تو اچھے رہو گے ــــ لیکن اب میں بھی عیش میں شامل ہوں گا۔" تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

شاگل کے ساتھی چاروں مشین گن بردار بت بنے کھڑے تھے۔ شاگل کو تنویر نے اپنے سینے سے لگا رکھا تھا۔ اور خود اس کی پشت پر دیوار تھی۔ اس لئے وہ کچھ بھی نہ کر سکتے تھے۔ تنویر کو ختم کرنے کا مقصد تھا کہ پہلے شاگل کے سینے میں گولیاں چلائی جائیں۔

"مم ــ مم ــــ مجھے منظور ہے ــــ اس لڑکی کو آزاد کر دو" شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

"نہیں ــــ اس طرح نہیں ــــ پہلے یہ چاروں اپنی مشین گنیں فرش پر پھینک دیں، پھر جولیا کو آزاد کرائیں"، تنویر نے کہا۔

اور شاگل نے سر ہلا کر اپنے ساتھیوں کو اس کی بات ماننے کا اشارہ کیا اب اس کی گردن پر تنویر کے بازو کی گرفت اتنی سخت تھی کہ اس کے حلق سے الفاظ نہیں نکل رہے تھے۔

پھر ان چاروں نے اپنی مشین گنیں فرش پر پھینک دیں۔ اور پھر دو افراد تیزی سے جولیا کی طرف بڑھے۔

"تم دونوں پیچھے ہٹ جاؤ" تنویر نے چیختے ہوئے ان دو افراد سے کہا جو ابھی تک مشین گنوں کے قریب کھڑے تھے۔ اور وہ دونوں تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے گئے۔

جولیا اور اس کے ساتھی تنویر کے اس عجیب و غریب رویئے پر سخت

حیران تھے۔ وہ سارے ساتھیوں کو رہا کرانے کی بجائے صرف جولیا کو آزاد کروا رہا تھا۔

بہرحال جولیا کی رسیاں کھل گئیں۔ لیکن اسے کھولنے والے افراد نے اسے بازوؤں سے پکڑا ہوا تھا۔

"اسے میرے پاس لے آؤ" تنویر نے کہا اور جب جولیا اس کے قریب پہنچ گئی تو تنویر نے ان دونوں افراد کو اپنے ساتھیوں کے پاس جانے کے لئے کہا۔

ان کی جھجک پر اس نے شاگل کی گردن پر ایک زوردار جھٹکا مارا اور شاگل کے حلق سے گھٹی گھٹی چیخ نکل گئی۔ اور وہ دونوں تیزی سے ایک طرف کھڑے اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گئے۔

"مس جولیا ــــ کیا خیال ہے ــــ اب آپ تیار ہیں" تنویر نے بڑے سٹائل سے اسے آنکھ مارتے ہوئے کہا اور جولیا اس کا فقرہ سنتے ہی بجلی کی سی تیزی سے ایک مشین گن پر جھپٹی۔

دوسرے لمحے اس نے مشین گن اٹھا کر اس کا رخ ان چاروں کی طرف کر دیا۔

"یہ ــــ یہ کیا کر رہے ہو ــــ تمہارا وعدہ"

شاگل نے اچانک صورت حال کو بدلتے دیکھ کر کہا اور اسی لمحے اس نے انتہائی غصیلے انداز میں اپنے جسم کو ایک زوردار جھٹکا دیا اور تنویر جو جولیا کے آزاد ہونے پر قدرے مطمئن ہو چکا تھا اپنے آپ کو بروقت نہ سنبھال سکا۔ اور اس کے پیر زمین سے اٹھ گئے۔ اور وہ شاگل کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا پشت کے بل سامنے فرش پر جا گرا

شاگل کے آزاد ہوتے ہی اس کے ساتھی بھی برق رفتاری سے حرکت میں آئے۔ انہوں نے پھرتی سے ریوالور نکالنے چاہے مگر جولیا نے ٹریگر دبا دیا۔

دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کے ساتھ چیخیں ابھریں اور وہ چاروں ہی فرش پر گر کر تڑپنے لگے۔ شاگل نے تنویر کے نیچے گرتے ہی عقلمندی کا مظاہرہ کیا اور دوسرے لمحے اس نے زوردار چھلانگ لگائی اور اڑتا ہوا دروازے سے باہر نکل گیا۔

تنویر نے بھی نیچے گرتے ہی جمپ لگایا اور اس نے شاگل کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن وہ دروازے سے ٹکرا کر رہ گیا۔

"یہ سنبھالو تنویر ——— اور باہر دیکھو" جولیا نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن تنویر کی طرف اچھال دی۔ اور تنویر نے مشین گن سنبھالتے ہی اس کی باڑھ دروازے کے باہر ماری اور پھر وہ اسی طرح فائرنگ کرتا ہوا باہر نکل گیا۔

جبکہ جولیا نے انتہائی پھرتی سے اپنے سامنے موجود نعمانی کی رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔ اس کے ہاتھ تیزی سے چل رہے تھے۔ نعمانی آزاد ہوتے ہی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"آپ دروازہ دیکھیں ——— میں انہیں رہا کرتا ہوں۔ میرے پاس خنجر ہے"۔ نعمانی نے پنڈلی سے بندھا ہوا خنجر نکالتے ہوئے کہا اور جولیا نے ایک اور مشین گن اٹھائی اور تیزی سے دروازے سے باہر نکل گئی۔

باہر اب فائرنگ کی آوازیں بند ہو گئیں تھیں۔

نعمانی نے خنجر کی مدد سے چند ہی لمحوں میں سب ساتھیوں کو آزاد کرا لیا اور پھر باقی دو مشین گنیں اٹھائے وہ بھی کمرے سے باہر آ گئے۔ تنویر اور جولیا واپس آ رہے تھے۔

"میں نے تو سارا چکر اسی لئے چلایا تھا کہ وہ الو کا پٹھا کہہ رہا تھا کہ اس کے سو مسلح افراد باہر موجود ہیں، باہر تو چڑیا کا بچہ تک نہیں ہے" تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہمیں جلد یہاں سے نکل جانا چاہیئے ——— وہ اپنے آدمی لیکر ہم پر چڑھ دوڑے گا۔" ناٹران نے تیز لہجے میں کہا اور جولیا کے سر ہلاتے ہی وہ تیزی سے عمارت کی عقبی سمت دوڑتے چلے گئے۔ اسی لمحے انہیں بہت سے لوگوں کی عمارت کی طرف دوڑ کر آنے کی آوازیں سنائی دیں۔ مگر وہ سب تیزی سے بکھر کر مختلف گلیوں سے ہوتے ہوئے اس عمارت سے دور ہوتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ اسی کالونی سے کافی فاصلے پر کھیتوں میں پہنچ گئے۔ یہاں پہنچ کر وہ سب اکٹھے ہو گئے۔

"اب ہمیں فوراً پہاڑیوں کی طرف چلنا چاہیئے"۔ جولیا نے کہا۔

"مس جولیا ——— ! بغیر بھاری اسلحے کے ان پہاڑیوں کی طرف جانا خودکشی کے مترادف ہے"۔ ناٹران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تو پھر کیا کیا جائے ——— اسلحہ کہاں سے لیا جائے"۔ جولیا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اسلحہ ہمیں اسی عمارت سے مل سکتا ہے۔ اس وقت اور کہیں

سے ملنا مشکل ہے۔" ناٹران نے جواب دیا۔

" مگر وہاں جانا تو حماقت ہوگی ——— وہ لوگ الٹا ہمیں تلاش کر رہے ہوں گے"۔ صدیقی نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" میں اور فیصل جان واپس جاتے ہیں۔ آپ لوگ پہاڑیوں کی طرف نکل جائیں۔ اور اسی کٹاؤ میں چھپ کر عمران صاحب سے بات کر کے صورت حال معلوم کریں۔ ہم اسلحہ جس قدر بھی مل سکا لے کر آپ کے پاس پہنچ جائیں گے"۔

ناٹران نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے ——— ٹھیک ہے ——— نعمانی تم اپنا بی سکس ٹرانسمیٹر ناٹران کو دے دو۔ اس طرح رابطے میں آسانی رہے گی۔ آپ کو اس کا آپریشن آتا ہے نا"۔ جولیا نے بڑے باوقار لہجے میں کہا

" ہاں مس ——— آپ فکر نہ کریں"۔ ناٹران نے کہا اور پھر اس نے نعمانی کی دی ہوئی کلائی کی گھڑی تھام لی۔ اور دوسرے لمحے وہ اور فیصل جان تیز تیز قدم اٹھاتے اندھیرے میں گم ہوتے چلے گئے

" آؤ چلیں" ——— جولیا نے ان کے جاتے ہی کہا۔ اور پھر وہ سب بڑے محتاط انداز میں قدم اٹھاتے ہوئے پہاڑیوں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

ان کے پاس چار مشین گنیں تھیں جن میں سے ایک جولیا نے تھا رکھی تھی۔ ایک تنویر کے پاس تھی، تیسری صدیقی اور چوتھی چوہان کے قبضے میں تھی جبکہ باقی افراد خالی ہاتھ تھے۔

کھیتوں سے نکل کر وہ ایک سڑک پر پہنچے اور پھر گھپ اندھیرے

میں سڑک پار کر کے وہ جیسے ہی پہاڑیوں کے قریب پہنچے اچانک انہیں یوں محسوس ہوا۔ جیسے ان کے سروں پر سورج پھٹ پڑا ہو۔

تیز روشنی اچانک ہی پھیل گئی۔ یہ روشنی اتنی تیز تھی کہ ان کی آنکھیں اندھی ہو گئیں۔ انتہائی تیز روشنی کی وجہ سے ان کی آنکھوں میں اندھیرے اتر آئے تھے۔

پھر ان کے ہاتھوں سے مشین گنیں نکلتی چلی گئیں۔ جب ان کی آنکھیں دیکھنے کے قابل ہوئیں تو وہ اپنے گرد بیس افراد کو دیکھ کر حیرت سے بت بنے رہ گئے۔ بیس مسلح افراد نے ان کے گرد باقاعدہ گھیرا ڈال رکھا تھا۔

بلیک زیرو عمران وغیرہ سے بچھڑ کر جب واپس پہاڑیوں پر پہنچا تو تھوڑی دیر بعد ایک اکیلا آدمی اس کے ہتھے چڑھ گیا اور اس نے کنپٹی پر ایک ہی مخصوص انداز کی ضرب لگا کر اسے بے ہوش کر دیا تھا اور پھر وہ اسے اٹھائے ہوئے نزدیکی غار میں گھستا چلا گیا۔

اس نے سب سے پہلے اپنے چہرے پر اس کا میک اپ کیا اور پھر اس کا لباس پہننے کے بعد اس نے اسے ہوش دلایا اور پھر اپنے مخصوص حربوں کی مدد سے اس نے چند ہی لمحوں میں اس سے سب کچھ اگلوا لیا۔ اور یہ سن کر اسے بڑی مسرت ہوئی کہ وہ شخص کوئی عام سپاہی ٹائپ نہ تھا۔ بلکہ وہ ایک علاقے کا انچارج تھا۔ اس کا نام جانسن تھا اور وہ بلیکی کا معتمد تھا۔ اور اس کا نمبر ٹو تھا۔

بس اتفاق سے وہ چیکنگ کے لئے اکیلا نکل کھڑا ہوا اور بلیک زیرو کے ہتھے چڑھ گیا۔ بلیک زیرو نے اس کی گردن گھما کر منکا توڑنے کا

حساس دلا کر اس سے سب کچھ پوچھ لیا تھا۔

اور پھر جب اس کے خیال کے مطابق جو کچھ پوچھنا ضروری تھا پوچھنے کے بعد اس نے دونوں ہاتھوں کو مخصوص انداز میں زور دار خطکا دیا اور کلک کی آواز کے ساتھ ہی جانسن کا جسم اس بری لسرح تڑپا کہ بلیک زیرو بھی اچھل کر پشت کے بل غار کی دیوار سے جا ٹکرایا۔

دیوار سے ٹکراتے ہی وہ تیزی سے دوبارہ اس پر حملہ آور ہوا مگر پھر رک گیا کیونکہ جانسن کی گردن ڈھلک چکی تھی۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔

بلیک زیرو نے قریب پڑا ہوا بھاری پتھر اٹھایا اور مردہ جانسن کے چہرے پر اس پتھر سے ضربیں لگانی شروع کر دیں۔ وہ اس کی ناخت ہمیشہ کے لیے ختم کر دینا چاہتا تھا۔ چار پانچ ضربوں سے انسن کا چہرہ بھرتہ بن گیا۔

بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے پتھر ایک طرف پھینک دیا۔ کسی لاش پر اس قسم کی کارروائی کرتے ہوئے اسے بیشہ تکلیف سی محسوس ہوتی تھی۔ لیکن اپنی زندگی بچانے کی مجبوری ھی۔ اس لئے اسے ایسا کرنا پڑتا تھا۔

بلیک زیرو جانسن کی مشین گن سنبھالے باہر نکلا۔ اس نے ادھر دھر پڑے ہوئے بڑے بڑے پتھر اٹھا کر غار کے دہانے پر رکھ دیئے س طرح غار کا دہانہ عارضی طور پر بند ہو گیا اور پھر بلیک زیرو جانسن کے روپ میں چلتا ہوا بڑے اطمینان سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

اسے اپنے میک اپ پر پورا بھروسہ تھا اور جانسن کا لہجہ اختیار

کرنا اس کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اسے کسی مسئلہ سے دوچار نہ ہونا پڑا۔ اور وہ اہم عمارات کے قریب پہنچ گیا۔ وہاں اس نے اڈے کو چیک کرنے اور پورے انتظامات دیکھنے بھالنے میں پوری احتیاط سے کام لیا۔

دوپہر کو اس کی ڈیوٹی ختم ہوئی تو وہ سارے لوگوں کے ساتھ ایک بڑی عمارت میں پہنچ گیا۔ جہاں کھانا کھانے کے بعد اس نے جانسن کے روپ میں مختلف افراد سے خاصی گپ شپ کی۔ کسی کو اس پر شک نہ گزرا اور گزر بھی کیسے سکتا تھا۔ وہ ہر طرح سے محتاط تھا۔

شام کو اس کی ڈیوٹی عمارت کے قریب لگائی گئی۔ اور بلیکی نے اسے خاص طور پر ہوشیار رہنے کی تلقین کی۔ اسے معلوم تھا کہ رات پڑتے ہی عمران اور اس کے ساتھی پہاڑیوں پر حملہ کریں گے۔ اس نے کوئی ٹرانسمیٹر کال اس لئے نہ کی کیونکہ اسے خدشہ تھا کہ کہیں کال چیک نہ کر لی جائے۔ اس کی کلائی پر بی سکس ٹرانسمیٹر والی گھڑی موجود تھی لیکن اس کی رینج اتنی زیادہ نہ تھی کہ وہ اس سے راگ پور شہر کے اندر موجود عمران سے بات کر سکتا۔ اس لئے وہ بس خاموش رہا۔

پھر اس وقت وہ چونکا جب اس نے بلیکی کو دس افراد کے ساتھ لنکنگ اسٹیشن سے نکل کر تیزی سے پہاڑیوں کی طرف بڑھتے دیکھا وہ وہاں اس لئے خاموش کھڑا رہا کہ ارد گرد بہت سے لوگ بکھرے ہوئے تھے۔ اور وہ اپنے طور پر کوئی کارروائی کر کے اپنے آپ کو مشکوک نہ کر سکتا تھا۔

کافی دیر بعد اس نے پہاڑی کی دوسری طرف اچانک بھاگتے قدموں

کی آوازیں سنیں۔ اور ابھی وہ صورت حال کو سمجھ ہی رہا تھا کہ پہاڑی کے اس طرف قیامت برپا ہو گئی۔ اندھیرے میں میزائلوں کی روشنیاں اور ان کے خوفناک دھماکوں سے پوری پہاڑیاں لرز اٹھی تھیں۔

یہ فائرنگ کچھ دیر ہوتی رہی۔ پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

تھوڑی دیر بعد اس نے نارمن کو اپنے آدمیوں سمیت اس پہاڑی سے واپس آتے دیکھا۔ انہوں نے بلیکی کو اٹھایا ہوا تھا۔

"باس کو کیا ہوا ہے سر" ——— بلیک زیرو نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"یہ بے ہوش ہیں ——— تم اپنی ڈیوٹی دو" نارمن نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔ اور بلیکی کو لئے اس عمارت میں داخل ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے بلیکی کو نارمن سمیت عمارت سے باہر آتے دیکھا۔

"آپ ٹھیک ہیں سر" ——— جانسن نے لہجے میں مسرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"او وہ جانسن ——— تم بھی میرے ساتھ آؤ" ——— بلیکی نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس طرح بلیک زیرو کو اس کے ساتھ جانے کا موقعہ مل گیا۔

دس بارہ افراد مزید بھی ساتھ تھے اور پھر راستے میں سرگوشیوں اور اشاروں کی مدد سے اسے ساری صورت حال کا علم ہو گیا۔ کہ عمران اور اس کے تین ساتھیوں نے شاگل کے روپ میں پہاڑیوں پر چڑھنا چاہا مگر بلیکی بے حد ہوشیار تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر شاگل سے بات کر لی اور پھر وہ انہیں

ٹریپ کر کے اوپر لے آیا۔ اس نے ان پر فائر کھولنے کا حکم دیا مگر اسی لمحے
دور کی پہاڑی سے میزائلوں کا حملہ ہوا اور بلیکی بے ہوش ہو کر ایک غار
میں گر پڑا۔

بعد میں عمران اور اس کے ساتھی بھی فرار ہو گئے۔ اور حملہ کرنے
والے بھی۔ اب بلیکی ہوش میں آ کر عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں
کو تلاش کرنے جا رہا تھا۔

بلیک زیرو کا دل بیٹھنے لگا۔ اسے عمران سے اس قسم کی حماقت
کی توقع نہیں تھی۔ کہ وہ اس طرح اندھا داؤ کھیلے گا۔ جس طرح عین
اس پہاڑی پر میزائل پھٹے تھے جہاں عمران اپنے ساتھیوں سمیت موجود
تھا وہاں سے ان کا زندہ بچ کر نکل جانا ناممکن نظر آتا تھا۔ لیکن پھر
اس نے دل ہی دل میں اپنا خیال بدل ڈالا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عمران کا
ذہن اس سے کہیں آگے تھا۔ اس نے کچھ سوچ کر ہی یہ سب کچھ کیا
ہوگا۔ جو بظاہر حماقت کا پلندہ نظر آتا تھا۔

لیکن اسے معلوم تھا کہ ان بظاہر حماقت کے پلندوں کے نتائج
انتہائی حیرت انگیز نکلتے تھے اور پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں
کے نہ ملنے کا مطلب یہی نکالا جا سکتا تھا کہ وہ بچ کر نکل جانے میں کامیاب
ہو گئے ہیں اور پھر اس کے خیال کی تصدیق ہو گئی کیونکہ بلیکی کے ساتھ رہ
کر ایک ایک جھاڑی اور غار دیکھنے کے باوجود عمران اور اس کے ساتھیوں
کا کچھ پتہ نہ چلا۔

چیف باس کی کال آنے پر بلیکی واپس مڑ گیا۔ اس وقت وہ ایک کھائی
کا ٹارچ کی مدد سے جائزہ لے رہا تھا۔ واپسی پر بلیک زیرو بھی بلیکی
کے ساتھ اس عمارت میں داخل ہوا۔ لیکن مخصوص کمرے میں جاتے
ہوئے بلیکی نے انہیں باہر رکنے کا اشارہ کیا تھا اور بلیک زیرو چار
ساتھیوں سمیت باہر رک گیا۔ اور بلیکی اور نارمن مخصوص کمرے کے اندر
چلے گئے۔

پھر جب اندر سے فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں تو وہ اپنے ساتھیوں
سمیت بے اختیار اندر گھستا چلا گیا۔ اور اندر جا کر اسے معلوم ہوا کہ بلیکی کو
چیف باس کے حکم پر نارمن نے ختم کر دیا ہے اور اب نارمن ہی پورے
آپریشن کا واحد انچارج ہے۔

نارمن نے جانسن کو اس عمارت کے باہر کھڑے ہو کر پہرہ دینے
کا حکم دیا اور دیگر ساتھیوں کو اس نے مزید احکامات دینے شروع کر
دیئے۔

بلیک زیرو خاموشی سے عمارت کے پہلو میں ایک بڑی چٹان کی آڑ
میں چھپ کر کھڑا ہو گیا۔ اب اس کا ذہن کہہ رہا تھا کہ اسے خود کوئی فیصلہ کن
قدم اٹھانا چاہیئے۔ اور پھر اسے خیال آ گیا کہ اگر وہ کسی طرح نارمن کا
روپ دھار لے تو اس کے لئے تمام مشکلات حل ہو سکتی ہیں۔

نارمن کے روپ میں اسے بے پناہ آزادی مل سکتی ہے۔ اس
کے پاس میک اپ باکس اور نائٹ ہر موجود تھا۔ جس کی مدد سے وہ
بڑی آسانی سے نارمن کا روپ دھار سکتا تھا۔ لیکن اصل مسئلہ نارمن کے
جسم کے پھیلاؤ کا تھا۔ اس کے لئے اس کے ذہن میں یہی خیال آیا کہ
اگر وہ دو تین اوور کوٹ اپنے جسم کے گرد باندھ لے تو یہ مسئلہ حل ہو سکتا
ہے۔

نارمن اوپر چوٹی کی طرف جا کر اپنے ساتھیوں کو ہدایات دینے
میں مصروف تھا۔ اس لئے بلیک زیرو تیزی سے مڑا اور عمارت میں
داخل ہو گیا۔ اس نے ایک دروازے پر سٹور کی تختی دیکھ لی تھی۔ پھر
سٹور کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے ہی اس کی آنکھیں مسرت سے
چمک اٹھیں۔ وہاں اوورکوٹوں کا ایک ڈھیر موجود تھا۔ اس نے تین
اوورکوٹ اٹھائے اور انہیں اپنے بڑے کوٹ کے اندر چھپا کر
باہر نکل کر دوبارہ اسی چٹان کے پاس پہنچ گیا۔
اس نے کوٹ چٹان کی اوٹ میں رکھ دیئے اور نارمن کو چیک
کرنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد وہ نارمن کو اس کے جسم کے پھیلاؤ کی وجہ سے پہچان
گیا۔ نارمن کو اس نے سامنے والی شمالی پہاڑی کے دامن کی طرف
جاتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اس پہاڑی کے نیچے خفیہ
ڈہ موجود ہے۔ اس نے نارمن کے پیچھے جانے کا فیصلہ کیا۔
لیکن اس سے پہلے کہ وہ اس چٹان کی اوٹ سے نکلتا اچانک اس
کی نظر ایک شخص پر پڑی جو بڑے محتاط انداز میں دائیں طرف کی پہاڑی
ڈھلوان سے نیچے اتر کر نارمن کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کا لباس
و بتا رہا تھا کہ وہ نارمن کا آدمی ہے مگر اس کا محتاط انداز سا نا پہچانا
ے رہا تھا۔ اور پھر اس نے تین دیگر افراد کو بھی پہلے آدمی کے تعاقب میں
حتیاط سے نیچے اترتے ہوئے دیکھا۔
اور پھر ان میں سے ایک کو دیکھ کر وہ بری طرح چونک پڑا۔ وہ
می ڈیل ڈول سے جوانا کے علاوہ اور کوئی نہ ہو سکتا تھا۔ دوسرے

لمحے اس کے ذہن میں برق سی کوندی۔ اب وہ آگے جانے والے
آدمی کو پہچان گیا تھا۔
"اوہ —— تو یہ فرار نہیں ہوئے بلکہ نہ صرف بچ نکلے ہیں
انہوں نے نارمن کے آدمیوں کا روپ بھی دھار لیا ہے۔
"گڈ شو —— بلیک زیرو نے دل ہی دل میں عمران کی ذہانت کی
داد دیتے ہوئے کہا۔ وہ دیکھ رہا تھا کہ نارمن اڈے کی طرف جا رہا تھا
جبکہ عمران اور اس کے ساتھی اس کے پیچھے جا رہے ہیں۔
عمران اور اس کے ساتھی جب ڈھلان پر پہنچے تو اس وقت،
نارمن خفیہ دہانے پر پہنچ چکا تھا۔ یہ دہانہ بظاہر ایک چھوٹی سی غار
تھی لیکن بلیک زیرو نے معلوم کر لیا تھا کہ یہاں جاسوسی کے جدید ترین
آلات ایسی مہارت سے نصب کئے گئے ہیں کہ انسان ایک لمحے میں چیک
کیا جا سکتا ہے۔
جس جگہ عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے ان سے چند قدموں
کے فاصلے پر حفاظتی حصار شروع ہو جاتا تھا۔ اس حفاظتی حصار کا تعلق
اڈے کے اندر تھا اور وہیں سے ساری چیکنگ ہوتی تھی۔
عمران اپنے ساتھیوں کو نیچے روک کر خود اوپر ڈھلوان پر چڑھنے
لگا اور بلیک زیرو کے دل میں بے چینی پیدا ہونے لگی۔ اسے معلوم تھا
کہ عمران نادانستگی میں پھنس جائے گا۔ لیکن وہ اسے فوری طور پر روک
نہ سکتا تھا۔
اسی لمحے اسے بی سکس ٹرانسمیٹر کا خیال آیا۔ اس نے تیزی سے
کلائی کی گھڑی اتاری مگر اس سے پہلے کہ وہ اس کا ونڈ بٹن کھینچتا ا

نے عمران کو رکتے ہوئے دیکھا۔ اس نے بھی ہاتھ روک لیا۔ پھر اس کے
دیکھتے ہی دیکھتے دروازہ کھلا اور نارمن اندر چلا گیا۔ دروازہ اس کے پیچھے
بند ہو گیا۔ جبکہ عمران پیچھے ہی رہ گیا تھا۔

اسی لمحے عمران نے ہاتھ اٹھا کر مخصوص اشارہ کیا اور اس کے ساتھی
تیزی سے چلتے ہوئے اس کے پاس پہنچ گئے۔ یہ مخصوص اشارہ دیکھ کر
بلیک زیرو کا رہا سہا شک بھی دور ہو گیا۔ کیونکہ یہ اشارہ عمران کے ساتھ
ہی مخصوص تھا۔

اس نے گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچا اور اسے مخصوص انداز میں دبانا شروع
کر دیا۔ مگر دوسرے لمحے وہ رک گیا۔ کیونکہ گھڑی پر نو کا ہندسہ تیزی سے جلنے
بجھنے لگا۔ اس کا مطلب تھا کہ ٹرانسمیٹر پر پہلے سے کال چل رہی ہے۔

بلیک زیرو سمجھ گیا کہ عمران کال کر رہا ہے کیونکہ عمران کے پاس بی سکس
کا انتہائی طاقتور ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ جس سے وہ دور تک کی رینج میں بات
کر سکتا تھا۔ وہ خاموشی سے نو کے ہندسے کو جلتا بجھتا دیکھ رہا تھا۔

کال کافی دیر تک چلتی رہی اور پھر اچانک نو کا ہندسہ بجھ گیا اور چھ کا ہندسہ
جل اٹھا۔ اور بلیک زیرو چونک پڑا۔ کیونکہ چھ کا ہندسہ جلنے کا مطلب تھا
کہ اب اس کا لنک عمران سے ہو چکا ہے۔

"طاہر کالنگ عمران —— اوور" —— بلیک زیرو نے بات کا
آغاز کرتے ہوئے کہا۔

اسے چونکہ معلوم تھا کہ عمران کے ساتھی اس کے پاس موجود ہیں۔
اس لئے اس نے طاہر کا نام لیا تھا۔

"عمران سپیکنگ —— اوور" دوسری طرف سے عمران کی مدھم سی

آواز سنائی دی اور پھر بلیک زیرو نے عمران کو وہاں کی صورت حال کے
متعلق تفصیل سے بتا دیا۔

اس نے اڈے کو بھی ڈسکس کیا اور آخر میں طے ہوا کہ عمران نارمن کو
باہر نکلتے ہی کور کرے۔ اور بلیک زیرو چٹان کی اوٹ میں موجود کوٹ لیکر
ان کے پاس پہنچ جائے گا اور پھر وہ نارمن کے روپ میں آجائے۔

مگر اچانک ہی سلسلہ ختم ہو گیا اور اسی لمحے بلیک زیرو نے کیمپ کا
دروازہ دوبارہ کھلتے ہوئے دیکھا۔ اور وہ سمجھ گیا کہ نارمن باہر آرہا ہے
اس لئے عمران نے کال اچانک ختم کر دی ہے۔

اس نے تیزی سے گھڑی دوبارہ کلائی سے باندھی اور پھر اس نے
جھک کر چٹان سے کوٹ اکٹھے کر کے اٹھائے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ نارمن
کے باہر نکلتے ہی عمران نے اس پر جھپٹ پڑنا ہے۔

مگر جیسے ہی وہ کوٹ اٹھا کر سیدھا ہوا۔ حیرت سے بت بنا کھڑے کا
کھڑا رہ گیا۔

اس کے سامنے حیرت انگیز منظر تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی ایک
جال میں لپٹے تیزی سے پہاڑی ڈھلوان پر لڑھکتے چلے جا رہے تھے۔ جبکہ
نارمن حیرت سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔

اور پھر ڈھلوان کے آخر میں پہنچتے ہی ڈھلان کا وہ حصہ تیزی سے
پھٹا اور عمران اور اس کے ساتھی اس جال میں لپٹے ہوئے پہاڑی کے
اندر غائب ہو گئے۔ جبکہ نارمن بھی بلیک زیرو کی طرح بت بنا کھڑا یہ سب
کچھ دیکھ رہا تھا۔

بلیک زیرو کے ہاتھ سے کوٹ گر گئے۔ اس نے نارمن کو ایک بار پھر

غار کے دہانے کی طرف لپکتے دیکھا۔ وہ شاید اندر بات چیت کرنا چاہتا
تھا۔ اب بلیک زیرو کے لئے وہاں رکنا محال تھا۔ اس لئے وہ تیزی سے
حرکت میں آیا اور پھر جھاڑیوں کی آڑ لیتا ہوا نارمن کی طرف بڑھتا چلا گیا۔
نارمن غار کے دہانے پر باتوں میں مصروف تھا۔ جیسے ہی بلیک زیرو
نارمن کے پیچھے پہنچا، اچانک اس کا پیر ایک پتھر پر پڑا اور پتھر کھسک
گیا۔

آواز پیدا ہوتے ہی نارمن اچھل کر مڑا۔ اور بلیک زیرو نے اس
پر چھلانگ لگا دی۔ مگر نارمن انتہائی پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا۔
اور بلیک زیرو اپنے ہی زور میں اس غار کے چھوٹے سے دہانے
سے جا ٹکرایا۔ اس نے دونوں ہاتھ آگے کر کے اپنے چہرے کو چٹانوں
سے ٹکرانے سے بچانے کی کوشش کی۔ مگر جیسے ہی اس کے ہاتھ غار
کی چٹانوں سے ٹکرائے اس کا پورا جسم تیزی سے لرزا اور پھر اس
نے ان چٹانوں کو سکڑتے دیکھا۔ دوسرے لمحے بلیک زیرو کو یہی محسوس
ہوا جیسے وہ کسی گہرے اندھیرے کنوئیں میں سر کے بل گرتا چلا جا رہا ہے
یہ احساس اسے صرف ایک لمحے کے لئے ہوا۔

دوسرے لمحے اس کا سر کسی سخت چیز سے ٹکرایا اور اس کے
دماغ پر اندھیرے چھاتے چلے گئے۔

اس نے سر جھٹک کر ان اندھیروں سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کی
لیکن بے سود ——— اندھیروں کی چادر لمحہ بہ لمحہ گہری سے گہری تر ہوتی
چلی گئی

ناٹران فیصل کو ہمراہ لئے تیزی سے اسی عمارت کی طرف
بڑھتا چلا گیا جہاں سے وہ نکل کر آئے تھے۔

"کیا ہم نے وہاں سے صرف اسلحہ لینا ہے" فیصل جان نے راستے
میں پوچھا۔

"اسلحہ کے ساتھ ساتھ میرا ایک اور خیال ہے۔ اگر کسی طرح شاگل
ہمارے ہتھے چڑھ جائے تو میں شاگل کا روپ دھار کر زیادہ آسانی سے
کام کر سکتا ہوں" ناٹران نے جواب دیا۔

"مگر ہمارے پاس میک اپ باکس تو ہیں نہیں" فیصل جان
نے جرح کرتے ہوئے کہا۔

"دیکھو شاید کوئی بندوبست ہو جائے۔" ناٹران نے سر ہلاتے ہوئے
کہا۔

پھر وہ اس عمارت کے قریب پہنچ گئے۔ عمارت کے اندر

انہیں خاموشی نظر آ رہی تھی۔ انہوں نے یہی خیال کیا کہ آنے والے انہی
کی تلاش میں باہر نکل گئے ہوں گے۔
ناٹران اور فیصل جان ایک دیوار کی آڑ میں دبکے ہوئے پہلے حالات
کا جائزہ لیتے رہے۔ جب انہوں نے اچھی طرح محسوس کر لیا کہ اس
طرف کوئی پہرہ دار موجود نہیں ہے تو ناٹران نے فیصل جان کو وہیں
رکنے کا اشارہ کیا اور خود وہ آگے قدم بڑھانے ہی لگا تھا کہ اچانک
ٹھٹھک کر رک گیا۔

ان سے دس قدم کے فاصلے پر سڑک کے دوسرے کنارے پر
رکھے ہوئے گندگی کے ایک بڑے سے ڈرم کے پیچھے سے انہیں ایک
انسانی آواز سنائی دی تھی۔ گو آواز مدھم تھی لیکن اس خاموشی میں وہ انہیں
واضح طور پر سنائی دی تھی۔
دوسرے لمحے ایک اور آواز سنائی دی اور پھر انہوں نے ڈرم کی
آڑ میں سے دو سائے باہر نکلتے دیکھے۔ انہوں نے برساتی اوور کوٹ
اور سر پہ لیڈر بکس طرز کی اونی ٹوپیاں پہن رکھی تھیں۔ ان کے ہاتھوں
میں چھوٹی سٹین گنیں تھیں۔
"خواہ مخواہ سردی سے اکڑ رہے ہیں —— یہاں آدمی تو کیا چڑیا
کا بچہ بھی موجود نہیں ہے"۔ ان میں سے ایک کی جھنجھلائی ہوئی آواز
سنائی دی۔
"مگر سروپ کمار —— چیف باس نے یہاں نگرانی کا کچھ سوچ کر ہی
حکم دیا ہوگا۔" دوسرے نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔
وہ دونوں اسی ڈرم کے پاس کھڑے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے

باتوں میں مصروف تھے جبکہ ناٹران اور فیصل جان دیوار کی اوٹ میں ان
سے چند قدموں کے فاصلے پر دبکے ہوئے تھے۔
"تمہارا نام خواہ مخواہ تمہارے ماں باپ نے ارجن سنگھ رکھ دیا ہے
تمہارا نام تو بزدل سنگھ ہونا چاہیے۔ اتنی فرمانبرداری تو بزدل ہی
کر سکتے ہیں —— شیر نہیں کر سکتے" دوسرے نے جس کا نام سروپ
کمار تھا بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔
"بس اب مجھے طعنے دینے کی کوشش نہ کرو —— میں ان طعنوں
سے بہت جلتا ہوں"۔ ارجن سنگھ نے برا مناتے ہوئے کہا۔ اور
پھر وہ دائیں سمت چل پڑا۔ سروپ کمار اس کے پیچھے تھا۔
"ارے —— ارے —— تم تو ناراض ہو کر چل دیئے۔ اچھا
میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں"۔
سروپ کمار نے اس کے پیچھے لپکتے ہوئے کہا۔
ان دونوں کا رخ ادھر ہی تھا جدھر ناٹران اور فیصل جان دبکے
ہوئے تھے۔ اور ناٹران نے فیصل جان کا ہاتھ دبا کر مخصوص اشارہ
کر دیا۔ اور فیصل جان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
وہ اشارہ سمجھ گیا تھا۔ سروپ کمار اور ارجن سنگھ اسی طرح
باتیں کرتے ہوئے اس دیوار کے قریب سے ہو کر جیسے ہی
گزرے، ناٹران اور فیصل جان زخمی چیتوں کی طرح ان پر جھپٹ پڑے
اور وہ ان کے منہ پر ہاتھ رکھے انہیں تیزی سے گھسیٹتے ہوئے اس
دیوار کی آڑ میں لے آئے۔
ارجن سنگھ اور سروپ کمار نے اپنے آپ کو اس اچانک افتاد سے

چھڑانے کی جدوجہد کی کوشش کی لیکن ناٹران اور فیصل جان کے مقابلے میں ان کی کوئی پیش نہ گئی اور ان دونوں نے چند ہی لمحوں میں ان دونوں کی گردنیں توڑ دیں۔

"ان کا لباس اتار کر پہن لو ــــ جلدی کرو" ناٹران نے کہا۔
اور پھر اس نے سروپ کمار کا لباس اتارنا شروع کر دیا۔ چند ہی لمحوں میں وہ ان کے اوورکوٹ اور اونی ٹوپیاں پہن چکے تھے۔ بوٹ چونکہ تقریباً ملتے جلتے تھے اس لئے بوٹ بدلنے کا انہوں نے تکلف نہ کیا۔

"جلدی کرو ــــ یہیں کہیں گٹر کا دہانہ ہو گا ــــ اسے تلاش کرو" ناٹران نے کہا اور فیصل جان سڑک پر جھک کر دہانہ تلاش کرنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے ایک سائیڈ روڈ کے کنارے گٹر کا دہانہ چیک کر لیا اور پھر ناٹران اور فیصل جان نے مل کر زور لگایا اور گٹر کا بھاری لوہے کا ڈھکنا ہٹا دیا۔

پھر فیصل جان نے باری باری ان دونوں کی لاشیں گٹر میں اتار دیں اور ڈھکن دوبارہ رکھ دیا۔ اب وہ مطمئن ہو گئے تھے کیونکہ لاشیں دو چار روز بعد ہی جا کر کہیں چیک ہوں گی۔

"اب تم ارجن سنگھ ہو اور میں سروپ کمار ــــ لہجے تم نے سن ہی لئے ہوں گے۔ آؤ اب اندر چلتے ہیں" ناٹران نے کہا اور فیصل جان سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ گھوم کر وہ عمارت کے سامنے والے دروازے پر پہنچ گئے۔ وہاں دو مسلح افراد اسی قسم کا لباس پہنے پہرہ دے رہے تھے۔

"کیا ہوا ــــ؟" ان میں سے ایک نے انہیں دیکھتے ہی پوچھا۔

"باس کو رپورٹ دینی ہے" ــــ ناٹران نے سروپ کمار کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے ــــ جاؤ"

اس آدمی نے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھول دی۔ ناٹران اور فیصل جان کھڑکی میں سے ہوتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔

عمارت کے پورچ اور برآمدے میں دس مسلح افراد موجود تھے۔ ان سب نے بھی انہی کی طرح اونی ٹوپیاں پہن رکھی تھیں جن میں سے صرف آنکھیں اور ناک باہر نکلا ہوا تھا۔ باقی چہرہ چھپ گیا تھا۔ البتہ ان کی ٹوپیوں کی سائیڈ پر نام کاڑھے گئے تھے۔ یہ انتظامات شدید سردی کی بنا پر خصوصی طور پر کئے گئے تھے۔

جب یہ دونوں پورچ میں پہنچے تو ایک آدمی نے آگے بڑھ کر انہیں روک لیا۔

"تم ادھر کیوں آ گئے ہو سروپ اور ارجن ــــ تمہاری ڈیوٹی تو عقبی طرف تھی" اس آدمی نے سخت اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"باس کو ایک خاص رپورٹ دینی ہے ــــ اہم اور فوری" ناٹران نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے بتاؤ ــــ باس کے پاس تم جیسے لوگوں سے رپورٹ لینے کے لئے وقت نہیں ہے" اس آدمی نے سخت لہجے میں کہا۔

"سوری جناب ــــ یہ رپورٹ اہم ہے اور صرف باس سے متعلق ہے" ناٹران نے بھی سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ اچھا ٹھیک ہے ـــــ میں پہلے باس سے معلوم کرتا ہوں۔" اس آدمی نے جس کا نام ٹوپی پر روپ چندر لکھا ہوا تھا چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

پھر وہ تیزی سے عمارت کی اندرونی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ دونوں وہیں رکے رہے۔ ہلکی روشنی کے بلب میں گو ان کی آنکھوں کا رنگ تو چیک تو نہ ہو سکتا تھا۔ لیکن پھر بھی انہوں نے مسلسل ان لوگوں کی طرف چہرہ نہ کئے رکھا۔ بلکہ یوں ادھر ادھر دیکھتے رہے جیسے انہیں رپورٹ دینے کی بے چینی ہو۔

چند لمحوں بعد ہی روپ چندر واپس آگیا۔

"باؤ" ـــــ روپ چندر نے سخت لہجے میں ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے اندرونی طرف بڑھتے چلے گئے۔ گیلری میں سے گزر کر وہ ایک دروازے کے سامنے رک گئے۔ اس دروازے میں سے روشنی کی لکیر باہر نکل رہی تھی جبکہ باقی کمروں میں اندھیرا تھا۔ ناٹران نے آگے بڑھ کر دروازے پر دستک دی۔

"باس ـــــ مسٹر روپ کمار اور ارجن سنگھ رپورٹ کے لئے حاضر ہیں" ناٹران نے بڑے مودبانہ انداز میں کہا۔

"یس ـــــ کم ان" اندر سے شاگل کی کرخت آواز سنائی دی۔

ناٹران اور فیصل جان دروازے کو دھکیلتے ہوئے اندر داخل ہوئے یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا۔ جس میں سامنے کے رخ پر ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ اس ٹرانسمیٹر کے سامنے شاگل ایک کرسی پہ بیٹھا ہوا تھا۔

"کیا بات ہے" ـــــ شاگل نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"باس ـــــ ہم نے ایجنٹوں کا سراغ لگا لیا ہے۔" ناٹران نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ شاگل ان کی بات کا جواب دیتا۔ ٹرانسمیٹر سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دی۔ شاگل چونک کر سیدھا ہوا اور اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"یس شاگل سپیکنگ ـــــ اوور" ـــــ شاگل نے سخت لہجے میں کہا۔

"جی پی فائیو ـــــ انچارج کیمپ نارمن بول رہا ہوں ـــــ اوور" دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"اوہ ـــــ مسٹر نارمن ـــــ فرمایئے ـــــ اوور" شاگل نے چونکتے ہوئے کہا۔

"آپ کی اطلاع درست نکلی ہے ـــــ ہم نے دشمن ایجنٹوں کے سات افراد گرفتار کر لئے ہیں۔ جبکہ آپ نے نو کی اطلاع کی تھی مگر وہاں سات پہنچے ہیں ـــــ اوور" نارمن نے کہا۔

"اوہ ـــــ سات افراد ـــــ مگر دو کہاں گئے۔ یہاں سے تو نو فرار ہوئے تھے ـــــ یہ کہیں کوئی اور گروپ نہ ہو۔ اوور" شاگل نے کہا۔

"ان میں ایک غیر ملکی عورت اور چھ مرد ہیں جن میں ایک افریقی بھی ہے۔ اوور" ـــــ نارمن نے کہا۔

"ہاں ـــــ یہ تو درست ہے لیکن باقی دو کہاں گئے۔ ان میں

وہ شامل ہے جس کے دائیں کان کی لو میں سوراخ ہے اوور" شاگل نے کہا۔

"ہاں ہے ——— اوور" نارمن نے کہا۔

"اوکے ——— پلیز میری ایک درخواست ہے اس آدمی کو میں اپنے ہاتھوں سے سزا دینا چاہتا ہوں۔ اس نے مجھے زبردست دھوکہ دیا ہے پلیز آپ میری یہ بات ضرور مان لیں۔ اس طرح میری انا کی تسکین ہو جائے گی۔ اوور" شاگل نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— لیکن باقی دو افراد کا کیا ہوگا۔ ویسے ہم نے پانچ مزید افراد گرفتار کئے ہیں۔ ان میں سے ایک تو مسٹر بلیکی کے ساتھی جانسن کے روپ میں تھا اور دوسرے افراد مقامی ہیں لیکن وہ ان سات افراد سے کافی دیر پہلے گرفتار ہوئے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ دو افراد جن کا آپ ذکر کر رہے ہیں وہ پہلے آپ کی گرفت سے فرار ہوئے ہوں اور آپ بھول رہے ہوں ——— اوور" نارمن نے کہا۔

"نہیں ——— میں نہیں بھولتا۔ ویسے یہ ہو سکتا ہے کہ وہ دو افراد ان سے بچھڑ گئے ہوں اور وہاں تک نہ پہنچے ہوں۔ ارے ایک منٹ ہولڈ آن ...." شاگل کہتے کہتے چونک پڑا۔ اور پھر وہ تیزی سے ناٹران کی طرف مڑا۔

"تم کیا کہہ رہے تھے ——— تم نے کن کا سراغ لگایا ہے" شاگل کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"باس ——— دو افراد یہاں سے تھوڑی دور زخمی حالت میں پڑے ہوئے ہیں ——— یوں معلوم ہوتا ہے جیسے کسی گاڑی سے کچلے گئے ہوں۔

یہ وہی لوگ ہیں جو یہاں سے فرار ہوئے ہیں" ناٹران نے جواب دیا۔

"اوہ ——— پھر تم انہیں اٹھا لائے ہو" شاگل نے پوچھا۔

"نہیں باس ——— وہاں پولیس پہنچ چکی ہے" ناٹران نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا" شاگل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہیلو ——— کیا تم میری آواز سن رہے ہو ——— اوور" شاگل نے کہا۔

"یس ——— ہم نے آپ کی باتیں سن لی ہیں۔ پھر وہ دو افراد وہی ہوں گے ——— اب ہمیں تسلی ہو گئی ہے ——— اوور" دوسری طرف سے نارمن کی مطمئن آواز سنائی دی۔

"بالکل ——— اب عمران اور اس کی ٹیم مکمل طور پر تمہارے قبضے میں آ چکی ہے ——— میرا خیال ہے تم کرنل ڈیوڈ کی آمد تک ان کی موت کو ملتوی رکھو گے ——— اوور" شاگل نے پوچھا۔

"نہیں ——— کرنل ڈیوڈ کی آمد سے پہلے میں ان سب کو موت کے گھاٹ اتارنے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ کرنل ڈیوڈ کو صبح ان کی لاشیں پیش کی جائیں گی۔ اوور" دوسری طرف سے نارمن نے جواب دیا۔

"تو پھر پلیز ——— آپ یہ کام میرے سامنے کریں۔ ایک تو اس شخص تنویر کو میں اپنے ہاتھ سے گولی مارنا چاہتا ہوں۔ دوسرا میں چاہتا ہوں کہ آپ عمران کو میرے سامنے گولی ماریں کیونکہ جب تک میں اپنی آنکھوں سے نہ دیکھوں مجھے اس کی موت کا یقین نہیں آئے گا۔" شاگل نے کہا۔

"لیکن ہم نے انہیں کیمپ کے اندر رکھا ہے ——— سائنسی آلات

کی حفاظت میں تاکہ یہ کسی طرح فرار نہ ہو سکیں۔ اب آپ کو بھی کیمپ کے اندر لانا پڑے گا۔ اور کیمپ کا انٹرنل انچارج مائیکل شاید اس پر راضی نہ ہو —— اوور"۔ نارمن نے کچھ ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"آپ مسٹر مائیکل سے بات کرا دیں —— میں کافرستانی سیکرٹ سروس کا چیف ہوں کوئی عام آدمی نہیں ہوں اور آپ میرے ملک میں موجود ہیں کرنل ڈیوڈ اور میرا عہدہ برابر ہے —— اوور"۔ شاگل نے انتہائی کرخت لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا۔

"او کے —— میں بات کراتا ہوں —— اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور چند لمحوں بعد ایک نئی آواز ٹرانسمیٹر پر گونجی۔

"یس مسٹر شاگل —— میں نے آپ کے متعلق مسٹر نارمن سے بات کر لی ہے —— آپ ایک ذمہ دار اور اہم آدمی ہیں۔ آپ سے ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا۔ آپ اکیلے تشریف لے آئیں —— اوور"۔

نئی آواز نے جو یقیناً مائیکل کی تھی کہا۔

"تھینک یو مسٹر مائیکل —— لیکن اکیلے والی شرط غلط ہے۔ میرے ساتھ میرا اسسٹنٹ امر سنگھ بھی آئے گا۔ وہ سیکرٹ سروس کا سیکنڈ چیف ہے —— اوور"۔ شاگل نے کہا۔

"او کے —— آپ ایک اسسٹنٹ ہمراہ لا سکتے ہیں، اس سے زیادہ نہیں —— اب بہتر یہ ہے کہ ہم کوڈ اور جگہ مقرر کر لیں تاکہ کسی قسم کی گڑبڑ کا خدشہ باقی نہ رہے —— اوور"۔ مائیکل نے کہا۔

"ٹھیک ہے —— اوور"۔ شاگل نے کہا۔

"کوڈ یہ ہو گا کہ آپ آپریشن نائٹ کہیں گے جبکہ ہماری طرف سے جواب آپریشن کیمپ ہو گا۔ جس کے جواب میں آپ مشن ٹو کیمپ ریکرز ڈیتھ کہیں گے۔ اس کے بعد آپ اپنا نام اور اسسٹنٹ کا نام بتائیں گے اور اس طرح کوڈ مکمل ہو جائے گا۔ اوور"۔ مائیکل نے کوڈ تجویز کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے —— میں سمجھ گیا۔ اب جگہ بھی طے کر دیں —— اوور"۔ شاگل نے کہا۔

"آپ کاریں اس شمالی پہاڑی کے دامن میں آ جائیں۔ جس پر کوئی درخت نہیں ہے —— ہمارے آدمی آپ کے استقبال کے لئے وہاں موجود ہوں گے —— اوور"۔ مائیکل نے کہا۔

"ٹھیک ہے —— میں اپنے اسسٹنٹ امر سنگھ کے ساتھ پہنچ رہا ہوں"۔ شاگل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا

"ایک بات اور مسٹر شاگل —— آپ دونوں میں سے کوئی میک اپ میں نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ بات میں آپ کو پہلے بتا رہا ہوں۔ کیونکہ آپ نے کیمپ کے اندر آنا ہے اور وہاں ہمارے سائنسی آلات ایسے ہیں کہ میک اپ کی صورت میں آپ اندر داخل نہیں ہو سکیں گے۔ اوور"۔ —— مائیکل نے کہا۔

"ٹھیک ہے —— ہم اصلی صورتوں میں آئیں گے۔ ویسے میرے پاس ایس وی ٹائپ میک اپ باکس موجود ہے۔ اس میک اپ کو مشین چیک نہیں کر سکتی۔ لیکن آپ کی بات درست ہے ہم اصلی صورتوں میں ہی آئیں گے۔" شاگل نے جواب دیا۔

"ایس ڈی میک اپ —— وہ آپ کے پاس کیسے پہنچ گیا وہ تو انتہائی جدید میک اپ ہے —— اوور"۔ مائیکل کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"تو آپ کافرستان کو کیا سمجھتے ہیں —— ہم ان معاملات میں بہت آگے ہیں مسٹر مائیکل —— اوور"۔ شاگل نے بڑے فخریہ لہجے میں بتایا۔

"او کے —— ٹھیک ہے —— آپ کتنی دیر میں پہنچ جائیں گے"۔ مائیکل نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

میں زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے میں پہنچ جاؤں گا۔ امر سنگھ فیلڈ میں ہے —— اسے بلا کر ساتھ لینا ہے اور بس —— اوور"۔ شاگل نے جواب دیا۔

"او کے —— ہم انتظار کریں گے —— اوور اینڈ آل"۔

دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے دوبارہ سیٹی کی آواز بند ہونے لگی۔

شاگل نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا اور اس سے پہلے کہ وہ مڑتا۔ ناٹران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن کا دستہ پوری قوت سے شاگل کے سر پر پڑا اور شاگل کراہتا ہوا کرسی سے نیچے فرش پر آگرا۔

ناٹران نے دوسرا وار کیا اور شاگل جو سر مار کر شاید اپنے آپ کو سنبھالنے میں مصروف تھا دوسری بھرپور ضرب لگتے ہی بے حس و حرکت ہو گیا۔

اور اس کے ساتھ ہی ناٹران تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے شاگل کی کرسی کے ساتھ پڑی ہوئی اصلی لوٹپی اٹھا لی۔ اس نے اپنی والی لوٹپی اتار کر فیصل جان کو پہنا دی اور خود اس کی لوٹپی پہن لی۔ اس کے بعد اس نے شاگل کی نبض چیک کی۔

"باس اسے ختم کر دیں —— یہ بعد میں بھی ہمارے لئے عذاب بن سکتا ہے"۔ فیصل جان نے کہا۔

"نہیں —— ہو سکتا ہے کسی وقت اس کی ضرورت پڑ جائے میں اسے عمارت سے باہر لے جا کر گولی ماروں گا۔"

ناٹران نے کہا اور پھر اس نے شاگل کی جیبوں کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ تلاشی لے کر اس نے اس کی جیبوں میں موجود سامان اپنی جیبوں میں منتقل کر لیا۔

"باس —— اس سے ایس ڈی میک اپ باکس کا تو پتہ کر لینا تھا"۔ فیصل نے اچانک کسی خیال کے تحت کہا۔

"کیا ضرورت ہے —— وہ لوگ شاگل اور امر سنگھ کو نہیں پہچانتے" ناٹران نے کہا اور فیصل جان نے ندامت بھرے انداز میں سر ہلایا واقعی اس بات کو تو اسے خیال بھی نہ آیا تھا۔

"تم اسے کاندھے پر اٹھا لو اور میرے پیچھے آؤ۔" ناٹران نے کہا اور فیصل جان نے جھک کر شاگل کو اٹھایا اور کاندھے پر ڈال لیا۔ پھر ناٹران دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ جبکہ فیصل جان نے جھک کر شاگل کو اٹھایا۔

پورچ میں موجود افراد انہیں دیکھ کر چوکنا ہو گئے۔

"یہ سروپ کمار اچانک بے ہوش ہو گیا ہے۔ میں اسے راستے میں ہسپتال چھوڑتا جاؤں گا۔ اس کے بعد میں نے پہاڑیوں کی طرف جانا ہے ——— ارجن سنگھ میرے ساتھ ہو گا۔ اس نے اہم رپورٹ دی ہے۔ امر سنگھ آئے تو اسے کہنا کہ وہ یہاں رہے۔ میں کسی بھی وقت اسے کال کر سکتا ہوں۔"

ناٹران نے شاگل کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سخت اور تلخ تھا۔

"یس باس" ——— روپ چندر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور ناٹران پورچ میں کھڑی ہوئی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ فیصل جان نے آگے بڑھ کر پچھلا دروازہ کھولا اور شاگل کو اس کے اندر ڈال کر خود بھی سوار ہو گیا۔ جبکہ ناٹران پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اور چند لمحوں بعد اس کی کار تیز رفتاری سے چلتی ہوئی عمارت کے پھاٹک سے باہر نکل گئی۔

"انتہائی حیرت انگیز باس ——— بعض اوقات کیسے اتفاقات ہو جاتے ہیں۔"

فیصل جان نے کار کے عمارت سے باہر نکلتے ہی کہا۔

"ہاں ——— ایسا ہی ہوتا ہے۔ بہر حال جولیا کا گروپ اور عمران صاحب بھی گرفتار ہو گئے ہیں۔ اور میرے خیال میں بلیکی کے اسسٹنٹ کے روپ میں مسٹر طاہر ہوں گے اور کوئی نہیں ہو سکتا" ناٹران نے کہا۔

"بالکل وہی ہوں گے ——— اور اب شاید ان لوگوں کو چھڑانا اور راڈنے کو تباہ کرنا، یہ دونوں کام ہم دونوں کو ہی کرنے ہوں گے"۔ فیصل جان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"معلوم تو ایسے ہی ہوتا ہے۔ ایکسٹو نے خواہ مخواہ اتنی بڑی ٹیم بھیج دی۔ خالی عمران کو بھیج دیتے۔ ہم ساتھ مل کر مشن سرانجام دے دیتے۔ یا پھر ہمیں ہی اشارہ کر دیا جاتا ہم کور کر لیتے"۔

ناٹران نے کہا اور فیصل جان نے یوں سر ہلا دیا جیسے یہ اس کے دل کی آواز ہو۔

کار خاصی تیز رفتاری سے پہاڑیوں کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی۔

ہال کمرے میں عجیب سی دودھیا رنگ کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ ہال کمرے کا کوئی دروازہ، کھڑکی یا روشندان نہ تھا۔ وہ کسی ڈبے کی طرح بند تھا۔ اس کے باوجود اس میں گھٹن کا احساس نہ ہوتا تھا۔

ہال کمرے کی دیواروں اور فرش پر سنہرے رنگ کا کوئی محلول کوٹ کیا گیا تھا۔ فرش پر اس وقت عمران اور اس کے تین ساتھی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ بلیک زیرو بھی اپنی شکل میں موجود تھا۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کے میک اپ غائب تھے۔ وہ فرش پر یوں قطار میں لیٹے ہوئے تھے جیسے سپہ سالار کے معائنے کے لئے دشمن کی لاشوں کو قطاروں میں رکھا گیا ہو۔

چند لمحوں بعد کمرے میں پھیلی ہوئی دودھیا رنگ کی روشنی نیلے رنگ میں بدلتی چلی گئی۔ پھر گہری نیلی ہونے کے بعد دوبارہ ہلکی پڑتی پڑتی دودھیا ہو گئی۔ اور پھر جیسے ہی وہ پہلے والے رنگ پر پہنچی۔ ہال میں موجود تمام افراد کی آنکھیں کھلتی

چلی گئیں۔ اور چند لمحوں بعد وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گئے۔ وہ سب حیرت بھری نظروں سے ہال کمرے اور اپنے ساتھیوں کو دیکھ رہے تھے۔

" بڑی عجیب عجیب قبروں میں دفن ہونا پڑ رہا ہے۔" عمران کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

" تم نے بالکل درست کہا ہے مسٹر عمران ——— یہ واقعی تم سب کی قبر ہے ——— اجتماعی قبر" ہال میں ایک آواز گونجی اور وہ سب چونک کر ادھر ادھر دیکھنے لگے۔

" تم قبر کے فرشتے ہو یا دوزخ کے" عمران نے بھی ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

" ہم موت کے فرشتے ہیں" دوسری طرف سے ہنسنے کی آواز کے ساتھ فقرہ سنائی دیا۔

" ارے باپ رے ——— موت کے بھی فرشتے ہوتے ہیں۔ میں نے تو سنا تھا فرشتے بڑے معصوم اور عبادت گزار ہوتے ہیں۔ وہ تو رحمدل اور ہمدرد ہوتے ہیں۔ ہم جیسے نیک لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ وہ بھلا کسی کو مارنے کا گناہ کیسے کر سکتے ہیں" عمران نے بڑے ناصحانہ انداز میں کہا۔

" گڈ ——— تم واقعی دلیر ہو جو ان حالات میں بھی ایسی باتیں کر رہے ہو ——— لیکن اب یہ مجبوری ہے کہ یہ گناہ ہم موت کے فرشتوں کو ہی کرنا ہوگا۔ کیونکہ تم لوگ جنت کو تباہ کرنے آئے تھے" دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

" ارے ہماری توبہ ——— ہم اور جنت کو اجاڑ دیں۔ ویسے یہ اور بات ہے کہ یہ جنت مجھے ڈبہ لگتا ہے۔ ہر طرف سے بند" عمران نے بھی

سلسلہ کلام جاری رکھا۔

"ہاں ——— یہ جنت ہماری اپنی ایجاد ہے۔ اس ڈبے میں سے تم زندہ تو بہر حال کسی طور نہیں نکل سکتے۔ البتہ تمہاری لاشیں باہر آجائیں تو دوسری بات ہے"۔ جواب دیا گیا۔

"سنو دوست ——— تمہاری یہ جنت ہمیں بے حد پسند آئی ہے اور چونکہ تم نے کہا ہے کہ ہم مرنے کے بعد یہاں سے نکل جائیں گے۔ اس لئے ہم نے اپنے مرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا ہے تاکہ ہم یہاں اطمینان سے رہ سکیں۔" عمران نے جواب دیا۔

"تمہاری زندگی ہماری مرضی پر منحصر ہیں۔ جس وقت ہم چاہیں گے تم زندہ رہو گے۔ جب ہم چاہیں گے تمہیں موت آجائے گی۔ تمہارے اختیار میں نہ خود مرنا ہے نہ جینا"۔

دوسری طرف سے بڑے فاخرانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

"اوہ ——— تم نے تو بڑے دعوے کرنے شروع کر دیئے ہیں بلکہ خدائی دعوے ——— اور مجھے آج تک حسرت ہی رہی کہ نمرود، فرعون اور شداد کی طرح خدائی دعویٰ کرنے والوں کی شکل تو دیکھ سکوں۔ کیا تم میری حسرت پوری کر سکتے ہو"۔ عمران نے کہا۔

"تم شاید یہ بات اس لئے کر رہے ہو کہ کوئی خفیہ دروازہ کھلے گا اور ہم اندر آئیں گے اور تم ہم پر حملہ کر کے سچویشن بدل دو گے۔ حالانکہ یہ تمہاری خام خیالی ہے ——— ہم اندر آ بھی جائیں تب بھی تم ہمارے خلاف انگلی کو بھی حرکت میں نہیں لا سکتے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میری آنکھیں تو حرکت کر سکتی ہیں نا ——— میں نے تو بس دیکھنا

ہے۔ ہاں اگر کوئی صنف نازک ہوتی تو شاید چھونے کو بھی دل مچل اٹھے۔ عمران نے جواب دیا۔

لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب نہ دیا گیا اور خاموشی سی طاری ہو گئی۔

عمران کے ساتھی خاموش بیٹھے عمران کی گفتگو سن رہے تھے۔ اب اتنا تو وہ سمجھتے تھے کہ اس ہال کو کسی سکرین پر دیکھا جا رہا ہے۔ لیکن وہ سوچ رہے تھے کہ یہاں سے چھٹکارا کیسے ملے گا۔

"یار چپ کیوں ہو گئے ——— کم از کم کچھ بولتے ہی رہو۔ مرنے سے پہلے تمہاری خوبصورت آواز سن کر نشہ سا آنے لگا ہے اور اس نشے میں ہماری موت آسان ہو جائے گی۔" عمران نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"تم کیا بات کرنا چاہتے ہو ——— تم بے فکر رہو۔ تمہاری حسرت پوری کر دی جائے گی۔ لیکن کچھ دیر انتظار کرو۔ تم میں سے ایک شخص تنویر کو مقامی سیکرٹ سروس کا چیف شاگل اپنے ہاتھوں سے موت کے گھاٹ اتارنا چاہتا ہے ——— بس اس کی آمد کا انتظار ہے۔" دوسری طرف سے اس بار سخت لہجے میں کہا گیا۔

"لو بھئی تنویر ——— تم تو شہید ہو گئے۔ پاگل کے ہاتھوں مرنے والوں کو شہید ہی کہتے ہیں نا۔" عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا جس کے چہرے پر شاگل کا نام آتے ہی غصے کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"پاگل نہیں ——— شاگل ——— اسی کی اطلاع پر تو ہم تمہارا

بڑا گینگ پکڑنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔" دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا۔

" اچھا ــــ وہ کیسے ــــ یار چلو ہمارے پکڑے جانے کی تفصیل ہی بتا دو تاکہ دوسری دنیا میں جا کر ہم اپنی غلطیوں سے بچ جائیں"

عمران نے کہا۔

" کیا تفصیل پوچھو گے ــــ تم نے کیمپ کو کوئی عام سا کیمپ سمجھ رکھا ہے اس لئے مار کھا گئے۔ تم داخلے والے دروازے کے پاس موجود تھے۔ لیکن دروازہ کھلتے ہی میں نے تمہاری شکلیں دیکھ لیں۔ میں نے یہاں ایسا انتظام کیا ہوا ہے کہ مجھے جو شکل نظر آتی ہے وہ میک اپ کے بغیر نظر آتی ہے۔ چنانچہ تمہارا بھانڈا پھوٹ گیا اور میں نے مکینکی جال کی مدد سے تم چاروں کو اندر گھسیٹ لیا۔ پھر کیمیکل راہداری سے گزرنے کے بعد جب تم اس ہال میں پہنچے تو تمہارا میک اپ صاف ہو چکا تھا۔ اور تمہارے پاس موجود ہر چیز ہمارے پاس پہنچ چکی تھی۔"

دوسری طرف سے کہا گیا۔

" مسٹر موت کے فرشتے ....." عمران نے بات کرنی چاہی۔

" میرا نام مائیکل ہے ــــ اور میں کیمپ کا اندرونی انچارج ہوں"

دوسری طرف سے فوراً جواب دیا گیا۔

" اچھا مسٹر سائیکل ــــ اوہ سوری کیمیکل ــــ ارے میری یادداشت کو کیا ہو گیا ہے۔ ارے ہاں یاد آگیا آجکل نہیں بلکہ....."

عمران نے کہا۔

" میرا نام مائیکل ہے اور میرا مذاق اڑانے کی کوشش نہ کرو مجھے

نہیں آتا" ــــ مائیکل نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ارے ہاں ــــ یاد آگیا مائیکل صاحب ــــ یہ تمہاری کیمیکل راہداری کیا چیز ہے۔ یہ تو مجھے کوئی چھلنی قسم کی چیز لگتی ہے"

عمران نے کہا۔

" یہ سائنسی حربے ہیں۔ تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ کوئی اور بات کرو" مائیکل نے جواب دیا۔

" اچھا ــــ باقی ٹیم کیسے پکڑی گئی ــــ چلو قصہ مختصر ہی سنا دو۔ یہ تو ضرور گولڈن جوبلی نمبر ہوگا" ــــ عمران نے کہا۔

" شاگل صاحب سے ہم نے تمہارے پکڑے جانے کی بات کی تو انہوں نے بتایا کہ تمہاری ٹیم کے باقی ممبروں کو جنہوں نے پہاڑیوں پر میزائل پھینکے تھے ان سب کو اس نے گرفتار کر لیا تھا لیکن وہ دھوکہ دے کر نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور اس کے خیال کے مطابق یہ سب لازماً کیمپ کی طرف گئے ہوں گے۔

چنانچہ ان کی اطلاع پر ہم نے پہاڑیوں سے باہر خصوصی چیکنگ کی اور پھر تم سب لوگ بڑے آرام سے محاصرے میں آگئے اور بے ہوش کر دینے والے ایک ہی شیل نے تم سب کو حقیر چوہوں میں بدل دیا۔ نتیجہ یہ کہ تم سب یہاں پہنچ گئے" ــ مائیکل نے فخریہ لہجے میں کہا۔

" یہ مسٹر طاہر" ــــ عمران نے قریب بیٹھے ہوئے بلیک زیرو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" اچھا ــــ اس کا نام طاہر ہے۔ یہ شاید تم سب میں سے زیادہ خطرناک آدمی ہے ــــ یہ بلیکی کے نمبر ٹو جانسن کے روپ میں یہاں

موجود تھا۔ بس اتفاق ہے اس نے نارمن پر حملہ کیا تو یہ میری رینج میں آ گیا"۔ مائیکل نے جواب دیا اور عمران نے یوں سر ہلا دیا جیسے ساری بات اس کی سمجھ میں آ گئی ہو۔

"مسٹر مائیکل ——— میں نے تمہارے اس اڈے کی بڑی تعریف سن رکھی ہے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم ہمیں مارنے سے پہلے کسی طرح اس اڈے کی سیر کرا دو"۔ عمران نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"سوری ——— میں احمق نہیں ہوں کہ اتنا بڑا رسک لوں۔ مسٹر شاگل اب پہنچنے ہی والے ہیں ——— ان کے بعد تم ہر چیز دیکھنے سے محروم ہو جاؤ گے"۔ مائیکل نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا ——— چلو تم تو بہت بڑے سائنسدان ہو، ہمیں یہیں بیٹھے بیٹھے دکھا دو۔ یہاں تو تمہارے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے"۔

عمران نے کہا۔

"اوہ ——— اچھا۔ یہ بات ہے ...." اچانک دوسری طرف سے حیرت بھری آواز سنائی دی اور پھر جیسے کلک کی آواز کے ساتھ رابطہ ختم ہو گیا، عمران سمجھ گیا کہ مائیکل نے کسی اور کے ساتھ بات کی ہے۔ لیکن ایسی کیا بات ہو سکتی ہے۔ یہ اسے سمجھ نہ آئی۔

"کیا ہم بس یہاں بیٹھے باتیں ہی کرتے رہیں گے"۔ صفدر نے دوسری طرف خاموشی ہوتے ہی کہا۔

"نہیں ——— اٹھو، چلو پھرو ——— سیر سپاٹا کرو ——— ہاتھ پیر گرم کرو بھائی ——— میں نے تمہیں منع تو نہیں کیا" ——— عمران نے جواب دیا اور صفدر کھڑا ہو گیا۔ وہ تیزی سے ایک دیوار کی طرف بڑھا

اس نے دیوار کو ہاتھ لگا کر چیک کرنا چاہا۔ مگر دوسرے لمحے ایک زوردار چیخ مار کر وہ پشت کے بل فرش پر آ گرا۔ اس کا جسم بری طرح لرز رہا تھا۔

"کیا ہوا ——— کیا ہوا" ——— کیپٹن شکیل اور چوہان نے تیزی سے بڑھ کر اسے سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

دیوار میں انتہائی طاقتور کرنٹ دوڑ رہا ہے"۔ صفدر نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے دیوار کو ہاتھ لگاتے ہی اس میں سے کوکا کولا کی بوتل باہر نکل آتی"۔

عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

اب عمران کے ساتھیوں کو صورت حال کی سنجیدگی کا احساس ہوا۔ وہ ایک ایسے ڈبے میں بند کر دیئے گئے تھے جہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ بظاہر نظر نہ آتا تھا۔ اور وہ مکمل طور پر دشمنوں کے کنٹرول میں آ گئے تھے۔

"عمران کچھ کرو ——— تم ایسی سچویشنوں میں معجزے دکھایا کرتے ہو"۔ جولیا نے بڑے پیار بھرے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"معجزے تو نبی دکھایا کرتے ہیں مس جولیانا فنز واٹر ——— میں تو ایک حقیر سا آدمی ہوں ——— ویسے اس لہجے میں اگر تم تنویر سے بات کرتیں تو اب تک اس ڈبے سے باہر ہو چکے ہوتے"۔

عمران نے جواب دیا۔ اور سوائے تنویر کے سارے ساتھی اس کے اس فقرے پر بے اختیار ہنس پڑے۔

تنویر بے اختیار دانت کچکچانے لگا۔ مگر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا اچانک ایک کھٹاک کی آواز سنائی دی۔ اور وہ سب چونک کر کھڑے ہو گئے۔ کیونکہ چھت میں سے دو افراد کی ٹانگیں نیچے اترتی نظر آ رہی تھیں۔

یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی دو افراد کو آہستہ آہستہ نیچے دھکیل رہا ہو۔ ان کی ٹانگیں چھت میں پیدا ہونے والے سوراخ میں سے یوں نیچے اترتی آ رہی تھیں جیسے سوئیوں والی مشین پر دباؤ پڑنے سے سویاں آہستہ آہستہ نیچے اترتی چلی آتی ہیں۔

دو افراد کی چار ٹانگیں یوں چھت سے لٹکی ہوئی لہرا رہی تھیں جیسے وہ بے جان ہوں۔

اور وہ سب سانس روکے یہ حیرت انگیز منظر دیکھ رہے تھے۔

شہر سے باہر نکلتے ہی ناٹران نے کار ایک طرف روک دی اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

"اسے نیچے اتارو ——— میں ذرا اس سے پوچھ گچھ کر لوں"۔ ناٹران نے پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے فیصل جان سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور فیصل جان نے سیٹوں کے درمیان بے ہوش پڑے ہوئے شاگل کو اٹھا کر باہر زمین پر پھینک دیا اور خود بھی نیچے اتر آیا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ" ——— ناٹران نے کہا اور فیصل جان نے شاگل کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بیک وقت بند کر دیئے۔ نتیجہ ظاہر ہے چند لمحوں بعد ہی اس کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی۔

"اسے بازوؤں میں جکڑ کر کھڑے ہو جاؤ"

ناٹران نے کہا اور فیصل جان نے اسے دونوں بازوؤں میں جکڑا اور ایک جھٹکے سے اٹھا کر کھڑا کر دیا۔ اس نے اس کی بغلوں میں اپنے بازو

دے کر اسے اپنے سینے سے لگا رکھا تھا۔

"گگ ——— گگ ——— کون ہو تم ——— اور یہ کیا کر رہے ہو"
شاگل کی حیرت سے بڑبڑاہٹ سنائی دی ——— وہ شاید اس صورت حال کو فوری طور پر سمجھ نہ سکا تھا۔

"کیا تم پہلی بار پہاڑیوں کی طرف جا رہے ہو یا پہلے بھی گئے ہو"
ناٹران نے پوری قوت سے شاگل کے چہرے پر تھپڑ مارتے ہوئے سوال کیا۔

تھپڑ اتنا زوردار تھا کہ چٹاخے کی آواز اس سکوت میں دور تک پھیل گئی اور شاگل کی گردن ایک جھٹکے سے مڑ گئی۔ اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ اسی لمحے ناٹران نے دوسرا تھپڑ بھی جڑ دیا۔

"بتاؤ ——— میرے سوال کا جواب دو" ——— ناٹران نے یوں شاگل کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش کر دی جیسے اس پر دورہ پڑ گیا ہو۔

"پ ——— پ ——— پہلی بار" ——— شاگل کے منہ سے نکلا
اس کی ناک اور منہ سے خون نکلنے لگا تھا۔ گال پھٹ گئے تھے اور اندھیرے میں بھی اس کا چہرہ خاصا بھیانک لگ رہا تھا۔ اس کا جسم بری طرح تڑپ رہا تھا۔ وہ شاید اپنے آپ کو چھڑانے کی جدوجہد میں مصروف تھا۔

لیکن فیصل جان کی گرفت اتنی سخت تھی کہ بس وہ تڑپ کر ہی رہ جاتا۔

"کیا نارمن یا مائیکل تم سے کبھی ملے ہیں" ——— ناٹران نے اس کے زخمی چہرے پر ایک اور تھپڑ مارتے ہوئے کہا۔

"گگ ——— گگ ——— کبھی نہیں ——— مجھے مت مارو ——— پلیز مت مارو ——— جو تم پوچھو گے ——— میں بتا دوں گا"۔ شاگل نے رو پڑنے والے لہجے میں کہا۔ کیونکہ ناٹران تھپڑ پہلے مارتا تھا اور سوال بعد میں کرتا تھا۔ اور جتنے لمحے جواب کو دیر ہوتی اتنے تھپڑ شاگل کو کھانے پڑتے تھے۔

"تمہارا ساتھی امر سنگھ کبھی پہاڑیوں پر گیا ہو یا پہاڑیوں پر موجود کوئی آدمی امر سنگھ سے ملا ہو"۔ ناٹران نے پوچھا۔

"نہیں ——— کبھی نہیں ——— مگر تم دونوں کون ہو ——— کیا تم عمران کے ساتھی ہو ——— مگر اس کے ساتھی تو پکڑے جا چکے ہیں"۔
شاگل نے اس بار جواب دینے کے ساتھ ساتھ سوال بھی کر دیا کیونکہ اس بار ناٹران نے اسے تھپڑ نہیں مارا تھا۔

"صرف جواب دو ——— سوال نہیں ——— سمجھے ——— ورنہ گردن توڑ دوں گا"۔
ناٹران نے غراتے ہوئے کہا اور شاگل خوف سے ہی لرزنے لگا۔

پھر اس سے پہلے کہ ناٹران کوئی اور سوال پوچھتا۔ اچانک ایک کار کی ہیڈ لائٹس دور سے چمکیں اور روشنی پڑتے ہی شاگل نے پوری قوت سے چیخ ماری۔ وہ شاید ان کار والوں کو متوجہ کرنا چاہتا تھا

ناٹران نے انتہائی بے دردی سے اس کی کنپٹی پر مکا مارا اور دوسرے لمحے شاگل کی گردن ڈھلک گئی۔ اس کا جسم ساکت ہو گیا۔
لائٹ اب تیزی سے قریب آتی جا رہی تھی۔

"جلدی کرو ——— اسے جھاڑی میں پھینکو ——— جلدی کرو یہ مر چکا ہے"۔ ناٹران نے کہا اور فیصل جان نے وہیں کھڑے کھڑے اسے نزدیک موجود بڑی سی جھاڑی میں اچھال دیا۔

آنے والی کار ابھی خاصے فاصلے پر تھی۔ لیکن وہ انتہائی تیز رفتاری سے قریب آتی جا رہی تھی۔ اور اب تو اس کے تیز سائرن کی آواز بھی گونجنے لگی تھی۔

شاگل کو جھاڑی میں اچھال کر ناٹران اور فیصل جان انتہائی برق رفتاری سے کار میں سوار ہوئے اور دوسرے لمحے ناٹران نے کار کو آگے بڑھا دیا۔ اس نے روشنیاں بند کر دی تھیں۔ اور وہ اسے اندھیرے میں ہی بھگاتا لئے چلا گیا۔

پیچھے آنے والی کار نے شاید شاگل کو جھاڑی میں گرتے دیکھ لیا تھا۔ اس لئے وہ وہیں رک گئی تھی۔ اس نے ناٹران والی کار کا تعاقب نہ کیا تھا۔

"کہیں شاگل کی موت کی اطلاع وہ پہاڑیوں میں ہی نہ دے دیں"۔ فیصل جان نے کہا۔

"نہیں ——— شاگل مر چکا ہے ——— وہ کچھ نہیں بتا سکتا۔ اور کسی اور کو ٹرانسمیٹر فریکوئنسی کا علم نہیں ہے اور نہ ہی شاگل اور مائیکل کی بات چیت کی تفصیلات کا علم ہے۔ اس لئے ہمیں کوئی خطرہ نہ ہے البتہ اگر شاگل زندہ رہتا تو پھر مسئلہ بن جاتا"۔

ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور فیصل جان نے مطمئن ہو کر سر ہلا دیا۔ وہ اب مطمئن ہو چکا تھا۔

ناٹران کار بھگاتا ہوا پہاڑیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر اس نے لائٹیں جلا دیں کیونکہ اب وہ اتنے فاصلے پر پہنچ چکے تھے کہ انہیں چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ان کی کار اس پہاڑی کے دامن میں پہنچ گئی جس پر صرف جھاڑیاں تھیں اور کوئی درخت نہ تھا۔ شاگل کے ساتھ مائیکل نے ٹرانسمیٹر کال پر یہ جگہ منتخب کی تھی۔

کار رکتے ہی وہ دونوں نیچے اتر آئے۔ اسی لمحے سامنے ایک تیز لائٹ جل اٹھی۔ اور مشین گنوں سے مسلح پانچ افراد مختلف جھاڑیوں سے نکل کر ان کے گرد اکٹھے ہو گئے۔

"آپریشن نائٹ" ——— ناٹران نے شاگل کے لہجے میں کوڈ دہرانے کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"آپریشن کیمپ" ——— سامنے کھڑے ایک لمبے تڑنگے نوجوان نے جواب دیا۔

"اپنا نام بتائیے" ——— اس نوجوان نے مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا نام شاگل ہے اور میں کافرستانی سیکرٹ سروس کا چیف ہوں۔ اور یہ میرا اسسٹنٹ امر سنگھ ہے"۔ ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے مسٹر شاگل ——— اب آپ دونوں براہ مہربانی یہ ادنی ٹوپیاں چہرے سے اٹھا لیں اور کوئی ہتھیار ہو تو ہمیں دے دیں"۔ اس نوجوان نے اس بار مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور ناٹران اور فیصل جان نے اونی ٹوپیاں چہرے سے ہٹا کر انہیں سر پر ہی موڑ لیا۔

"ہمارے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہیں"۔ ناٹران نے جواب دیا۔

"اوکے ——— تشریف لائیے ——— باس آپ کے منتظر ہیں"

نوجوان نے کہا اور پھر وہ انہیں اپنے گھیرے میں لے کر پہاڑی پر چڑھتے چلے گئے۔ پہاڑیوں پر جگہ جگہ سیکورٹی گارڈ موجود تھے لیکن ان کے ساتھ کسی نے تعرض نہ کیا۔

وہ ٹارچوں کی روشنیوں میں سفر کرتے رہے۔ مختلف پہاڑیوں پر چڑھنے اور اترنے کے بعد وہ اس ڈھلان پر پہنچ گئے جہاں اڈے کا خفیہ دروازہ تھا۔ ان کے وہاں پہنچتے ہی خفیہ دروازہ کھلا اور انہیں لے آنے والے نوجوان نے ان دونوں کو اندر جانے کا اشارہ کیا اور وہ دونوں خفیہ راستے میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ جبکہ انہیں لے آنے والے باہر ہی رہ گئے۔

خفیہ راستہ کراس کرنے کے بعد وہ ایک میدان میں پہنچے جہاں رن وے تیار کیا جا رہا تھا۔ وہاں ایک آدمی انہیں ہمراہ لے کر کونے میں بنی ہوئی عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"میرا نام مائیکل ہے مسٹر شاگل ——— اور یہ نارمن ہیں"۔

عمارت کے ایک بڑے سے کمرے میں داخل ہوتے ہی اندر موجود ایک آدمی نے اٹھ کر ان کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ والی کرسی پر دوسرا آدمی بھی بیٹھا ہوا تھا۔ جس کا نام نارمن بتایا

گیا تھا۔ وہ بھی ان کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور پھر مصافحہ کرنے کے بعد ناٹران نے ہی سوال کیا۔

"کہاں ہیں وہ لوگ" ——— ناٹران کے لہجے میں اشتیاق تھا۔

"ابھی آپ کو وہاں لے چلتے ہیں ——— ہم تو آپ کے منتظر تھے"۔ مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— میں تنویر کو قتل کرنے کے لئے بے چین ہوں"۔

ناٹران بڑی خوبی سے شاگل کا کردار ادا کر رہا تھا۔

"آپ کو پورا پورا موقع دیا جائے گا مسٹر شاگل"۔ اس بار نارمن نے کہا۔

"آیئے میرے ساتھ" ——— مائیکل نے کہا۔ اور پھر وہ ان دونوں کے آگے چلتا ہوا اس کمرے کا اندرونی دروازہ پار کر کے ایک اور کمرے میں پہنچ گیا۔

اس کمرے میں فرش کے اوپر دو بڑی بڑی کرسیاں موجود تھیں۔ جو مکمل طور پر لوہے کی بنی ہوئی تھیں۔

"ان کرسیوں پر تشریف رکھیں۔ میں سامنے کی سکرین کھولتا ہوں۔ تاکہ آپ ان لوگوں کو دیکھ سکیں اور پھر خود ہی اس تنویر کی نشاندہی کر دیں تاکہ میں اسے باہر لا کر آپ کے سامنے پیش کر دوں اور آپ اپنا انتقام پورا کر لیں"۔ مائیکل نے کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور وہ خود سامنے والی دیوار میں نصب ایک مشین کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جس کے اوپر بڑی سی سکرین موجود تھی۔

ناٹران اور فیصل جان ان کرسیوں پر بیٹھ گئے اور سکرین کی طرف

دیکھنے لگے۔ ناٹران سوچ رہا تھا کہ اپنے ساتھیوں کی جگہ کا پتہ چلتے ہی وہ
مائیکل اور نارمن پر حملہ کر کے ان پر قابو پالیں گے۔ انہوں نے دیکھ لیا تھا
کہ عمارت کے اندر یہی دو افراد ہیں۔ اس لئے انہیں قابو کرنے میں کوئی
دشواری پیش نہیں آئے گی۔

" دیکھئے مسٹر شاگل اور امر سنگھ ——— غور سے دیکھئے " مائیکل نے
مشین کے قریب رکھے ہوئے سٹول پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے
مشین کے ایک بٹن کو دبا دیا۔ مگر اس بٹن کے دبنے سے سکرین روشن نہ
ہوئی۔

" سکرین تو روشن نہیں ہوئی مسٹر مائیکل " شاگل نے حیرت بھرے
لہجے میں پوچھا۔

" اس کے روشن ہونے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ابھی تم دونوں بغیر
سکرین کے اپنے ساتھیوں کو دیکھ سکو گے۔ " مائیکل نے انتہائی طنزیہ
لہجے میں کہا۔

" کیا مطلب " ——— ناٹران اور فیصل جان نے چونک کر کرسیوں
سے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے وہ ایک طویل
سانس لے کر رہ گئے۔ کیونکہ ان کے جسم کرسیوں سے ایسے چمٹ گئے
تھے کہ وہ حرکت نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے کرسیوں کے بازوؤں پر بھی دونوں
ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ اس لئے ہاتھ بھی چمٹ گئے تھے۔

" یہ آپ کیا کر رہے ہیں ——— آپ جانتے ہیں کہ میں .... "
ناٹران نے شاگل کے انداز میں غصیلے لہجے میں کہا لیکن مائیکل نے
اس کا فقرہ درمیان سے کاٹ دیا۔

" میں جانتا ہوں کہ نہ تم اصلی شاگل ہو اور نہ یہ امر سنگھ ہے۔ تم دونوں
عمران کے ساتھی ہو " مائیکل نے زہر خند لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
اسی لمحے نارمن بھی اندر داخل ہوا۔

" آ گئے قابو " ——— نارمن نے اندر داخل ہوتے ہی کہا۔

" تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے مسٹر مائیکل " ——— ناٹران نے ایک
بار پھر بات جمانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

" مجھے کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی ہے مسٹر ——— تم دونوں نے مسٹر
شاگل کو اغوا کیا اور پھر ان پر تشدد کر کے ان سے سارے کوڈ پوچھے
پھر تمہاری طرف بڑھنے والی پولیس کار کی لائٹ دیکھ کر تم نے اپنے
طور پر مسٹر شاگل کو ہلاک کر کے جھاڑی میں ڈال دیا۔ لیکن تمہاری بدقسمتی
کہ مسٹر شاگل بے ہوش ہوئے تھے ہلاک نہ ہوئے تھے۔
پولیس افسران نے انہیں ہوش دلایا۔ وہ خاصے زخمی تھے لیکن چونکہ
وہ جانتے تھے کہ تم لوگ اب پہاڑیوں کی طرف ہی جاؤ گے۔ اس لئے
انہوں نے پولیس کار میں نصب ٹرانسمیٹر سے ہی ہمیں کال کر کے
تمام صورت حال سے آگاہ کر دیا۔ تم اس وقت اڈے کے بیرونی
دروازے پر پہنچ چکے تھے چنانچہ ہم چوکنا ہو گئے اور نتیجہ میں اب تم
دونوں ان کرسیوں سے چمٹے ہوئے ہو "
مائیکل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ ——— یہ سازش ہے ——— میں اصلی شاگل ہوں۔ میرے
خیال میں عمران کے ساتھیوں نے شاگل بن کر تم تک یہ کہانی پہنچائی
ہے تاکہ تم ہمیں ہلاک کر دو " ناٹران نے دوسرا پینترہ بدلتے ہوئے کہا۔

"اچھا آپ بتائیے کہ کرنل ڈیلوڈ نے آپ کو کس وقت کال کی تھی"۔ مائیکل نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"دوپہر کے وقت"۔ نارٹران نے اندازے سے جواب دیا۔

"خواہ مخواہ کے اندازے نہ لگایا کرو ——— انہوں نے ہمارے سامنے کال کی تھی اور اس وقت صبح کا وقت تھا ——— شاگل صاحب سے بھی میں نے یہی سوال کیا تھا اور انہوں نے درست جواب دیا تھا"۔ مائیکل نے چبھتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"خواہ مخواہ وقت ضائع نہ کرو مائیکل ——— انہیں گولی مار دو اور ان کے ساتھیوں کو ہلاک کر دو"۔ نارمن نے کہا۔

"دیکھو ——— تم لوگ پچھتاؤ گے ——— ہماری موت تمہاری بھی موت ثابت ہو گی۔ تم ایسا کرو ——— اس شاگل کو بھی بلا لو۔ آمنے سامنے آنے کے بعد تمہیں خود پتہ چل جائے گا کہ اصلی کون ہے اور نقلی کون"۔ نارٹران نے سخت لہجے میں کہا۔

"ہم پچھتا لیں گے ——— تم چلو اپنے ساتھیوں کے پاس"۔ مائیکل نے جواب دیا اور پھر مشین کے کونے میں لگے ہوئے ایک ہینڈل کو پکڑ کر زور سے نیچے کی طرف گھما دیا۔

دوسرے لمحے نارٹران اور فیصل کے جسموں کو جھٹکے لگنے لگے۔ اور وہ یکلخت نیچے ہو گئے۔ ان کے پیروں والی جگہ غائب ہو گئی اور ان کے پیر اس خلا میں لٹکنے لگے۔

جھٹکے کی وجہ یہ تھی کہ کرسیوں کے پائے اندر کو سمٹ گئے تھے۔ اور پھر وہ آہستہ آہستہ مزید جھکتی چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی ان دونوں

کی ٹانگیں نیچے ہوتی چلی گئیں۔ کرسیوں کے پائے آہستہ آہستہ اندر سمٹتے چلے جا رہے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی ان کی ٹانگیں بھی فرش کے نیچے خلا میں لٹکتی چلی جا رہی تھیں۔

اسی لمحے مائیکل نے مشین کا ایک اور بٹن دبایا اور اس بٹن کے دبتے ہی مشین کے اوپر نصب سکرین روشن ہو گئی۔ اور سکرین پر عمران اور اس کے ساتھی کھڑے نظر آئے۔ وہ سب اوپر کی طرف دیکھ رہے تھے اور ان کے چہروں پر حیرت تھی۔

نارٹران اور فیصل جان بھی سکرین پر ان سب کو دیکھ رہے تھے لیکن ان کے جسم آہستہ آہستہ نیچے جا رہے تھے۔

اور پھر جب پوری ٹانگیں فرش میں بننے والے خلا میں پہنچ گئیں تو اچانک کرسی کی سیٹیں ان کے نیچے سے غائب ہو گئیں اور ساتھ ہی ان کے ہاتھ بھی آزاد ہو گئے۔ اور وہ دونوں ایک جھٹکے سے فرش کے بڑے سوراخ میں سے ہو کر نیچے گہرائی میں گرتے چلے گئے۔

عمران اور اس کے ساتھی چھت سے لٹکتی ہوئی اور آہستہ آہستہ
نیچے آتی ہوئی دو افراد کی ٹانگوں کو حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ اور
پھر اچانک دو جسم ایک دھماکے سے نیچے گرے۔ سوراخوں کے
نیچے کھڑے ہوئے افراد تیزی سے ایک طرف ہٹ گئے۔ اور اوپر سے
گرنے والے دھماکے سے نیچے فرش پر آگرے۔ ان دونوں کے
حلق سے چیخیں نکل گئیں۔

"ارے ـــــ تم بھی پہنچ گئے۔"

عمران کے لبوں سے حیرت بھری آواز نکلی۔ کیونکہ نیچے گرنے کے
بعد وہ ناٹران اور فیصل جان کو پہچان گیا تھا۔

وہ دونوں نیچے گرنے کے بعد کراہتے ہوئے اٹھ کر کھڑے ہونے
کی کوشش کرنے لگے۔ چونکہ چھت کی بلندی کچھ زیادہ نہ تھی اس لئے
ان کی ہڈیاں ٹوٹنے سے محفوظ رہیں لیکن ظاہر ہے چوٹیں تو آئی تھیں۔

پھر صفدر اور کیپٹن شکیل نے آگے بڑھ کر انہیں سہارا دیا۔ اور وہ
اٹھ کر کھڑے ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ ناٹران کے چہرے پر ندامت
کے آثار تھے۔

"بس معمولی سی کوتاہی ہو گئی عمران صاحب ـــــ ورنہ ہم
نے پالا مار لیا تھا ـــــ ہم نے سمجھا کہ ہم نے شاگل کو مار ڈالا ہے
لیکن وہ کم بخت زندہ بچ گیا" ـــــ ناٹران نے ندامت بھرے لہجے
میں کہا۔ اور پھر اس نے مختصر لفظوں میں ساری کہانی سنا دی۔

چھت کے سوراخ برابر ہو چکے تھے۔ عمران جانتا تھا کہ مائیکل اور
اس کے ساتھی ساری گفتگو سن رہے ہوں گے لیکن اس نے انہیں
روکنے کی کوشش نہ کی۔ کیونکہ اب کچھ چھپانا فضول تھا۔

"کوئی بات نہیں ـــــ جب بھی سونا بنانے کی کوشش کی جائے
تو ایک آنچ کی کسر رہ جاتی ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اب تم لوگ مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ ـــــ تم سب انتہائی
خطرناک ہو ـــــ اگر واقعی شاگل ان کے ہاتھوں ہلاک ہو جاتا تو ہم انہیں
شاگل اور امر سنگھ ہی سمجھتے رہتے اور ساری گڑبڑ ہو جاتی"

اچانک کمرے میں مائیکل کی آواز سنائی دی اور ناٹران اور فیصل جان
حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگے۔

"تمہیں اپنا وعدہ یاد ہے کہ تم ہمیں مارنے سے پہلے اندر آؤ گے تاکہ میں
خدائی دعویٰ کرنے والوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکوں" عمران نے بڑے
مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں ـــــ اس وقت بات اور تھی ـــــ اب مجھے احساس ہو گیا

ہے کہ تم میری توقع سے کہیں زیادہ خطرناک ہو اس لئے بس اب
تمہاری چھٹی" ——— مائیکل کی آواز سنائی دی۔

" ارے ——— ارے ——— رک جاؤ ——— سنو ——— میری بات
سن لو" عمران نے پہلی بار گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" کیا بات ہے " ——— مائیکل نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے
کہا۔

" تم ہمیں کس طرح مارو گے ——— دیکھو مرنا تو بہرحال تمہارے
مطابق ہم نے ہے ہی ——— لیکن کم از کم ہمیں اتنا تو بتا دو کہ ہماری
موت کیسے ہو گی" عمران نے کہا۔

" اچھا ——— چلو سن لو ——— میں مشین کا ایک بٹن دباؤں گا
اور تمہارے کمرے میں زہریلی گیس بھرنی شروع ہو جائے گی۔ یہ گیس
اتنی زہریلی ہو گی کہ تم دوسرا سانس بھی نہ لے سکو گے اور ہلاک ہو جاؤ گے۔
اس کے بعد تمہاری لاشیں گلنا شروع ہو جائیں گی۔ اور تمہارے جسم
مائع بن کر فرش پر بہتے ہوئے ایک گٹر میں پہنچ جائیں گے اور بس"
مائیکل نے بڑے مزے لے لے کر تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" لیکن تم کرنل ڈیوڈ کو کیسے یقین دلاؤ گے کہ واقعی تم نے ہمیں ہلاک
کر دیا ہے۔ کرنل ڈیوڈ زندگی بھر میری موت کا یقین نہیں کرے گا۔ وہ مجھے
اچھی طرح جانتا ہے"

عمران نے جواب دیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اپنی موت کی بجائے
کسی اہم فلسفے پر بات چیت کر رہا ہو۔

" ہاں ——— اچھا ہوا تم نے مجھے یاد دلا دیا۔ واقعی کرنل کو تمہاری

لاشیں بھی تو دکھانی ہیں ——— ٹھیک ہے میں گیس پریشر اتنا رکھوں
گا کہ بس تم یقینی طور پر ہلاک ہو جاؤ اور تمہاری لاشیں محفوظ رہیں۔ جب
کرنل ڈیوڈ کی تسلی ہو جائے گی تو دوبارہ زیادہ گیس پریشر چھوڑ دوں
گا اور اس کے بعد وہی ہو گا جو میں پہلے بتا چکا ہوں"
مائیکل نے فوراً ہی اپنے پروگرام میں تبدیلی کرتے ہوئے کہا۔

" شکریہ ——— بہت شکریہ ——— چلو کچھ دیر تو ہماری لاشیں
محفوظ رہیں گی۔ ہو سکتا ہے کرنل ڈیوڈ کو رحم آ جائے اور وہ ہماری لاشوں
کے کفن دفن کا انتظام کر دے" ——— عمران نے بڑے مطمئن انداز
میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اس کے ساتھ ہی اس نے کھڑے ہوئے کیپٹن شکیل کے کان
میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا کہ سانس روک لئے جائیں۔ اور مرنے کی
ایکٹنگ کی جائے۔

کیپٹن شکیل نے سرگوشی میں یہ بات دوسروں تک پہنچا دی

" سن لو مائیکل ——— آخری بات سن لو ——— تم چاہے کچھ
کر لو ——— تمہارا یہ اڈہ بہرحال تباہ ہو گا۔ کیونکہ تم اس اڈے سے
پاکیشیا کے خلاف سازش کر رہے ہو اور پاکیشیا کے خلاف سازش
ہماری لاشوں کی موجودگی میں بھی نہیں پنپ سکتی۔" عمران کا لہجہ انتہائی
سرد تھا۔

عمران نے یہ بات اس لئے کی تھی تاکہ سرگوشی میں کی گئی بات
تمام ممبروں تک پہنچ سکے۔

ابھی چند لمحوں بعد پتہ چل جائے گا کہ کیا درست ہے اور کیا غلط

مائیکل نے جواب دیا اور اس کے بعد ہلکی سی کلک کے ساتھ خاموشی طاری ہو گئی۔ عمران سمجھ گیا کہ اب یہ گیس چھوڑی جائے گی۔ اس گیس سے بچنے کے لئے بس ایک ہی طریقہ ان کے پاس تھا کہ وہ سانس روک لیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ تھا۔ البتہ اسے تشویش اس بات پر تھی کہ اسے خود تو کافی دیر تک سانس روکنے کی مشق ہے لیکن باقی ساتھی شاید زیادہ دیر تک ایسا نہ کر سکیں۔ لیکن ظاہر ہے اب اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ سرگوشیاں مکمل ہو چکی تھیں۔

اچانک دودھیا رنگ کی روشنی مدھم ہونے لگی اور عمران نے ہاتھ اٹھا کر سانس روکنے کا اشارہ کیا۔ اور دوسرے لمحے عمران لڑکھڑا کر نیچے گرا۔ اور اس کے بعد تو جیسے گرنے والوں کی قطار لگ گئی۔

وہ سب باری باری گرتے چلے جا رہے تھے اور چند لمحوں بعد وہ سب الٹے سیدھے انداز میں فرش پر پڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے سانس روک لئے تھے۔

روشنی بالکل مدھم ہو گئی تھی اور اب کمرے میں سرخ رنگ کی گیس تیرتی پھر رہی تھی۔ چند لمحوں بعد روشنی دوبارہ تیز ہوتی چلی گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی گیس بھی غائب ہوتی چلی گئی۔

جب روشنی واپس اپنی اصلی چمک میں آئی تو عمران نے رسک لیتے ہوئے آہستہ سے سانس لیا۔ وہ گیس کی موجودگی چیک کرنا چاہتا تھا۔ سانس لیتے ہی اسے احساس ہو گیا کہ اس کا داؤ کامیاب ہو گیا ہے۔ گیس کی موجودگی کا اسے کوئی احساس نہ ہوا تھا۔ اور نہ ہی اس کی بو موجود تھی۔ اور عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ چونکہ وہ

سائیڈ پر پڑا ہوا تھا اور اس نے منہ کو ترچھا کر کے زمین کی طرف رکھا تھا۔ اس لئے اسے یقین تھا کہ اس کا سانس چیک نہ کیا جائے گا۔

"سانس لے لو" ——— عمران نے بڑی آہستہ آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اسے ہلکے ہلکے سانسوں کی آوازیں سنائی دیں۔

"کیا یہ واقعی ہلاک ہو چکے ہیں" ——— اچانک نارمن کی آواز کمرے میں گونجی۔

"بالکل ——— یہ گیس ایک لمحے میں ختم کر دیتی ہے"۔ مائیکل کا جواب سنائی دیا۔

کیوں نہ انہیں چیک کر لیا جائے ایسا نہ ہو کہ کسی نے سانس روک لیا ہو" ——— نارمن نے کہا۔

وہ آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ لیکن شاید فیڈر کھلا ہونے کی وجہ سے ان کی آوازیں کمرے میں بھی گونج رہی تھیں۔

"میرے خیال میں تو ضرورت نہیں ہے ——— کیونکہ گیس ایک منٹ سے زیادہ عرصے تک کمرے میں رہی ہے۔ بہرحال پھر بھی تسلی ہو جائے تو اچھا ہے"۔ مائیکل نے جواب دیا۔

"انہیں بجلی کا شاک لگاؤ، اس طرح پتہ چل جائے گا۔" نارمن نے کہا۔

"یہ فرش پر پڑے ہوئے ہیں۔ وہاں شاک نہیں لگایا جا سکتا۔ شاک کا سسٹم دیواروں تک ہی محدود ہے"۔ مائیکل کی آواز سنائی دی۔

تو پھر کس طرح چیک کیا جا سکتا ہے انہیں" ——— نارمن نے کہا۔
" دو طریقے ہیں ——— ایک تو یہ کہ ہم خود اندر جائیں اور دوسرا
طریقہ یہ ہے کہ ہم چھت سے کسی چھڑی کے ذریعے ان کو ہلا جلا کر چیک
کریں" ——— مائیکل نے جواب دیا۔
" چھڑی والا طریقہ ٹھیک ہے ——— مجھے اب بھی شک ہے
کہ ان میں سے ایک بھی زندہ ہوا تو مسئلہ بن جائے گا" نارمن نے کہا
" تم ان لاشوں سے بھی خوفزدہ ہو نارمن ——— میں تو تمہیں اتنا
بزدل نہیں سمجھتا تھا" مائیکل کی طنزیہ آواز سنائی دی۔
" تم صرف انجینئر اور سائنسدان ہو مائیکل ——— جبکہ میں سیکرٹ
ایجنٹ ہوں ——— مجھے معلوم ہے کہ سچوئیشن کس طرح بدل جاتی ہے۔
سیکرٹ ایجنٹ کی مٹی کسی اور ہی سیارے کی ہوتی ہے۔ وہ اس طرح
آسانی سے نہیں مرا کرتے جس طرح آسانی سے عام آدمی مر جاتے ہیں"
نارمن نے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
" تم خواہ مخواہ تلخ ہو رہے ہو ——— اس بات کو پلے باندھ لو
کہ یہ لوگ مر چکے ہیں ——— انتہائی زہریلی گیس سے بچ نکلنا ناممکن
ہے۔" مائیکل نے جواب دیا۔
" تو پھر کیا مسئلہ ہے ——— اگر تمہیں یقین ہے تو پھر ٹھیک ہے
انہیں یہیں پڑا رہنے دو۔ اگر ان میں سے کوئی زندہ بچ بھی گئے تو یہاں
سے نکل نہ سکیں گے ——— صبح جب باس آئے گا تو اس وقت
دیکھ لیا جائے گا۔" نارمن نے کہا۔
" تمہیں اب بھی یقین نہیں ہے۔ اگر تم انہیں مارتے تو یقین کے

لئے کیسے مارتے" ——— مائیکل نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔
" میں ایک ایک آدمی کے سینے میں مشین گن کا پورا برسٹ اتار دیتا"
نارمن نے سرد لہجے میں جواب دیا۔
" اوہ واقعی ——— تم نے اپنی ذہنی سطح کے مطابق ہی سوچا ہے۔
بہرحال فکر نہ کرو ——— یہ لوگ واقعی مر چکے ہیں" مائیکل نے کہا۔
" اوکے ——— پھر مجھے اجازت ——— میں اپنے آدمیوں کے
پاس جا رہا ہوں" ——— نارمن کی آواز سنائی دی۔
" اوکے ——— صبح چیف باس کے آنے پر ملاقات ہوگی" ——— مائیکل
نے کہا۔ اس کے بعد خاموشی طاری ہوگئی۔
" ارے ——— یہ فیڈر کھلا ہوا ہے ——— باس صبح آئے، میں
اس سے بات کروں گا ——— اس قدر بزدل لوگ بھی جی پی فائیو میں موجود
ہیں جو لاشوں کے پاس جاتے ہوئے ڈرتے ہیں۔"
مائیکل کی بڑبڑاہٹ سنائی دی اور اس کے بعد کلک کلک کی دو تین
آوازیں ابھریں۔ ایک جھماکا سا ہوا اور دوسرے لمحے دودھیا روشنی کی
بجائے عام روشنی پھیلتی چلی گئی۔
عام روشنی کو دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ سکرین پر کیا جانے والا
سسٹم آف کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ فوراً ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے
اٹھتے ہی باقی افراد بھی اٹھ بیٹھے۔ البتہ جولیا اور نعمانی اسی طرح پڑے رہ
گئے۔ اور جولیا اور نعمانی کو اس طرح پڑے دیکھ کر سب کا دل دھک سے
رہ گیا۔
وہ سب تیزی سے ان دونوں کی طرف لپکے۔ کیونکہ ان دونوں

کے نہ اٹھنے کا ایک ہی مطلب ہو سکتا تھا کہ زہریلی گیس انہیں چاٹ گئی ہے ــــــ

شاگل کے پورے جسم پر چھوٹے چھوٹے پلاسٹر لگے ہوئے تھے۔ اس کی آنکھیں غصے اور ندامت سے سرخ ہو گئی تھیں۔

پولیس نے اسے جھاڑیوں سے برآمد کرنے کے بعد ہوش دلایا تھا تو اس نے اسی وقت پولیس گاڑی میں نصب ٹرانسمیٹر کی مدد سے نارمن اور مائیکل کو اس ساری واردات کی اطلاع دے دی تھی تاکہ وہ دھوکا نہ کھا جائیں اور خود وہ پولیس گاڑی میں سیدھا ہسپتال پہنچ گیا۔

ہسپتال میں اس کے زخموں کی مرہم پٹی کی گئی۔ اور اس کے بعد پولیس کار اسے واپس اس کے ہیڈ کوارٹر کے گیٹ پر چھوڑ گئی اور اب شاگل اپنے آدمیوں پر بری طرح چیخ رہا تھا کہ مجرم کس طرح دیدہ دلیری سے نہ صرف ہیڈ کوارٹر میں گھس آئے بلکہ اسے بھی اغوا کر کے ساتھ لے گئے۔ اس کے بعد اس نے حکم دے دیا تھا کہ چاہے کتنی ہی سردی کیوں نہ ہو، اونی ٹوپیاں منہ پر نہ اوڑھی جائیں۔ تاکہ فوری طور پر شناخت ہو

سکے

یہ ہدایات دینے اور چیخنے چلانے کے بعد جب اس نے اپنے آدمیوں کو باہر بھیج دیا تو وہ سیدھا آپریشن روم میں پہنچا اور اس نے مائیکل کو کال کیا۔ رابطہ قائم ہوتے ہی اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے متعلق رپورٹ پوچھی۔

" آپ بے فکر رہیں مسٹر شاگل ــــ ابھی چند منٹ پہلے زہریلی گیس کی مدد سے ان سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے۔ اب وہ کافرستان یا ہمارے کیمپ کے لئے کسی طرح خطرہ نہیں بن سکتے اوور" ــــ مائیکل نے کہا۔ اور شاگل کے چہرے پر حیرت کے آثار ابھر آئے۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ ــــ کیا واقعی عمران اور اس کے ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں۔ اوور"

شاگل کا لہجہ ایسا تھا جیسے اسے اس اطلاع پر یقین نہ آیا ہو۔

" مجھے حیرت ہے کہ آخر آپ کو میری بات پر یقین کیوں نہیں آ رہا۔ میں نے خود انہیں انتہائی زہریلی گیس کی مدد سے ہلاک کر دیا ہے اور اب ان کی لاشیں میرے پاس بطور ثبوت موجود ہیں ــــ اوور"۔ مائیکل نے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا میں ان کی لاشیں دیکھ سکتا ہوں ــــ اوور"۔ شاگل نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

" سوری مسٹر شاگل ــــ اس وقت ہم نے آپ کی بات مان لی اور ایک بہت بڑے خطرے سے دوچار ہونے سے بچ گئے تھے

اور دوسری بات یہ کہ سارے دن کی بھاگ دوڑ کے بعد اب میں آرام کرنے کے لئے اپنے بیڈ روم میں آیا ہوں - اس وقت بیڈ روم کے ٹرانسمیٹر سے آپ سے بات چیت کر رہا ہوں - اس وقت تو ایسا ممکن نہیں ہے - صبح کو چیف باس آ رہے ہیں ——— ان کے آنے پر اور ان سے اجازت لے کر آپ کو بلوا لیں گے ——— اوور "
مائیکل نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" دیکھئے مسٹر مائیکل ——— آپ عمران اور اس کے ساتھیوں کے متعلق اتنا نہیں جانتے جتنا میں جانتا ہوں - آپ نے جتنی آسانی سے یہ کہہ دیا ہے کہ وہ مر گئے ہیں - اتنی آسانی سے یہ لوگ نہیں مر سکتے - یہ دنیا کے عیار ترین لوگ ہیں - ایسا نہ ہو کہ آپ انہیں مردہ سمجھ کر اطمینان سے سوئے رہیں اور یہ صبح تک اڈے کو تباہ کر کے اپنے ملک بھی واپس جا رہے ہوں - اس لئے کہہ رہا ہوں کہ مجھے چیک کرنے دیں " اس میں آپ ہی کا فائدہ ہے ——— اوور " شاگل نے کہا۔

" سوری جناب ——— یہ ہمارا اپنا مسئلہ ہے - ہم اس سے بہتر طور پر نپٹنا جانتے ہیں ——— آپ فکر بھی نہ کریں اور پریشان بھی نہ ہوں " دوسری طرف سے مائیکل نے سپاٹ اور سرد لہجے میں کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

" یہ مائیکل احمق ہے - اگر عمران اس قدر آسانی سے مر سکتا ہوتا تو اب تک ہزار بار مر چکا ہوتا - یہ پورے اڈے کو تباہ کرائے گا " شاگل نے انتہائی غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا - وہ بار بار اپنی مٹھیاں بھینچ رہا تھا - اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اڑ کر پہاڑیوں پر پہنچ جائے

اور اپنی آنکھوں سے صورت حال کو چیک کرے - لیکن وہ اعلیٰ حکام سے ملنے والی سخت ہدایات کی بنا پر مجبور تھا کیونکہ اسے یہ واضح طور پر حکم دیا گیا تھا کہ ان پہاڑیوں پر اسرائیلی حکام کی اجازت کے بغیر کافرستان کا کوئی شخص نہیں جا سکتا تھا۔

لیکن اس نے جب سے یہ سنا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے اس کے بعد اس کا ایک ایک لمحہ انتہائی بے چینی کے عالم میں گزر رہا تھا - وہ ہر حالت میں اس کی تصدیق کرنا چاہتا تھا - اور پھر اسے ایک خیال آیا اور اس نے تیزی سے ٹرانسمیٹر کی مختلف نابیں گھمانا شروع کر دیں۔

وہ کرنل ڈیوڈ کی اسرائیلی فریکوئنسی سیٹ کر رہا تھا - اس نے یہی سوچا تھا کہ وہ کرنل ڈیوڈ سے براہ راست بات کرے۔

" یس ——— جی پی فائیو ہیڈ کوارٹر ——— اوور " ——— رابطہ قائم ہوتے ہی ایک کرخت آواز سنائی دی۔

" چیف آف سیکرٹ سروس کافرستان شاگل ——— فرام کافرستان سپیکنگ ——— کرنل ڈیوڈ سے بات کرائیں ——— اوور "
شاگل نے لہجے کو انتہائی باوقار بناتے ہوئے کہا۔

" چیف باس آرام کرنے کے لئے اپنی خواب گاہ میں جا چکے ہیں، اوور " ——— دوسری طرف سے تذبذب آمیز لہجے میں جواب دیا۔

" اٹ از ایمرجنسی ——— فوراً رابطہ قائم کراؤ ——— ایک ایک لمحہ قیمتی ہے ——— اوور " ——— شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" او کے سر ——— اوور " ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور شاگل

خاموش ہو کر ٹرانسمیٹر کے بلب کو دیکھنے لگا۔

"یس ——— کرنل ڈیوڈ فرام دس اینڈ اوور" ——— چند لمحوں بعد کرنل ڈیوڈ کی سنجیدہ آواز سنائی دی

"کرنل ——— میں شاگل بول رہا ہوں ——— یہاں کیمپ پر آپ کے آدمیوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو قید کر لیا۔ اور اب آپ کا آدمی مائیکل کہہ رہا کہ اس نے ان سب کو زہریلی گیس کی مدد سے ہلاک کر دیا ہے لیکن مجھے یقین نہیں آ رہا ——— اوور"۔ شاگل نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— مگر مسٹر شاگل آپ کو یقین کیوں نہیں آ رہا۔ ابھی مائیکل نے مجھے اطلاع دی ہے ——— مائیکل ایسا آدمی ہے جو کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا ——— اوور" ——— کرنل ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کرنل ——— آپ تو عمران کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ وہ اتنی آسانی سے نہیں مر سکتا ——— اور اگر وہ مر گیا ہے تو یہ مسٹر مائیکل کا بہت بڑا کارنامہ ہے ——— میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ میں خود اپنی آنکھوں سے اس کی لاش دیکھ لوں ——— اوور" ——— شاگل نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— میں صبح کو وہاں پہنچ رہا ہوں ——— میں آپکو ساتھ لیتا جاؤں گا ——— اور پھر ہم مل کر چیک کر لیں گے۔ اوور"۔ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"لیکن کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ میں ابھی جا کر چیک کر لوں۔ ایسا نہ ہو کہ صبح تک حالات ہی بدل چکے ہوں ——— اوور"۔ شاگل نے کہا۔

"آپ خواہ مخواہ وہم میں نہ پڑیں مسٹر شاگل ——— مائیکل نے جب

کہہ دیا ہے کہ وہ مر چکے ہیں تو پھر سمجھ لیں کہ وہ واقعی مر چکے ہیں۔ ویسے مجھے مائیکل نے بتایا ہے کہ وہ لوگ مرنے سے پہلے ایسے تہہ خانے میں بند ہیں جہاں سے ان کی روح بھی بغیر اجازت باہر نہیں جا سکتی اور اب ان کی لاشیں اسی قید خانے میں پڑی ہوئی ہیں ——— بفرض محال اگر وہ زندہ بھی ہیں تب بھی فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ وہاں سے باہر نہیں نکل سکتے ——— صبح اگر وہ زندہ ہوئے تو میں آپ کو اجازت دے دوں گا کہ آپ خود اپنے ہاتھوں سے انہیں اپنی مرضی سے ہلاک کر دیں۔ اوور" ——— کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ——— جیسے آپ کی مرضی ——— گڈ بائی"۔ شاگل نے قدرے مایوس لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ڈونٹ وری مسٹر شاگل ——— گڈ بائی اینڈ اوور اینڈ آل"۔ کرنل ڈیوڈ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ اور رابطہ ختم ہو گیا۔

شاگل نے ڈھیلے ہاتھوں سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کیا۔ وہ بے بسی سے ہونٹ کاٹ رہا تھا ——— اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ معاملہ اتنا آسان نہیں جتنا یہ لوگ سمجھ رہے ہیں۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ کوئی گڑبڑ ہونے والی ہے لیکن اس کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔

اس نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پر نظر ڈالی اور دوسرے لمحے اسے ایک خیال آیا کہ وہ پہاڑیوں میں داخل نہیں ہو سکتا لیکن پہاڑیوں کے باہر اپنے آدمی تو پھیلا سکتا ہے۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی ہلاک نہیں ہوئے اور اگر وہ کیمپ تباہ بھی کر دیں تب بھی وہ اپنے بچاؤ کا کوئی نہ کوئی راستہ ضرور رکھیں گے اور کیمپ کو اڑانے سے پہلے وہ پہاڑیوں سے

باہر نکلنے کی کوشش کریں گے۔ اور اگر اس کے آدمی مستعد ہوں تو وہ انہیں آسانی سے پکڑ سکتے ہیں۔ اس طرح کرنل ڈیوڈ اور اسرائیل کو بھی پتہ چل جائے گا کہ کافرستانی سیکرٹ سروس، جی پی فائیو سے کسی طرح بھی کم نہیں۔

یہ خیال آتے ہی اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا نوجوان اندر داخل ہوا۔

"یس باس ——" آنے والے نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"امر سنگھ —— اس وقت ہمارے پاس کتنے آدمی ہیں" شاگل نے آنے والے سے پوچھا۔

"تقریباً اٹھاسی کارکن موجود ہیں جناب" —— امر سنگھ نے جواب دیا۔

"اچھا —— تم ایسا کرو کہ اپنے آدمیوں کو لے کر پہاڑیوں کو گھیر لو۔ تمہارے پاس گاڑیاں اور اسلحہ ہونا چاہیئے۔ تم نے کسی طرح بھی پہاڑیوں میں مداخلت نہیں کرنی۔ لیکن اگر کوئی پہاڑیوں سے نکل کر باہر آئے تو اسے گرفتار کر لینا۔ راک پور کے پولیس چیف سے بات کرتا ہوں کہ وہ پولیس کی امداد ہمیں دے دے۔ اس طرح ہم زیادہ آسانی سے پہاڑیوں کی نگرانی کر سکیں گے" —— شاگل نے کہا۔

"بہتر جناب" —— امر سنگھ نے مودبانہ لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ شاگل نے میز پر رکھا ہوا ٹیلیفون سنبھالا اور رسیور اٹھا کر چیف آف پولیس کے نمبر گھمانے لگا۔

جولیا اور نعمانی کے پاس پہنچنے والوں میں سب سے آگے عمران تھا۔ اس نے تیزی سے ایک ہاتھ سے جولیا کی نبض تھام لی جبکہ دوسرے ہاتھ سے اس نے قریب پڑے ہوئے نعمانی کی نبض تھام لی۔

دوسرے لمحے اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ جولیا اور نعمانی کی نبض ابھی پوری طرح ڈوبی نہ تھی لیکن ان دونوں کی حالت انتہائی خراب تھی۔ اور اگر انہیں فوری طبی امداد نہ ملی تو ان کے ہلاک ہو جانے کا خطرہ تھا لیکن اس وقت اس جگہ پر انہیں فوری طبی امداد مہیا کرنا کسی طرح بھی ممکن نہ تھا۔

لیکن عمران بھلا انہیں اپنی آنکھوں کے سامنے مرتا کیسے دیکھ سکتا تھا۔ اس نے تیزی سے جولیا کے دونوں جبڑے ایک ہاتھ سے پکڑ کر بھینچے۔ ایک طرف اس نے انگوٹھے کا دباؤ ڈالا تھا۔ جبکہ دوسری طرف اس کی انگلیوں کا دباؤ تھا۔ اور اس کی ہتھیلی جولیا کی ٹھوڑی پر تھی۔ اس

دباؤ کے نتیجے میں جولیا کا بھنچا ہوا منہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور عمران نے
اپنی دو درمیانی انگلیاں جولیا کے حلق میں زور سے ڈالیں اور انہیں تیز
سے ادھر ادھر ہلانے لگا۔

دوسرے لمحے اس نے حلق کے اندر لٹکے ہوئے کوّے کو انگلیو
کی مدد سے زور سے جھٹکا دیا اور پھر نہ صرف انگلیاں باہر نکال لیں بلکہ ہا
بھی جولیا کے منہ سے ہٹا لیا۔

اور پھر اس نے بجلی کی سی تیزی سے یہی عمل نعمانی کے ساتھ بھی دہ
اور ایک طویل سانس لے کر ہٹ گیا۔

عمران کے اس عمل کا نتیجہ چند لمحوں بعد سامنے آنے لگا۔ عمرا
جولیا اور نعمانی کے حلق کے اندر ارتعاش پیدا کرنے میں کامیاب ہو گیا
اس طرح معدے کے اندر تحریک پیدا ہوئی اور جولیا اور نعمانی دونوں کا
انتہائی تیزی سے پھولا اور پچکا اور پھر زرد رنگ کا مادہ تیزی سے ان د
کے منہ سے باہر گرنے لگا۔

اس مادے کے باہر نکلتے ہی عمران نے باری باری ان دونوں
نتھنوں میں چھوٹی انگلی ڈال کر تیزی سے گھمایا اور پھر ہاتھ باہر کھینچ لیا
لمحوں بعد ان دونوں کے نتھنے تیزی سے پھولنے اور پچکنے لگے۔

اور پھر زوردار چھینکوں سے کمرہ گونج اٹھا۔ یہ چھینکیں جولیا اور نعما
کی تھیں۔ اس طرح دماغ پر چھائے ہوئے گیس کے اثرات کم پڑ گئے
اور معدے میں شامل گیس کے اثرات زرد رنگ کے مادے کے
نکلنے کی وجہ سے معدے میں سے بھی گیس کے اثرات باہر آ گئے۔ ا
دوسری چھینک کے بعد جولیا اور نعمانی دونوں نے آنکھیں کھول دیں

ان کی آنکھوں میں زندگی کی چمک ابھر آئی تھی۔ اور عمران نے ان دونوں
کی نبض ایک بار پھر چیک کی اور دوسرے لمحے اس کے منہ سے اطمینان
کی طویل سانس نکل گئی۔

"اب یہ دونوں خطرے سے باہر ہو چکے ہیں" ——— عمران نے نتیجے
کا اعلان کرتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب ——— آپ واقعی جادوگر ہیں۔ آپ نے اس قدر
زہریلی گیس کا عجیب و غریب علاج کیا ہے" ——— صفدر نے مسرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ طریقہ علاج ہماری ریاست ڈھمپ کا خصوصی علاج ہے۔ انگلی ڈال
کر مرض نکال لو اور بس۔ یہاں تو خواہ مخواہ اتنے ہسپتال اور میڈیکل
کالج حکومت نے کھول رکھے ہیں" عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں
جواب دیا اور سب افراد ہنس پڑے۔

"اگر کسی کی آنکھ خراب ہو تو پھر آپ کی انگلی والا علاج کیسے ہو سکتا ہے"
تنویر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ جولیا کے بچ جانے پر اس کا موڈ خود بخود
خوشگوار ہو گیا تھا۔

"ارے ——— یہ ہماری ریاست کا طبی راز ہے ——— ویسے اگر کبھی
تمہاری آنکھ خراب ہو جائے تو مجھے بتا دینا۔ یقین رکھو پھر کبھی آنکھ خراب
ہونے کی گستاخی نہ کرے گی" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"گستاخی کیسے کرے گی۔ وہ بیچاری تو شہید ہو چکی ہو گی" کیپٹن شکیل
نے جواب دیا۔ اور وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

جولیا اور نعمانی اب اٹھ کر بیٹھ گئے تھے۔ باقی ساتھیوں نے انہیں

کھڑا کر دیا تھا اور اب ان کی حالت خاصی سنبھلی ہوئی لگ رہی تھی۔ باقی ساتھی بھی تر و تازہ ہو گئے تھے کیونکہ شروع شروع میں انہیں بھی چکر سے محسوس ہوئے تھے۔ لیکن عمران کی باتوں اور کھل کر ہنسنے کی وجہ سے ذہن پر چھائی ہوئی گیس کی ہلکی سی تہہ بھی اتر گئی تھی اور وہ پوری طرح چاک و چوبند ہو چکے تھے۔

"عمران صاحب ——— کیا اس جگہ سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ آپ کی ریڈی میڈ کھوپڑی شاید فیل ہو چکی ہے"۔ چوہان نے کہا۔

"یہاں سے نکلنے کے لئے ——— ارے یہاں تمہیں کیا تکلیف ہے۔ اتنی خوبصورت جگہ ہے ——— بارش اور آندھی سے محفوظ۔ مزے کرو" ——— عمران نے تعریفی انداز سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ لیکن دراصل وہ اب واقعی یہاں سے نکلنے کے لئے کسی کمزور پہلو کا جائزہ لے رہا تھا۔

"جب انہوں نے گولیوں کا مینہہ برسایا، تب آپ کا انگلی والا علاج بھی کام نہیں آئے گا۔ صفدر نے کہا۔

"عمران صاحب ——— میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے۔ اچانک ایک طرف کھڑے ہوئے بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آئی ہے ——— کہاں آئی ہے ——— ارے وہی تو یہاں سے نکلنے کا راستہ ہوگا۔ اگر کوئی چیز اندر آسکتی ہے تو باہر بھی نکل سکتی ہے"۔ عمران نے چونک کر جواب دیا۔

"آپ سنیں تو سہی ——— ناٹران اور فیصل جان کو چھت سے

نیچے پھینکا گیا ہے، اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس کمرے سے نکلنے کا راستہ صرف چھت سے ہی ہے۔ دیواروں میں کرنٹ دوڑ رہا ہے۔ اگر ہم ایک دوسرے کے کاندھے پر چڑھ کر چھت تک پہنچ جائیں تو راستہ ہٹایا جا سکتا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"لیکن چھت والے راستے میں چٹخنی نہیں لگی ہوئی کہ تم اس چٹخنی کو کھولو گے اور دروازہ نکل آئے گا۔ یہ سارا سسٹم مشینی ہے اور مشین کو آف کئے بغیر اس راستے کو نہیں کھولا جا سکتا۔" عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— اس بات کا تو مجھے خیال تک نہیں آیا"۔ بلیک زیرو نے ندامت بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر آپ لوگ مجھے مجبور کریں تو کوئی ترکیب سوچوں"۔ عمران نے کہا۔

"ضرور سوچیں" ——— سب نے یک زبان ہو کر کہا اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔

"اچھا ——— اگر آپ واقعی بضد ہیں تو آیئے باہر چلیں"۔ عمران نے یوں جواب دیا جیسے وہ اپنی کوٹھی کے کسی کمرے میں موجود ہے اور بس دروازہ کھول کر باہر نکل جائے گا۔

"یہ مذاق کا وقت نہیں ہے ——— کسی بھی لمحے وہ لوگ ہمیں دوبارہ ہلاک کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں"۔ جولیا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں ——— میرے پاس ابھی دس انگلیاں اور دو

انگوٹھے موجود ہیں ——— تم فکر نہ کرو۔"

عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور جولیا حیرت سے عمران کو دیکھنے لگی۔ کیونکہ اسے عمران کی بات سمجھ میں نہ آئی تھی۔ لیکن باقی افراد اس علاج کا مظاہرہ ابھی دیکھ چکے تھے اس لئے وہ مسکرا دیئے۔

عمران تیزی سے قدم اٹھاتا سامنے والی دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا دیوار کے قریب پہنچ کر وہ رکا اور غور سے دیوار کے اس حصے کو دیکھنے لگا جہاں سے روشنی پھوٹ رہی تھی۔ یہ جگہ ایک چھوٹے سے طاقچے کی طرح تھی اور خاصی بلندی پر تھی۔

"جوانا ——— ادھر آؤ"

عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا اور جوانا لمبے لمبے قدم اٹھاتا ہوا عمران کے پاس پہنچ گیا۔

"مجھے اپنے کندھوں پر اٹھالو" ——— عمران نے جوانا سے کہا اور جوانا سر ہلاتا ہوا نیچے بیٹھ گیا اور عمران اس کے کاندھوں پر پیر رکھ کر چڑھ گیا۔ اس نے جوانا کا سر دونوں ہاتھوں سے مضبوطی سے پکڑ لیا جوانا ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس طرح عمران اتنی بلندی پر پہنچ گیا کہ اس کا ہاتھ اس روشنی والے طاقچے پر پہنچ سکے۔ جوانا کے کاندھوں پر اچھی طرح پیر جمانے کے بعد عمران نے اپنے جسم پر پہنا ہوا کوٹ اتارا اور اس نے اس کوٹ کو روشنی والے طاقچے پر رکھ کر ایک ہاتھ سے اسے دبایا۔ کوٹ کی وجہ سے وہ دیوار میں دوڑنے والے کرنٹ سے بھی محفوظ ہو گیا۔

ایک ہاتھ سے کوٹ کو دبا کر اس نے دوسرے ہاتھ کی مٹھی بھینچی

ور پھر ہاتھ کو پیچھے کر کے اس نے پوری قوت سے مکہ کوٹ پر مارا۔ مکہ لگتے ہی تڑاخ کی آواز آئی اور روشنی یکلخت بجھ گئی۔ البتہ دیگر دیواروں سے روشنی اسی طرح پھوٹ رہی تھی۔ صرف وہی طاقچہ اندھا ہوا تھا۔ اور مران نے کوٹ ہٹا کر اپنا ہاتھ دیوار پر رکھ دیا۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ وڑنے لگی۔

اس کا اندازہ درست نکلا تھا۔ روشنی کا طاقچہ ٹوٹتے ہی اس دیوار میں وجود بجلی کے کرنٹ کا سرکل ختم ہو چکا تھا۔ اس طرح دیوار میں دوڑنے الا کرنٹ ختم ہو گیا تھا۔ عمران نے نیچے چھلانگ لگائی اور پھر بڑے مطمئن نداز میں کوٹ پہننے لگا۔

"کرنٹ تو ختم ہو گیا لیکن باہر کیسے جایا جائے گا" ——— صفدر نے گے بڑھ کر کہا۔

"ایک کام میں نے کر دیا ہے، دوسرا تم کر دو ——— اب سارا بوجھ مجھ پر ہی تو نہ ڈالو۔ موٹی موٹی تنخواہیں تم وصول کرتے رہتے ہو اور کام مجھ غریب سے کراتے رہتے ہو۔" عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ایکسٹو نے آپ کو اس مشن کا لیڈر بنا کر بھیجا ہے اس لئے بھگتو"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کاش ——— یہاں ایکسٹو موجود ہوتا تو میں اس سے بات کرتا۔ کیوں مسٹر طاہر ——— وہ تو مزے سے گرم بستر میں پڑا ریلوے انجن کی سیٹیوں جیسے خراٹے لے رہا ہو گا اور ہمیں یہاں پھنسا دیا۔" عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور بلیک زیرو صرف مسکرا کر رہ گیا۔

ظاہر ہے ——— اب وہ کیا کہہ سکتا تھا

"تمہیں ہزار بار کہا ہے کہ باس کے خلاف کوئی بات نہ کیا کرو۔ لیکن تم باز نہیں آتے۔" جولیا نے حسب عادت غصیلے لہجے میں کہا اور بلیک زیرو دلچسپ نظروں سے جولیا کو دیکھنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کاش جولیا کو اصل صورت حال بتائی جا سکتی۔

"کیوں نہ بات کروں تمہارے اس چوہے باس کے متعلق" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ جولیا کوئی جواب دیتی، عمران جواب کوٹ پہن چکا تھا، تیزی سے اس دیوار کی طرف بڑھا جس کا کرنٹ سرکل اس نے ختم کیا تھا۔

وہ دیوار کے بالکل قریب جا کر رکا اور پھر فرش اور دیوار کی جڑ کو غور سے دیکھنے لگا۔ وہ اسی طرح جھکے جھکے انداز میں دیوار کے ساتھ ساتھ بڑھتا چلا گیا۔

دو قدم اٹھاتے ہی وہ رکا اور پھر گھٹنوں کے بل فرش پر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنے دائیں ہاتھ کو مخصوص انداز میں جھٹکا تو اس کے ناخنوں کے اندر لگے ہوئے تیز بلیڈ باہر کو نکل آئے۔ اور عمران نے ان تیز بلیڈوں کی مدد سے دیوار کی جڑ کو ایک جگہ سے کھرچنا شروع کر دیا۔

چند لمحوں بعد اس نے دیوار میں سے ایک باریک سی تار کو باہر نکال لیا۔ یہ تار دیوار کے اندر موجود تھی۔ اور اوپر سنہرے رنگ کا پلستر کر دیا گیا تھا۔ تار ننگی ہوتے ہی عمران نے اسے اور زیادہ تیزی سے کھرچنا شروع کر دیا۔ اس طرح وہ تار کو دائیں طرف سے ننگا کرتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ رک گیا کیونکہ اب جس جگہ کو اس نے کھرچا تھا وہاں یک جائنٹ لگا ہوا تھا۔ یہ ایک سنہرے رنگ کی چھوٹی سی ڈبی تھی جس اندر یہ تار چلا گیا تھا۔

عمران نے ناخن میں لگے ہوئے بلیڈ کی مدد سے اس ڈبی کے اوپر لگے ے چھوٹے سے پیچ کو کھولا تو ڈبی کا ڈھکن علیحدہ ہو گیا۔ ڈبی کے اندر ے چھوٹے چھوٹے پوائنٹ لگے ہوئے تھے۔ جیسے ریڈیو کے اندر سیل تے ہیں۔

عمران غور سے چند لمحے ان سیلوں کو غور سے دیکھتا رہا۔ جیسے وہ ان ساخت اور ماہیت پر غور کر رہا ہو۔ دوسرے لمحے اس کے لبوں پر ی سی مسکراہٹ دوڑنے لگی۔

وہ سارا سسٹم سمجھ گیا تھا۔ اس نے انگوٹھے کی مدد سے ایک سیل جھٹکے سے ڈبی سے علیحدہ کر دیا۔ اور پھر اس کا نوک والا سرا اس نے باقی ون کے نوک والے حصوں سے ٹکرا دیا۔ ایک سیل سے جیسے ہی اس نوک ٹکرائی، ہلکی سی چٹک کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے کمرے میں موجود افراد حیرت بھرے انداز میں عمران کی ان حرکات کو دیکھ رہے ے بری طرح اچھل پڑے۔ کیونکہ سرر کی تیز آواز سے چھت پر دو بڑے ے خانے کھل گئے تھے اور ان خانوں میں سے ملگجی سی روشنی اندر نے لگی تھی۔ اور عمران ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"لو بھئی ——— میں نے ان کے کمپیوٹر کو الٹا چلا کر دروازے کھول یئے ہیں" ——— عمران نے کہا۔ وہ سیل کو واپس اپنی پہلی جگہ پر جا چکا تھا

"حیرت انگیز ——— عمران صاحب واقعی آپ حیرت انگیز انسان ہیں

اس بار بلیک زیرو نے بے اختیار ہو کر کہا۔ اسے عمران کی ایسی حیرت انگیز صلاحیتوں کا پہلی بار تجربہ ہوا تھا۔

"یار تم ایکسٹو کے سیکرٹری ہو ——— اسے میری سفارش ہی کر دو میری کوئی تنخواہ باندھ دے ——— میں کب تک بیگار میں کام کرتا رہوں گا۔" عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"ضرور عمران صاحب ——— میں آپ کی ضرور سفارش کر دوں گا۔" بلیک زیرو نے بڑے پر خلوص لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور عمران یوں سر ہلانے لگا جیسے واقعی اس کی نوکری پکی ہو گئی ہو۔

"اب رہ گیا باہر جانے کا مسئلہ ——— چلو وہ بھی میں ہی حل کر دیتا ہوں۔ تنخواہ تو شاید ہی ملے۔ وہ چوہا سخت کنجوس واقع ہوا ہے۔ بہرحال امید پر دنیا قائم ہے ——— جوزف اپنی جراب دینا۔"

عمران نے بات کرتے کرتے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جراب ——— جوزف نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں ——— دائیں پاؤں کی جراب۔" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا ہے اس جراب میں" ——— جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اس کی جراب عمرو عیار کی زنبیل ہے جولیا ——— سارے جہان کی دولت موجود ہے اس میں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جولیا حیرت بھرے انداز میں سر ہلا کر خاموش ہو گئی۔

جوزف نے جھک کر دائیں پاؤں کی جراب اتاری اور عمران کی

طرف بڑھا دی۔ اس کے اپنے چہرے پر حیرت کے آثار تھے۔ کیونکہ اسے اس جراب کی کسی خصوصیت کا علم ہی نہ تھا۔ عام سی جراب تھی۔

عمران نے جراب ہاتھ میں لی اور پھر اس کے کنارے کو انگلیوں سے ٹٹولتا رہا۔ چند لمحوں بعد اس نے انگلیوں کو جھٹکا دیا تو دھاگے کا سرا کھل گیا۔

عمران تیزی سے دھاگے کو کھینچتا چلا گیا اور جراب ادھڑتی چلی گئی۔ تقریباً چار انچ چوڑائی میں جراب ادھڑنے کے بعد رک گئی۔ اب فرش پر دھاگے کا اچھا خاصا ڈھیر لگ چکا تھا۔

"لو بھئی ——— اپنی جراب پہن لو ——— نہیں تو سردی لگ جائے گی" ——— عمران نے جراب واپس جوزف کی طرف اچھال دی۔ پھر اس نے دھاگے کا ایک سرا انگلی میں لپیٹ کر اسے تیزی سے انگلی پر لپیٹتا چلا گیا۔ جب تمام دھاگہ انگلی پر لپیٹ گیا تو اس نے دوسرے ہاتھ سے کھینچ کر اسے انگلی سے اتار لیا۔ اب یہ ایک انگلی جتنی لمبائی کا گولہ سا بن گیا تھا جس کے اندر سوراخ تھا۔

عمران نے دھاگے کے دونوں سروں کو اپنے اپنے حصوں میں موڑ دیا۔ اور پھر اس نے اس دھاگے کے گولے پر زور زور سے پھونکیں مارنی شروع کر دیں۔

وہ مسلسل پھونکیں مارتا چلا گیا اور دھاگے کا براؤن رنگ آہستہ آہستہ سفید ہوتا چلا گیا۔ سب لوگ حیرت سے اس شعبدے کو دیکھ رہے تھے۔

چند لمحوں بعد دھاگہ مکمل طور پر سفید ہو گیا تو عمران نے اسے دونوں

ہاتھوں سے پکڑ کر مخالف سمتوں میں کھینچنا شروع کر دیا اور یہ سپرنگ
کھلتا اور بڑھتا چلا گیا۔

"اس کا ایک سرا پکڑو صفدر" عمران نے صفدر سے کہا
صفدر نے جیسے ہی اس بظاہر نظر آنے والے دھاگے کو پکڑا اتھ
اس وقت اسے احساس ہوا تھا کہ دھاگہ انتہائی سخت تار میں تبدیل ہ
ہے۔ کافی لمبا سپرنگ بنانے کے بعد عمران نے اسے صفدر کے ہاتھ
چھڑایا۔ اور اس نے اس کے ایک سرے کو پکڑ کر جیسے ہی اوپر ا
اس کا دوسرا سرا چھت میں بننے والے خانے کی طرف اٹھتا چلا گیا ا
اس کی لمبائی اتنی ہو گئی تھی کہ اس کا ایک سرا خانے کے دوسر
طرف پہنچ گیا تھا۔ جبکہ دوسرا سرا عمران کے ہاتھ میں تھا۔
لیکن سب لوگ اب یہ سوچ رہے تھے کہ اس حیرت انگیز سپر
کے ذریعے وہ باہر کیسے نکلیں گے
عمران نے اب سپرنگ کو مخصوص انداز میں جھٹکے دینے شروع
دیئے اور سپرنگ کا دوسرا سرا دوسری طرف بڑھ کر غائب ہو گیا ہر
ہر جھٹکے کے بعد سپرنگ کو دائیں بائیں ہلاتا رہا۔ اور پھر ایک بار جیسے
اس نے دائیں بائیں حرکت دی تو اس کے ہاتھ کو جھٹکا سا لگا اور ا
کے چہرے پر کامیابی کی روشنی بکھر گئی۔
جھٹکا لگتے ہی عمران نے سپرنگ کے اپنے ہاتھ والے سرے
دباؤ ڈال کر اسے پچکا دیا۔
"لو بھئی ـــــ یہ کمند تیار ہو گئی۔" عمران نے اپنے ساتھیو
کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔
ان کے چہروں پر پھیلی ہوئی حیرت دیکھ کر وہ بے اختیار ہنس

"مجھے یوں کیوں دیکھ رہے ہو ـــــ بعض اوقات مجھ میں
سامری جادوگر کی روح آجاتی ہے۔" عمران نے کہا اور پھر اس نے
سپرنگ کو زور سے جھٹکا دیا۔
اس بار سپرنگ پھیلا نہیں۔ تو عمران نے اسے چھوڑ دیا اور وہ کسی
رسی کی طرح لٹکنے لگا۔ عمران نے آگے بڑھ کر اسے پکڑا اور پھر
دوسرے لمحے وہ اس سپرنگ کو پکڑ کر لٹکتا ہوا اوپر چھت کی طرف چڑھتا
چلا گیا۔ سپرنگ اتنا مضبوط تھا کہ عمران کا وزن پوری طرح سہار گیا۔
چند لمحوں بعد عمران اس سپرنگ کی مدد سے چھت میں کھلنے والے
خانے میں سے ہوتا ہوا باہر چلا گیا۔
"آجاؤ ـــــ میدان خالی ہے۔"
چند لمحوں بعد اوپر سے عمران کی آواز سنائی دی اور پھر
صفدر نے عمران کی پیروی کی۔ اس طرح باری باری وہ اس لٹکے ہوئے
سپرنگ نما رسے کی مدد سے اوپر چڑھ آئے۔
اب وہ ایک بڑے کمرے میں موجود تھے جب سب لوگ اوپر
پہنچ گئے تو عمران نے سپرنگ کا وہ سرا جو اوپر والے ایک کمرے کی
دیوار میں بنے ہوئے دروازے کے ہینڈل سے چپٹا ہوا تھا، ایک
مخصوص جھٹکے سے چھڑایا۔ اور پھر اسے یوں اوپر سے دبانا شروع کر دیا،
جیسے سپرنگ بند ہوتا ہے اور وہ تہہ ہوتا چلا گیا۔ عمران کے ہاتھ انتہائی
تیزی سے چل رہے تھے۔ چند لمحوں بعد وہ سپرنگ دوبارہ اسی گولے
کی صورت میں ہو گیا تو عمران نے اسے اپنی جیب میں رکھ لیا۔
یہ ایک خاصا بڑا ہال کمرہ تھا۔ جس کے ایک کونے میں بڑی سی

مشین نصب تھی، جس کے اوپر سکرین تھی۔ یہ مشین اس وقت آن تھی اس پر مختلف بلب تیزی سے جل بجھ رہے تھے۔

عمران اس مشین کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے چند لمحوں تک مشین کا جائزہ لیا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن دبایا تو مشین آف ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی چھت میں بنے ہوئے خانے بھی سرر کی تیز آواز سے بند ہو گئے۔

"آؤ اب باہر چلیں" ——— عمران نے ایک دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

لیکن پھر اس سے پہلے کہ وہ دروازے تک پہنچتا اچانک دائیں ہا[تھ] کی دیوار میں موجود ایک دروازہ کھلا اور وہ سب چونک کر اس کی طر[ف] بڑھے۔ دروازے میں مائیکل کھڑا ہوا تھا۔ وہ یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ان لوگوں کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے اسے دنیا کا آٹھواں عجوبہ نظر آ گیا ہو

عمران کا ہاتھ آہستہ سے اپنی جیب میں رینگا اور پھر اس سے پہلے کہ مائیکل اپنی حیرت پر قابو پا کر سنبھلتا۔ عمران کا ہاتھ جیب سے باہر آ کر بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ اور اس کے ہاتھ میں موجود سپرنگ رائفل سے نکلنے والی گولی کی طرح مائیکل کی طرف لپکا۔

مائیکل اپنے بیڈ روم میں سویا ہوا تھا کہ اچانک تیز گھنٹی کی آواز سن کر ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ چند لمحے وہ لاشعوری کی کیفیت میں بیٹھا رہا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر بیڈ کے ساتھ رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ گھنٹی کی تیز آواز اسی ٹرانسمیٹر سے نکل رہی تھی۔

"ہیلو ——— کرنل ڈیوڈ کالنگ مائیکل ——— اوور" ——— بٹن آن ہوتے ہی کرنل ڈیوڈ کی آواز سنائی دی۔

"یس سر ——— مائیکل سپیکنگ ——— اوور" ——— مائیکل نے نیند میں ڈوبی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

"مائیکل ——— کافرستانی سیکرٹ سروس کے چیف شاگل نے مجھے ابھی کال کیا ہے ——— وہ بضد ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی آسانی سے ہلاک نہیں ہو سکتے۔ میں نے اسے صبح تک تو ٹال دیا ہے لیکن میرے اپنے ذہن میں شکوک پیدا ہو گئے ہیں۔ پاکیشیائی سیکرٹ

سروس کے یہ لوگ انتہائی عیار اور چالاک واقع ہوئے ہیں اور اگر شاگل کی بات سچ نکلی تو کیمپ کو شدید خطرہ لاحق ہو جائے گا۔ اوور" کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"سر ——— مسٹر شاگل تو خواہ مخواہ ان لوگوں کو اہمیت دے رہے ہیں۔ وہ لوگ یقیناً ہلاک ہو چکے ہیں۔ اور اگر ہلاک نہ بھی ہوئے ہوں، تب بھی کیمپ کو کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ زیرو سیل میں قید ہیں زیرو سیل ہم نے خاص طور پر اس طرح ڈیزائن کیا ہے کہ اس میں واپسی ناممکن ہے ——— اس کی دیواروں میں طاقتور کرنٹ دوڑ رہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہر دیوار کے کرنٹ کا کنکشن علیحدہ ہے تاکہ اگر کسی وجہ سے ایک دیوار کا کرنٹ منقطع ہو جائے تو باقی دیواریں متاثر نہ ہوں اندر جانے اور باہر جانے کا راستہ صرف چھت میں سے ہے اور اس کا کنٹرول باہر کمپیوٹر میں موجود ہے جسے کسی صورت اندر سے کنٹرول نہیں کیا جا سکتا۔ دوسری بات یہ کہ چھت اور فرش کے درمیان فاصلہ اتنا ہے کہ بغیر ایک اونچی سیڑھی کے کوئی شخص باہر نہیں آ سکتا۔ اوور"

مائیکل نے زیرو سیل کی خصوصیات گنوانی شروع کر دیں۔

"یہ سب کچھ مجھے معلوم ہے ——— لیکن پھر بھی تم جا کر انہیں چیک کرو کہ وہ کس پوزیشن میں ہیں اور اس کے بعد مجھے آ کر کال کرو میں تمہاری کال کا منتظر رہوں گا ——— اوور" ——— کرنل ڈیوڈ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

یس سر ——— ٹھیک ہے میں ابھی جا کر چیک کرتا ہوں اور آپکو

واپسی رپورٹ دیتا ہوں ——— اوور" ——— مائیکل نے کہا۔

"او کے ——— میں تمہاری کال کا منتظر رہوں گا۔ اوور اینڈ آل"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ اور ٹرانسمیٹر میں سے سیٹی کی تیز آواز نکلنے لگی۔

مائیکل نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر بند کیا اور پھر بستر سے نیچے اتر آیا۔ اس نے ایک طرف پڑا ہوا سلیپنگ گاؤن اٹھا کر پہنا اور دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

دروازہ کھول کر وہ باہر نکلا اور پھر راہداری میں سے ہوتا ہوا اس جگہ پہنچا جہاں زیرو سیل کا آپریٹنگ روم تھا۔ اس نے سائیڈ کی دیوار میں لگا ہوا ایک بٹن دبایا۔ بٹن دبتے ہی دیوار میں ایک دروازہ نمودار ہوا۔ یہ دروازہ زیرو سیل کے آپریٹنگ روم میں داخلے کا تھا۔

دروازہ کھلتے ہی مائیکل نے اندر جانے کے لئے قدم بڑھایا۔

جیسے ہی وہ دروازے کے درمیان میں پہنچا اس کا ذہن بھک سے اڑ گیا۔ اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں حیرت اور خوف کی شدت سے پھیلتی چلی گئیں۔ اس کے دماغ میں آندھیاں سی چلنے لگیں۔ کیونکہ آپریٹنگ روم میں عمران اور اس کے تمام ساتھی زندہ و سلامت بڑے اطمینان بھرے انداز میں موجود تھے۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا اچانک اس کی پیشانی پر کوئی سخت چیز آ کر لگی۔ اور وہ لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ سنبھل گیا۔ اس نے انتہائی پھرتی سے دیوار میں لگا ہوا وہ بٹن دبا دیا۔ جسے اس نے پہلے دبا کر دروازہ کھولا تھا بٹن دبتے ہی

دروازہ سرر کی تیز آواز سے بند ہو گیا۔ اور مائیکل بے تحاشا اور جنونی انداز میں دوڑتا ہوا مین آپریشن روم کی طرف بھاگتا چلا گیا۔

مین آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی وہ بھوکے بھیڑیئے کی طرح ایک مشین کی طرف لپکا اور اس نے انتہائی پھرتی سے اس کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔

آخری بٹن دبتے ہی مشین کے اوپر لگی ہوئی سکرین روشن ہو گئی اور دوسرے لمحے اس نے ایک طویل سانس لیا کیونکہ سکرین پر آپریٹنگ روم اور اس کا ملحقہ برآمدہ نظر آ رہا تھا اور عمران اور اس کے ساتھی اس وقت ملحقہ برآمدے میں موجود تھے۔ اور اس کے دروازوں کو کھولنے کے لئے زور آزمائی میں مصروف تھے۔ لیکن مائیکل جانتا تھا کہ وہ زندگی بھر یہ دروازے نہیں کھول سکتے کیونکہ اس نے ان دروازوں کو مشین کی مدد سے جام کر دیا تھا۔

" یہ لوگ تو واقعی انتہائی خطرناک ہیں ——— نہ صرف اس زہریلی گیس سے زندہ بچ گئے بلکہ صحیح سلامت باہر بھی نکل آئے۔ اگر وہ کرنل ڈیوڈ کی کال کی وجہ سے وہاں بروقت نہ پہنچتا تو سب کچھ تباہ ہو جاتا۔ مائیکل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

پھر اس نے سکرین کا بٹن آف کیا۔ اور تیزی سے ساتھ والی مشین کی طرف لپکا۔ اس نے اس مشین کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔

بٹن دبتے ہی اس کی سکرین روشن ہو گئی اور اس میں ایک نوجوان کی شکل نظر آئی۔ یہ آرتھر تھا۔

"یس باس" ——— آرتھر کی آواز سنائی دی۔

" دشمن ایجنٹ زیرو سیل سے باہر نکل آئے ہیں وہ سب اس وقت آپریٹنگ روم کے ملحقہ برآمدے میں موجود ہیں۔ اب میں انہیں گولیوں سے چھلنی کر دینا چاہتا ہوں ——— تم ایسا کرو کہ جتنے بھی افراد کیمپ کے باہر موجود ہوں۔ سب کو ان برآمدوں کے سامنے اکٹھا کر دو۔ ان سب کو پوری طرح مسلح ہونا چاہیئے تاکہ میں جیسے ہی دروازے کھولوں یہ سب لوگ بے تحاشا فائرنگ کرتے ہوئے اندر داخل ہو جائیں" مائیکل نے سخت لہجے میں کہا۔

" مگر باس ——— ہمارے پاس تو صرف دس افراد ہیں کیوں نہ نارمن کو اطلاع دے کر باہر سے بہت سے مسلح افراد منگوا لئے جائیں"۔ آرتھر نے کہا۔

" نہیں ——— میں نارمن کو خبر ہونے سے پہلے اس مسئلے کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ تم دس افراد کو ہی پہرے پر لگا دو ——— انہیں طاقتور بم دے دو ——— انہیں اندر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ دو دروازے میں جیسے ہی کھلیں وہ بم اندر پھینکنا شروع کر دیں۔ اس کے باوجود اگر کوئی بچ جائے تو مشین گنوں سے بھون دیا جائے۔

مائیکل نے تیز لہجے میں کہا۔

" مگر باس ——— اس طرح تو سارا سیل تباہ ہو جائے گا۔" آرتھر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" فکر نہ کرو ——— سیل بعد میں بھی بن جائے گا۔ اب ان کا خاتمہ ضروری ہے۔"

مائیکل نے جنونیوں کے انداز میں کہا۔ اب اس کا ذہن پوری طرح

گھوم چکا تھا۔ وہ اب ہر قیمت پر عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ چاہتا تھا۔

"بہتر جناب ——— میں ابھی آدمیوں کو مسلح کر کے دروازوں پر پہنچ جاتا ہوں" ——— آرتھر نے جواب دیا۔

"جیسے ہی تم لوگ وہاں پہنچو مجھے مطلع کرو۔ میں منتظر رہوں گا اور زیادہ سے زیادہ دس منٹ تک تم لوگ پہنچ جاؤ"۔

مائیکل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن آف کر دیا۔ اور پھر اٹھ کر واپس پہلے والی مشین کی طرف لپکا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ مشین کے پاس پہنچتا۔ اس کا جسم جیسے زمین سے اٹھتا چلا گیا اور دوسرے لمحے وہ ایک دھماکے سے پشت کے بل فرش پر گرا۔ اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی ریڑھ کی ہڈی جگہ جگہ سے ٹوٹ گئی ہو۔ اس کے ذہن پر اندھیروں نے یلغار کر دی۔

عمران کا پھینکا ہوا سپرنگ ٹھیک نشانے پر لگا اور مائیکل پیشانی پر سپرنگ کی ضرب کھا کر لڑکھڑاتا ہوا دو قدم پیچھے ہٹا اور عمران تیزی سے اس کی طرف لپکا لیکن چونکہ اس طرف فاصلہ زیادہ تھا۔ اس لئے ابھی عمران نے دو ہی قدم اٹھائے تھے کہ مائیکل کا ہاتھ حرکت میں آیا۔ اور دوسرے لمحے سرر کی تیز آواز سے دیوار میں کھلنے والا دروازہ غائب ہو گیا۔

"دروازوں کو کھول کر جلدی سے باہر نکل چلو"۔ عمران چیختا ہوا واپس پلٹا۔ اور اس ہال کے چاروں دروازوں پر ممبر ٹوٹ پڑے۔ ہینڈل گھماتے ہی دروازے کھلتے چلے گئے۔ اور وہ سب بے تحاشہ دوڑتے ہوئے ہال سے باہر نکل گئے۔

باہر ایک چوڑا برآمدہ تھا جس کے درمیان میں دو دروازے نظر آ رہے تھے۔ باقی تمام برآمدہ بند تھا۔

عمران تیزی سے ایک دروازے کی طرف بڑھا جبکہ تنویر دوسرے دروازے کی طرف لپکا۔ مگر جب انہوں نے دروازے کو کھولنا چاہا تو دروازے باوجود کوشش

کے نہ کھل سکے ۔ انہیں جام کر دیا گیا تھا۔

عمران نے تیزی سے اِدھر اُدھر دیکھا لیکن ان دروازوں کے علاوہ باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا اور یہ دروازے فولاد کے بنے ہوئے تھے۔ ان کا توڑنا بھی ناممکن تھا۔ جوانا اور جوزف نے مل کر ان دروازوں کو توڑنے کی بھی کوشش کی لیکن بے سود۔ دروازے ناقابل شکست تھے۔

"تم لوگ یہیں ٹھہرو ۔۔۔ میں آرہا ہوں" ۔۔۔ عمران نے چیخ کر کہا۔ اور پھر دوڑتا ہوا دوبارہ اندرونی ہال کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جہاں سے وہ نکل کر آئے تھے۔

ہال میں داخل ہوتے ہی وہ تیزی سے اس کمپیوٹر نما مشین کی طرف لپکا۔ جسے اس نے آف کر دیا تھا۔ مشین کے قریب پہنچتے ہی وہ تیزی سے مشین پر جھکا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔

اسے خیال آیا تھا کہ اتنی بڑی مشین صرف اس قید خانے کا دروازہ کھولنے اور بند کرنے پر ہی منحصر نہ ہوگی اس میں مزید کوئی سسٹم موجود ہوگا۔ وہ کچھ دیر تک مشین پر جھکا اس کا بغور جائزہ لیتا رہا۔

مشین بالکل نئی تھی۔ اس لئے اس پر ہدایات اور نشانات ہر بٹن کے نیچے لکھے ہوئے نظر آرہے تھے۔ گو زبان عبرانی تھی لیکن عمران یہ زبان اچھی طرح جانتا تھا۔ اس لئے اسے کوئی مشکل پیش نہ آئی اور اس نے تیزی سے اس کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔

ایک سائیڈ کا بٹن دبتے ہی دائیں سائیڈ کی دیوار میں دروازہ سا کھل گیا۔ اس بٹن کے نیچے ٹنل کا لفظ لکھا ہوا تھا۔ اس لئے عمران سمجھ گیا کہ یہ کوئی سرنگ ہوگی۔ شاید اڈے سے باہر نکلنے کا کوئی خفیہ راستہ

جب اس نے ایک اور بٹن دبایا تو وہ چونک پڑا کیونکہ سرر کی تیز آواز کے ساتھ ہی دروازہ ایکبار پھر نمودار ہو گیا۔ جس سے مائیکل اندر داخل ہوا تھا۔

عمران دروازہ کھلتے ہی تیزی سے اٹھ گیا اور پھر دوڑتا ہوا اس دروازے کو پار کر کے وہ دوسری طرف راہداری میں پہنچ گیا۔ لیکن راہداری بھی سرنگ کی طرح تھی۔ اس میں کوئی دروازہ یا نکاسی کا راستہ موجود نہ تھا۔ جیسے ہی وہ راہداری کے آخر میں پہنچا وہ تیزی سے مڑا۔

وہ سمجھ گیا تھا کہ مائیکل نے مزید راستے بھی بند کر دیئے ہیں چنانچہ واپس آکر اس نے بٹن دبا کر وہ راستہ بند کر دیا اور پھر اپنے ساتھیوں کو آوازیں دینے لگا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ سب دوڑتے ہوئے ہال میں داخل ہوئے۔

"اس ٹنل میں چلو ۔۔۔ شاید کوئی راستہ باہر نکلنے کا مل جائے۔" عمران نے ٹنل کے کھلے ہوئے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اور وہ سب دوڑتے ہوئے اس دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ عمران آگے تھا دروازے کو پار کرتے ہوئے وہ ایک طویل راہداری میں پہنچ گئے۔

راہداری کے آغاز میں ہی ایک دروازہ تھا۔ عمران نے اس دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اور پھر اندر داخل ہوتے ہی وہ ٹھٹھک گیا۔ کمرہ خاصا بڑا تھا اور اس کے اندر بڑی بڑی پیٹیاں موجود تھیں۔ عمران نے ایک پیٹی کا ڈھکنا اٹھایا تو وہ چونک پڑا۔ اندر عجیب و غریب

ساخت کے بڑے بڑے میزائل موجود تھے۔ باقی ساتھیوں میں سے
کچھ آگے بڑھ گئے تھے اور کچھ عمران کے ساتھ ہی اس کمرے میں آ
گئے تھے۔ ایک پیٹی میں چار میزائل موجود تھے جبکہ اس ٹائپ کی بیر
کے قریب پیٹیاں موجود تھیں۔

عمران نے جھک کر ایک بم پر لکھی ہوئی عبارت پڑھنی شروع کر
اور دوسرے لمحے وہ اچھل پڑا۔ کیونکہ ان میزائلوں پر لکھی ہوئی عبارت
کو پڑھتے ہی وہ سمجھ گیا کہ یہ میزائل پاکیشیا کی ایٹمی تنصیبات پر حملے کے
لئے خصوصی طور پر تیار کئے گئے تھے۔ یہ انتہائی خوفناک اور زبردست تباہ
مچانے والے میزائل تھے۔ اتنے خوفناک کہ ایک بھی میزائل اگر پھٹ جا
تو اس پورے کیمپ کے پرزے اڑ جاتے۔ یہ میزائل خصوصی طور پر ایسی جگہوں
کے لئے بنائے گئے تھے جہاں عمارتیں بم پروف ہوتی ہیں۔

عمران نے ادھر ادھر دیکھا مگر اس کمرے میں ان پیٹیوں کے علاوہ اور کچھ
موجود نہ تھا۔ عمران سر ہلاتا ہوا واپس مڑا اور پھر ساتھیوں سمیت اس کمرے سے
باہر نکل گیا۔ اس کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ اسے فوری طور پر
چھوٹے اور طاقتور بموں کی ضرورت تھی۔ لیکن ایسا کوئی اسلحہ وہاں موجود نہ تھا
اور ان میں سے کسی کے پاس چاقو تو ایک طرف لائٹر یا ماچس تک نہ تھی۔ عمران
کے جوتوں کے تلووں میں موجود اسلحہ بھی غائب تھا۔ وہ شاید پہلے ہی مشینی
چیکنگ کے ذریعے چیک کر کے نکال لیا گیا تھا۔

لیکن ظاہر ہے عمران ہمت ہارنے والوں میں سے نہیں تھا۔ کمرے سے
باہر نکلتے ہی وہ ٹنل کے اختتام کی طرف بڑھا۔

"اور کچھ نہیں ہے عمران صاحب ——— آگے راستہ بند ہے"

نے کہا۔

ہرو ——— مجھے چیک کرنے دو"۔

ران نے کہا اور پھر تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ ٹنل آخر کسی
کے لئے ہی بنائی گئی ہو گی۔ اور یہی مقصد وہ چیک کرنا چاہتا تھا۔
ھی ٹنل کے اندر جگہ جگہ کھڑے ہوئے تھے۔

ران سرنگ کے آخر میں پہنچا تو اس نے وہاں پختہ دیوار سے
ند پایا۔ پہلے دروازے کے علاوہ پوری سرنگ میں اور کوئی بھی
ہ نہ تھا۔

ران صاحب ——— یہ دیکھئے ——— یہ کیا ہے"۔ اچانک
کونے سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔ اور عمران تیزی سے
ف بڑھتا چلا گیا۔

یک زیرو ایک کونے میں اکڑوں بیٹھا ہوا فرش کو غور سے دیکھ
۔ یہاں فرش کا ایک بلاک دوسرے بلاکوں سے معمولی سا اونچا تھا
نے بھی اسے دیکھا اور پھر اس نے اس پر دباؤ ڈالا لیکن کچھ نہ ہوا
س نے اس کی سائیڈوں پر دباؤ ڈالنا شروع کر دیا لیکن بلاک اسی
با ہوا تھا جیسے اس کے اندر کچھ بھی نہ ہو۔

مران اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے سائیڈ کی دیوار پر ہاتھ پھیرنا شروع کر
ب جگہ جیسے ہی اس کا ہاتھ پہنچا اسے وہاں معمولی سا ابھار محسوس ہوا۔
ر جیسے ہی عمران نے اس جگہ کو دبایا تو بلاک ایک طرف سرکتا چلا
جیسے صندوق کا ڈھکن اٹھتا ہے۔ نیچے لوہے کی سیڑھیاں جا رہی
، عمران سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ اب وہ ایک اور سرنگ میں موجود

تھا۔ یہاں اسے پٹرول کی ہلکی ہلکی بو محسوس ہو رہی تھی۔ اور ج
ہی وہ آگے بڑھا اس نے ایک فولادی دروازہ دیکھا۔ ایسے چار
دروازے ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر موجود تھے۔ دروازو
گول چکر سے لگے ہوئے تھے اور اوپر پٹرول لکھا ہوا تھا۔ سا
موت کا مخصوص نشان دو ہڈیاں اور ایک کھوپڑی بھی بنی ہوئی تھی۔

عمران نے چکر کو گھمایا اور پھر جب اس نے اسے کھینچا تو د
کھلتا چلا گیا۔ اندر ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں ایک مشینری نص
تھی۔ عمران نے جیسے ہی مشینری کو دیکھا وہ سمجھ گیا کہ یہ پٹرول چ
مشینری ہے ایک ڈائل پر موجود سوئی سے اسے اندازہ ہوا
ٹینک میں دس ہزار بیرل خالص پٹرول ہے۔ چار دروازوں کا
تھا کہ چار ٹینک موجود ہوں گے۔

عمران چند لمحے غور سے مشینری کو دیکھتا رہا۔ پھر وہ سر ہلا
باہر نکل آیا۔

دوسرے ممبر بھی اس گیلری میں پہنچ چکے تھے۔ عمران چار
دروازوں کو کراس کرتا ہوا اس گیلری کے اختتام پر پہنچا تو اس
سیڑھیاں اوپر جاتی دیکھیں۔ سرنگ کی چھت پر جہاں سیڑھیاں ختم
ہو رہی تھیں ایک گول دائرے میں بلاک موجود تھا۔

"جوانا کو بلاؤ"۔۔۔ عمران نے مڑ کر کیپٹن شکیل سے کہا
اور پھر چند لمحوں بعد جوانا وہاں پہنچ گیا۔

"جوانا۔۔۔ اوپر چڑھ کر اس بلاک کو کسی طرح ہٹاؤ"۔
عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا اور جوانا تیزی سے سیڑھیا

چلا گیا۔ اس نے پہلے تو دونوں ہاتھوں سے زور لگایا اور پھر
لے کاندھا ٹیک کر زور لگایا لیکن بلاک اپنی جگہ مضبوطی سے جما ہوا

وزف۔۔۔ تم بھی شامل ہو جاؤ"۔
ران نے جوزف سے کہا اور جوزف سر ہلاتا ہوا سیڑھی چڑھتا چلا
ر پھر جیسے ہی دونوں نے مل کر زور لگایا، بلاک چڑچڑاہٹ کی تیز
سے ایک طرف سے اٹھتا چلا گیا۔ اور دوسرے لمحے انہیں باہر سے
ں بھرا آسمان نظر آنے لگا۔ جوانا نے ایک قدم اوپر چڑھ کر جب
نکالا تو وہ چونک پڑا۔

ہم پہاڑی پر ہیں۔۔۔ اڈے سے باہر"۔ جوانا نے کہا۔
ٹھیک ہے۔۔۔ تم سب لوگ باہر نکلو اور وہیں چھپ جاؤ۔
رہا ہوں۔ ہوشیار رہنا۔ شاید نارمن کے آدمی باہر موجود ہوں"۔
عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

تم یہاں کیا کرو گے"۔۔۔ جولیا نے پوچھا۔
میں یہاں رمبا سمبا ناچوں گا اور اپنے استاد سامری جادوگر
رح کو خوش کروں گا"۔ عمران نے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے
اور جولیا مزید کچھ بولے بغیر آگے بڑھ گئی۔

چند لمحوں بعد عمران کے سب ساتھی ایک ایک کر کے آگے بڑھ
تو عمران تیزی سے اسی دروازے کی طرف بڑھا۔ جس کے
پٹرول چیکنگ مشین نصب تھی۔ اس کے ذہن میں ایک آئیڈیا آیا تھا۔
ں کے اندر داخل ہوا۔ اس کے اندر جاتے ہی دروازہ خود بخود بند

ہوگیا۔ اس میں سسٹم ہی ایسا تھا۔

عمران اندر موجود مشینری کی طرف بڑھا۔ اس نے چند لمے
اس کا جائزہ لیا اور پھر وہ اس مشینری میں لگے ہوئے ایک و
گھمانے لگا۔ والو گھومتے ہی تھوڑا سا پڑول کمرے کے فرش
لگا۔ عمران والو کو کھولتا چلا گیا اور پڑول مزید باہر نکلنے لگا۔ لم
لمحوں بعد والو خود بخود بند ہوگیا۔

عمران اب غور سے فرش پر بہنے والے پڑول کو دیکھے
کمرے میں پڑول کی تیز بو پھیلی ہوئی تھی۔ عمران کچھ لمحے دیکھتا
پھر وہ باہر نکلنے کے لئے دروازے کی طرف بڑھا۔ مگر جیسے
نے دروازے کو ذرا سا دھکیلا، وہ بے اختیار چونک پڑا۔ کیو
گیلری میں کسی کے چیخنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

"بلاک کھلا ہوا ہے ——— وہ اسی راستے سے باہر نکا
ہیں۔ باس کو فوراً اطلاع کرو تاکہ انہیں باہر سے گھیرا جا سکے"
چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"تم بھی آجاؤ نارمن ——— وہاں ٹھہرنا فضول ہے"
ایک آواز سنائی دی۔

اور پھر کسی کے لوہے کی سیڑھیاں چڑھنے کی آواز سنائی دم
عمران نے دروازہ ایک زوردار دھکے سے کھولا اور پھر باہر کو نا
اسی لمحے دروازہ کھلنے کی آواز سن کر سیڑھیاں چڑھنے وال
مڑ کر دیکھا اور پھر جیسے بجلی کوندتی ہے، اسی طرح اس شخص
جیب سے ریوالور نکالنے کی کوشش کی۔ لیکن اس کوشش م

لوہے کی سیڑھی سے رپٹ گیا اور وہ چکراتا ہوا نیچے فرش پہ جا گرا۔
ور اسی لمحے عمران نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ مگر وہ شخص چکنے
رش پر کسی مچھلی کی طرح پھسل گیا۔ اور عمران نے بڑی مشکل سے اپنا
ہرہ بچایا۔ اسی لمحے اس آدمی نے قلابازی کھائی اور اٹھ کر کھڑا ہو
گیا۔ اب اس کے ہاتھوں میں ریوالور موجود تھا۔

عمران نے اس کے ہاتھ میں ریوالور دیکھتے ہی وہیں فرش سے
س پر چھلانگ لگا دی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ ٹریگر دبا سکتا، عمران
وپ سے نکلنے والے گولے کی طرح اس سے ٹکرایا۔ اور وہ شخص
چھل کر پشت کے بل فرش پہ گرا۔ اور اس کے گرنے کے دوران اس
کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کا ٹریگر دب گیا۔
ایک زوردار دھماکہ ہوا مگر چونکہ عمران گولی کی زد میں نہ تھا اس لئے
ہ اس سے خاصے فاصلے پر نکل گئی۔ عمران نے اس پر چھلانگ لگائی
ور اس بار عمران پوری طرح چوکنا تھا۔ اس لئے اس بار عمران نے
پنا پورا جسم اس پہ گرانے کی بجائے اس کے سینے پر دونوں گھٹنے
ارے۔

اس آدمی نے پلٹ کر اپنے آپ کو بچانا چاہا لیکن عمران کی چھلانگ
یں برق رفتاری تھی اس لئے وہ نہ بچ سکا۔ اور پھر جیسے ہی عمران دونوں
گھٹنے جوڑے اس کے سینے پہ گرا۔ اس آدمی کے حلق سے بھیانک
چیخ نکلی اور وہ پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح فرش پر بری طرح تڑپنے
لگا۔ اس کے منہ اور ناک سے خون فوارے کی طرح باہر نکلنے لگا اور
عمران اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ اس کے اٹھتے ہی اس آدمی کی گردن ایک

طرف ڈھلک گئی اور وہ بے حس و حرکت ہو گیا۔

عمران نے جھک کر اس کے ہاتھ میں دبا ہوا ریوالور نکال لیا۔ ا
نے یہ ساری کارروائی اس ریوالور کے حصول کے لئے ہی کی تھی۔ ۔
دوسرے ہی لمحے اسے اپنی پشت پر تپش کا احساس ہوا تو وہ تیز
سے مڑا۔ اور پھر اس کی آنکھیں خوف سے پھٹتی چلی گئیں۔

پٹرول چیکنگ مشین روم میں موجود پٹرول نے آگ پکڑ لی تھی۔
شاید اس آدمی کی چلائی ہوئی گولی کھلے دروازے میں سے ہوتی ہوئی اا
پٹرول میں جا گری تھی۔ چونکہ پٹرول بے حد خالص تھا۔ اس لئے گرم گا
کی وجہ سے اس نے آگ پکڑ لی تھی۔

عمران کے جسم پر یہ سوچ کر ہی لرزہ طاری ہو کہ ہزاروں بیرل پٹرول
سے بھرے ہوئے ٹینک جب آگ پکڑ لیں گے تو پھر کیا ہو گا۔ اور اس
کے ساتھ ساتھ اوپر والے کمرے میں موجود خوفناک میزائلوں کی پیٹیاں
وہ تیزی سے بھاگا اور اس نے فولادی دروازہ دھکیل کر بند کر دیا۔
اب اس آگ کو فوری طور پر بجھانے کی یہی ایک صورت تھی۔ اس طرح
آکسیجن نہ ملنے کی وجہ سے آگ بجھ سکتی تھی لیکن جس طرح آگ کے شعلے بھڑک
رہے تھے اس سے عمران کو ان کے بجھنے کی کوئی توقع نہ تھی۔ اور اسی لمحے
اس کے ذہن میں برق سی کوندی۔ اب اسے اڈہ تباہ کرنے کے لئے
کسی دوسری کارروائی کی ضرورت نہ تھی۔ پٹرول ٹینک پھٹنے کے بعد
جب یہ میزائل پھٹیں گے تو اڈہ تو ایک طرف پہاڑیاں بھی ریزہ ریزہ
ہو جائیں گی۔

چنانچہ دروازہ بند ہوتے ہی وہ تیزی سے سرنگ کے اختتام کی

طرف بھاگا۔ جہاں سے اس کے ساتھی باہر نکلے تھے۔ مگر دوسرے ہی
لمحے اس کا ذہن بھک سے اڑ گیا۔ کیونکہ وہ ٹھوس چٹان جیسا بلاک بند
تھا۔ شاید عمران کے ہاتھوں مرنے والے نے اسے کھلا دیکھ کر بند
کر دیا تھا۔

پٹرول ٹینک کسی بھی لمحے پھٹ سکتا تھا اور عمران جانتا تھا کہ اس
کے بعد اس کا جسم تو ایک طرف اس کی روح کا بھی نشان نہیں ملے گا
وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا اور پھر اس نے بلاک کو کھولنے کی
زوردار کوشش کی لیکن بلاک پہلے سے زیادہ مضبوطی سے جما ہوا تھا۔
اس میں ذرا سی بھی لرزش پیدا نہ ہوئی۔

اب عمران بری طرح پھنس گیا تھا۔ کمرے کے اندر خوفناک آگ
بھڑک رہی تھی اور ہزاروں بیرل پٹرول کسی بھی وقت آگ پکڑ سکتا تھا۔
اور یہ آگ اور اس سے ہونے والی تباہی اس قدر خوفناک تھی کہ شاید کئی
ایٹم بم مل کر بھی اتنی تباہی نہ کر سکتے۔

اس کے علاوہ اوپر کمرے میں موجود خوفناک اور طاقتور میزائلوں
کا ذخیرہ بھی موجود تھا۔ جس کے پھٹنے کے بعد تو ظاہر ہے ہوا تک مسموم
ہو کر رہ جاتی۔ عمران دیوانہ وار بلاک کو کاندھے سے ضربیں لگانے
لگا۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا لیکن اس کی تمام کوششیں بے سود ثابت
ہو رہی تھیں۔ بلاک اسی طرح مضبوطی سے اپنی جگہ جما ہوا تھا۔

مائیکل فرش پر گرنے کے بعد چند لمحے تو بے حس و حرکت
پڑا رہا۔ پھر اس نے اپنے سر کو جھٹکے دے کر اپنے آپ کو سنبھالا اور
ذہن پر چھانے والے اندھیروں کی یلغار رکتے ہی وہ تیزی سے اٹھا۔ اس
کی کمر میں شدید درد ہوا لیکن اس نے ہونٹ بھینچ کر اس درد کو روکا اور
پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔
نیچے گرتے وقت اسے پہلا خیال یہی آیا تھا کہ کسی نے اسے اٹھا کر
پھینکا ہے لیکن جب اسے کوئی نظر نہ آیا تو اٹھتے ہی اس نے نیچے دیکھا
اور دوسرے لمحے ایک طویل سانس اس کے منہ سے نکل گئی۔ مشین سے
نکل کر فرش کے اندر جاتے ہوئے ایک تار سے اس کا پیر الجھ گیا تھا چونکہ
وہ جلدی سے بڑھ رہا تھا۔ اس لئے بے اختیار فرش پر گرتا چلا گیا۔
چند لمحے کھڑے رہنے کے بعد وہ احتیاط سے اس مشین کی طرف
بڑھا جس کی طرف بڑھتے ہوئے وہ گرا تھا۔ مشین کے سامنے پڑے

ہوئے سٹول کو کھینچ کر وہ اس پر بیٹھ گیا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا
کر مشین کو آن کر دیا۔
مشین آن ہوتے ہی مشین کے اوپر نصب سکرین روشن ہو گئی۔
لیکن مشین آن ہوتے ہی مائیکل کو اپنے جسم میں موجود درد کا احساس
تک جاتا رہا۔ وہ بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔
سکرین پر برآمدہ خالی نظر آ رہا تھا جبکہ دروازے بدستور بند تھے۔ مائیکل
کے ذہن میں آندھیاں سی چلنے لگیں۔
وہ جھٹکے سے ایک بار پھر سٹول پر بیٹھا اور اس نے تیزی سے ایک
ناب گھمائی۔ اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ ناب گھومتے ہی
سکرین پر منظر بدلتا چلا گیا۔
اب اندرونی ہال کا منظر سامنے تھا اور دوسرے لمحے وہ حیرت سے
اچھل پڑا۔ کیونکہ اندرونی ہال کا کنڑولنگ کمپیوٹر آن تھا اور ٹنل والا دروازہ
کھلا ہوا تھا۔ جبکہ ہال میں عمران کا کوئی بھی ساتھی موجود نہ تھا۔
"باس ـــــ آدمی آ گئے ہیں"۔ اسے اپنی پشت پر آرتھر کی آواز
سنائی دی۔
وہ چونک کر مڑا۔ آرتھر، ایک اور آدمی کے ساتھ اس کے پیچھے
کھڑا تھا۔ وہ شاید بیرونی دروازے سے اندر آیا تھا۔ کیونکہ اندرونی دروازہ
مائیکل اندر آتے ہی بند کر چکا تھا۔
"مائیکل ـــــ یہ لوگ ٹنل میں داخل ہوئے ہیں۔ انہیں ٹنل میں
بھون ڈالو ـــــ جلدی کرو ـــــ کوئی بچ کر نہ جائے"۔ مائیکل
نے چیختے ہوئے کہا۔

"ٹنل میں ——— اوہ" ——— آرتھر بھی مارے حیرت کے اچھلا اور
پھر وہ اپنے ساتھی کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے اندرونی
دروازے کی طرف بڑھا۔
مائیکل نے بٹن دبا کر وہ دروازہ کھولا اور آرتھر اور اس کا ساتھی
تیزی سے دروازے سے دوسری طرف نکل گئے۔ مائیکل بے چینی سے
ہونٹ کاٹ رہا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی اس کی توقع سے کہیں زیادہ
ہوشیار اور عیار ثابت ہو رہے تھے۔
اسے معلوم تھا کہ اسی ٹنل میں ان میزائلوں کا ذخیرہ موجود ہے جنہیں
پاکیشیا کی ایٹمی تنصیبات پر پھینکا جانا تھا۔ لیکن وہ ان کی طرف سے
بے فکر تھا کیونکہ وہ میزائل اتنے وزنی تھے کہ اول تو آسانی سے اٹھ نہ سکتے
اور اس کے علاوہ انہیں چلانے کے لئے خصوصی مشینری کی ضرورت تھی۔
گو اس ٹنل سے ہی نیچے پٹرول چیکنگ مشین روم کو راستہ جاتا تھا۔ لیکن
مائیکل جانتا تھا کہ اس راستے کو دریافت کرنے اور اس کی تکنیک جاننا دشمنوں
کے لئے ناممکن تھا۔
لیکن جب کچھ دیر گزر گئی اور آرتھر کی طرف سے کوئی رپورٹ نہ ملی تو
وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے خیال آیا کہ کہیں آرتھر جوش میں اکیلا ہی ٹنل میں نہ
گھس گیا ہو لیکن دوسرے لمحے وہ چونک پڑا کیونکہ آرتھر پاگلوں کی طرح دوڑتا ہوا
آ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار تھے۔
"باس ——— وہ لوگ اڈے سے باہر نکل گئے ہیں ——— آپ فوراً
بارمن سے کہہ کر انہیں کور کریں"۔ آرتھر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔
"اڈے سے نکل گئے ہیں ——— وہ کیسے ——— کون سے راستے

سے" ——— مائیکل آرتھر کی بات سن کر یوں اچھلا جیسے اس کے
پیروں تلے بم پھٹ پڑا ہو۔
"جناب وہ پٹرول ٹینک چیکنگ گیلری کے آخر میں بلاک کھول کر
باہر نکل گئے ہیں ——— وہ بلاک کھلا ہوا تھا اور وہ لوگ غائب تھے"۔
آرتھر نے کہا۔
"بلاک کھول کر باہر نکل گئے ہیں ——— مگر اس بلاک کے گرد تو
سیسہ ڈلوا دیا گیا۔ اور پھر وہ بلاک تو پوری چٹان ہے۔ وہ کیسے کھل
سکتا ہے"۔
مائیکل کی آنکھیں حیرت اور خوف سے چوڑی ہوتی چلی گئیں۔
اور پھر اس سے پہلے کہ آرتھر اس کی بات کا جواب دیتا، اچانک
کنٹرول روم میں تیز سائرن کی آواز گونجی اور دیوار پر لگے ہوئے بلبوں
کی ایک طویل قطار میں سے ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔
"اوہ ——— آگ ——— پٹرول چیکنگ مشین روم میں آگ لگ
گئی ہے۔ اوہ یہ تو پورا اڈہ اڑ جائے گا۔" مائیکل نے چیختے ہوئے
کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے سائیڈ پر کھڑے ہوئے ایک اینٹی فائر سلنڈر
کی طرف لپکا۔
اس نے بڑی پھرتی سے اس سلنڈر کو اٹھایا۔ اور پھر بے تحاشا بھاگتا
ہوا ٹنل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کا چہرہ خوف سے انتہائی سیاہ
پڑ گیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اگر آگ فوری طور پر نہ بجھائی گئی تو سارے
ٹینکوں میں موجود پٹرول میں آگ لگ جائے گی۔ اور اس کے بعد کے
تصور سے ہی اسے جھرجھری آ رہی تھی۔ وہ جوش میں بھاری سلنڈر اٹھائے

بے تحاشا ٹنل کی طرف بھاگا چلا جا رہا تھا۔
اندرونی گیلری سے ہو کر وہ جیسے ہی اندرونی ہال میں پہنچا، اس کی رفتار اور بڑھ گئی۔ لیکن بے تحاشا بھاگنے کی وجہ سے اچانک چکنے فرش پر اس کا پاؤں رپٹا اور وہ دھڑام سے سلنڈر سمیت فرش پر گرتا چلا گیا اچانک گرنے کی وجہ سے بھاری سلنڈر اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ اور تیزی سے لڑھکتا ہوا کنٹرول کمپیوٹر سے جا ٹکرایا۔
دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا اور کمپیوٹر کے جلنے بجھنے والے بلب بجھ گئے۔ کمپیوٹر بھاری سلنڈر کے ٹکرانے سے ختم ہو چکا تھا اور کمپیوٹر کے ٹوٹتے ہی ٹنل کی طرف جانے والا دروازہ بند ہو گیا۔
آرتھر جو مائیکل کے پیچھے ہی آ رہا تھا اس نے لپک کر فرش پر پڑے ہوئے مائیکل کو اٹھایا۔
"تباہ ہو گیا ——— سب کچھ تباہ ہو گیا ——— بھاگو —— جان بچاؤ —— اڈے سے نکلو ——— اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ اب کمپیوٹر ٹھیک کئے بغیر ٹنل کا دروازہ نہیں کھل سکتا۔ اور دروازہ کھولے بغیر آگ نہیں بجھائی جا سکتی۔"
مائیکل نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اور بے تحاشا واپسی کے لئے دروازے کی طرف بھاگا۔
مگر دوسرے ہی لمحے وہ ایک بار پھر ٹھٹھک کر رہ گیا۔ اس کا حفاظتی سائنسی نظام اس کے لئے موت بن گیا تھا۔ کمپیوٹر خراب ہو جانے کی وجہ سے واپسی کا نظام بھی جام ہو چکا تھا۔ اور اب وہ اسی طرح اس ہال میں قید ہو گیا تھا جیسے اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو زیر سیل میں قید کر دیا تھا۔ اور پھر وہ جنون کے عالم میں دروازے پر مکے برسانے

لگا۔ لیکن ظاہر ہے مکے برسانے سے تو یہ فولادی دروازہ نہ کھل سکتا تھا۔ موت اب پر پھیلائے اس پر کسی بھی لمحے جھپٹنے والی تھی۔ عبرتناک اور بھیانک موت ——— اور پہلی بار اسے احساس ہوا کہ وہ جو عمران اور اس کے ساتھیوں کے سامنے خدائی کے دعوے کر رہا تھا۔ کتنا بے بس اور لاچار ہے۔

عمران کے ساتھی بلاک سے باہر نکلتے ہی تیزی سے قریبی جھاڑیوں میں گھستے چلے گئے۔ وہ اب عمران کا انتظار کر رہے تھے۔ بلاک سے بالکل قریب جوانا اور جوزف چھپے ہوئے تھے۔ کچھ دیر تو وہ عمران کا انتظار کرتے رہے اور پھر انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ خود اندر جا کر چیک کریں۔

انہوں نے بلاک میں سے کسی کا سر باہر نکلتے ہوئے دیکھا لیکن یہ کوئی اجنبی تھا۔ دوسرے ہی لمحے وہ سر اندر غائب ہو گیا اور پھر ایک ہلکے سے دھماکے سے بلاک بند ہو گیا۔ اسے کسی نے اندر سے بند کر دیا تھا۔

"اوہ ۔۔۔ راستہ بند ہو گیا۔" جوانا نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے بلاک کی طرف بھاگا۔ اس کی آواز سنتے ہی باقی ساتھی بھی جھاڑیوں سے باہر نکلے اور بلاک کی طرف دوڑے۔

"خبردار ۔۔۔ کون ہے" ۔۔۔ اچانک پہاڑی کے اوپر سے

کسی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آواز سنائی دی اور گولیاں ان سے کچھ فاصلے پر جھاڑیوں میں پڑنے لگیں۔

"چھپ جاؤ" ۔۔۔ صفدر نے چیخ کر کہا۔ اور وہ سب تیزی سے چٹانوں کی آڑ میں ہو گئے۔

اب اوپر سے تیز روشنی کی لہر نیچے پڑنے لگی تھی۔ اور بہت سے لوگوں کی آوازیں آنے لگی تھیں۔

"چٹانوں کی آڑ میں وہ سب سانس روکے ہوئے پڑے تھے۔ ان میں سے کسی کے پاس کوئی اسلحہ نہ تھا۔ اس لئے وہ سب بے بس تھے اور پھر چند لمحوں بعد اوپر سے بہت سے لوگوں کے نیچے اترنے کی آوازیں سنائی دیں۔

"اسلحہ چھینو" ۔۔۔ اچانک صفدر کی آواز سنائی دی اور وہ سب ہوشیار اور چوکنا ہو گئے۔ آنے والے بکھر کر اور بڑے محتاط انداز میں نیچے اتر رہے تھے۔

اور پھر ایک آدمی جیسے ہی جوانا والی چٹان کے قریب پہنچا۔ جوانا نے انتہائی پھرتی سے اس پر چھلانگ لگائی۔ دوسرے لمحے وہ شخص چیختا ہوا پہاڑی سے نیچے گرتا چلا گیا جبکہ اس کی مشین گن جوانا جھپٹ چکا تھا۔

"کیا ہوا ۔۔۔ کیا ہوا" ۔۔۔ دوسرے لوگوں کے چیخنے کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ شاید یہ سمجھے تھے کہ گرنے والے کا پاؤں پھسل گیا ہے۔

اسی لمحے جوزف نے ایک دوسرے آدمی کو جھپٹ لیا اور پھر اس کا بھی وہی حشر ہوا تو آنے والے بھی چوکنا ہو گئے۔ انہوں نے آڑ لے کر

بے تحاشا فائرنگ شروع کر دی۔ لیکن اس بار جوانا اور جوزف ہوشیار تھے۔ انہوں نے جوابی فائرنگ شروع کر دی۔

"جوانا ——— مشین گن میرے پاس پھینک دو" ——— اچانک صفدر جو رینگتا ہوا اس کے پاس آگیا تھا کی آواز سنائی دی۔ اور جوانا نے مشین گن ادھر اچھال دی۔ اور صفدر تیزی سے واپس رینگ گیا۔

اور پھر فضا میں چیخیں گونج اٹھیں۔

"نیچے اترو تیزی سے ——— اور لوگ آرہے ہیں"۔ اچانک دور سے کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی اور وہ سب تیزی سے نیچے کھسکنے لگے۔ کیونکہ واقعی اوپر سے بے تحاشا افراد کی آوازیں سنائی دینے لگی تھیں۔ شائد فائرنگ کی آوازیں سن کر وہ سب ادھر ہی دوڑ پڑے تھے۔

لیکن جوانا ابھی تک اسی چٹان کے پاس پڑا ہوا تھا۔ اسے عمران کی فکر تھی جو اندر رہ گیا تھا اور پھر اس نے دل ہی دل میں ایک فیصلہ کیا اور تیزی سے رینگتا ہوا اس بلاک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

بلاک کے قریب پہنچتے ہی وہ ٹھٹھک گیا۔ کیونکہ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اندر سے بلاک کو دھکے لگائے جا رہے ہوں۔ اور پھر جوانا ساری صورت حال سمجھ گیا۔ وہ تیزی سے بلاک کی طرف لپکا۔

مگر اسی لمحے اسے ایک زوردار جھٹکا لگا اور گرم سلاخ سی اس کے بازو میں اترتی چلی گئی۔ کسی نے اس پر فائر کر دیا تھا۔ یہ جھٹکا اتنا اچانک اور زوردار تھا کہ جوانا سنبھل نہ سکا اور قلابازیاں کھاتا ہوا نیچے گرتا چلا گیا۔

کافی دور تک نیچے لڑھکنے کے بعد وہ ایک چٹان سے ٹکرا کر رکا اور

پھر چند لمحے تو اس کا شعور سویا ہی رہا۔ مگر دوسرے ہی لمحے اسے عمران کا خیال آیا تو وہ چونک پڑا۔ اور پھر اسی لمحے نیچے سے بھی فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں۔ اور جوانا حیرت سے سن ہو کر رہ گیا۔

کیونکہ نیچے سے بھی بہت سی مشین گنیں بیک وقت چلنا شروع ہو گئی تھیں اور جوانا جانتا تھا کہ ان کے پاس صرف دو مشین گنیں تھیں۔ زیادہ مشین گنوں کا مطلب تو صاف تھا کہ دشمنوں کے آدمی چکر کاٹ کر نیچے بھی پہنچ گئے ہیں اور اب انہیں دونوں طرف سے گھیر لیا گیا ہے۔ اس کے بعد کسی کا زندہ بچ جانا تو بس معجزہ ہی ہو سکتا تھا۔

لیکن اسے فکر عمران کی تھی۔ مگر اب بازو شدید زخمی ہونے کی وجہ سے وہ عمران کی مدد بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے باوجود اس نے تیزی سے دوبارہ اوپر کی طرف رینگنا شروع کر دیا۔ اسے اپنی موت تو صاف نظر آرہی تھی لیکن وہ عمران کو بھی اس طرح بے بسی کے عالم میں نہ رہنے دینا چاہتا تھا۔ اس لئے وہ اوپر موجود بلاک کی طرف رینگتا چلا گیا۔

عمران جنونیوں کے انداز میں بلاک کو کاندھے سے دھکے مارتا رہا۔ لیکن بلاک کسی طرح کھلنے کا نام ہی نہ لے رہا تھا۔ اچانک عمران کو خیال آگیا کہ مرنے والے نے آخر کس طرح اکیلے اتنی آسانی سے بلاک کو بند کر دیا تھا۔ ظاہر ہے اس کا کوئی خصوصی سسٹم ہوگا۔

اس نے تیزی سے اِدھر اُدھر دیکھنا شروع کر دیا۔ مگر بظاہر کوئی ایسا سسٹم نظر نہ آ رہا تھا۔

ادھر آگ اب مشین کے دروازے کی درزوں سے بھی باہر نکل رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ دروازہ بند ہونے کے باوجود آگ بجھی نہیں تھی۔ اسے ان درزوں سے آکسیجن مل رہی تھی۔ اور کسی بھی لمحے ٹینک آگ پکڑ سکتا تھا۔ لیکن وہ بے بس ہو کر رہ گیا تھا۔

دوسرے ہی لمحے اس کے ذہن پر جنون سا سوار ہو گیا۔ وہ تیزی سے سیڑھی سے اترا اور اس نے لوہے کی سیڑھی کو جھٹکوں سے اکھاڑنا شروع

کر دیا۔ سیڑھی دیوار کے ساتھ نصب تھی۔ لیکن عمران کے چند ہی زوردار جھٹکوں کی وجہ سے وہ نیچے سے اکھڑ گئی۔ اور پھر عمران نے اسے اوپر سے علیحدہ کرنے کے لئے جھٹکے دینے شروع کر دیئے۔ اس پر ایک جنون سا سوار تھا۔

اور پھر چند ہی زوردار جھٹکوں کے بعد وہ لوہے کی اس سیڑھی کو دیوار سے علیحدہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ البتہ اس کوشش میں وہ پسینہ پسینہ ہو گیا۔ ویسے بھی آگ کی تپش کی وجہ سے ٹنل گرم ہو رہی تھی۔

سیڑھی علیحدہ ہوتے ہی عمران نے سیڑھی کو نیچے سے تھاما اور پوری قوت سے اس کا اوپر والا سرا بلاک پر مارا۔ اس بار بلاک میں لرزش سی پیدا ہوئی۔ اور عمران نے ایک بار پھر پوری قوت سے سیڑھی کی ضرب لگائی اور یہ ضرب اتنی زوردار تھی کہ بلاک ایک طرف سے اٹھ کر دوسری طرف گرتا چلا گیا۔ اور اب راستہ کھل چکا تھا۔

اس نے تیزی سے سیڑھی دیوار کے ساتھ لگائی اور اوپر چڑھتا چلا گیا۔ اسے باہر سے بے تحاشا فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے دو بڑی پارٹیاں آپس میں ٹکرا گئی ہوں۔

اور پھر جیسے ہی وہ باہر نکلا، اسے جوانا کی آواز سنائی دی۔

"ماسٹر — ماسٹر" — اور عمران مڑا۔ اس نے جوانا کو رینگ کر اوپر آتے دیکھا۔

"باقی لوگ کہاں ہیں" — عمران نے تیزی سے اس کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

"وہ سب لوگ نیچے کی طرف گئے ہیں مگر انہیں اوپر اور نیچے سے

کور کر لیا گیا ہے ۔ مجھے بھی بازو میں گولی لگی ہے لیکن میں آپ کی طرف آ رہا تھا۔ " جوانا نے جواب دیا ۔

" اوہ ——— آؤ میرے ساتھ دائیں طرف ——— اس طرف وہ کٹاؤ ہے جہاں سے ہم نکل سکتے ہیں ۔ "

عمران نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے اپنے منہ کے گرد دونوں ہاتھوں سے دائرہ سا بنایا اور دوسرے لمحے اس کے منہ سے اُلّو کی کریہہ مگر تیز آواز نکلی ۔

آواز ایک عجیب سی گونج سے نکل رہی تھی ۔ عمران بھاگتا بھی جا رہا تھا اور الّو کی آواز بھی نکالے چلا جا رہا تھا ۔ آواز کے زیر و بم سے ایسے محسوس ہوا جیسے اُلّو اڑ کر دائیں طرف بڑھتا چلا جا رہا ہو اور پھر نیچے پہاڑی پر سے الّو کی اسی قسم کی آوازیں سنائی دیں اور عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں ۔

اس کا مخصوص سگنل چیک کر لیا گیا تھا ۔ اب وہ مطمئن تھا کہ اس کے ساتھی دائیں طرف کو نکلیں گے ۔ اور پھر چٹانوں کی آڑ لیتے وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے بھاگتے چلے گئے ۔

تھوڑی دیر بعد انہیں صفدر کی آواز سنائی دی اور پھر باری باری اس کے ساتھی ان کے ساتھ ملتے رہے ۔ پیچھے فائرنگ ابھی جاری تھی اور اب پہاڑی کے اوپر بھی روشنیاں اور شور مچا ہوا تھا ۔

چند ہی لمحوں بعد وہ اس کٹاؤ کے قریب پہنچ گئے ۔

" بھاگو ——— اس کٹاؤ میں سے ہوتے ہوئے دوسری طرف بھاگو ——— اور جس قدر جلد ہو سکے پہاڑیوں سے دور نکلو ———

پہاڑیاں کسی بھی وقت اڑنے والی ہیں ۔ جو سامنے آئے اڑا دینا ۔ "

عمران نے چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے وہ کٹاؤ میں داخل ہو گئے ۔ اور تیزی سے بھاگتے چلے گئے ۔

عمران کٹاؤ کے دہانے پر ہی رکا رہا ۔ وہ اپنے سب ساتھیوں کو چیک کرنا چاہتا تھا ۔

وہ لوگ جیسے جیسے پہنچتے رہے وہ انہیں کٹاؤ میں بھیجتا چلا گیا ۔

اسی لمحے فائرنگ اچانک رک گئی اور اب تیز آوازیں سنائی دے رہی تھیں ۔ آخر میں چوہان آیا اور پھر عمران چوہان کو ساتھ لئے کٹاؤ میں داخل ہوا اور پوری رفتار سے دوسری طرف بھاگتا چلا گیا ۔

شاگل جب پہاڑیوں کے قریب پہنچا تو اس نے ایک راؤنڈ
لگا کر پہرے پر موجود اپنے آدمیوں کو چیک کیا اور اس کے بعد وہ امر سنگھ
کو لے کر ایک سائیڈ پر رک گیا۔

ابھی انہیں وہاں کھڑے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اچانک اسی
پہاڑی کے اوپر سے فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور وہ چونک پڑا۔
پہلے تو تھوڑی سی فائرنگ ہوئی اور پھر قدرے نشیب سے جوابی فائرنگ
شروع ہوئی تو شاگل اچھل پڑا۔

"اوہ ۔۔۔ دیکھا ۔ یہ جوابی فائرنگ یقیناً عمران اور اس کے
ساتھی کر رہے ہوں گے ۔ وہ لوگ باہر آگئے ہیں ۔ انہیں گھیر لو ۔ سب کو
ادھر ہی بلا لو"

شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔ اور امر سنگھ نے تیزی سے ٹرانسمیٹر پر
اپنے آدمیوں کو وہاں بلانا شروع کر دیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد اس کے

سارے آدمی وہاں پہنچ گئے۔

"فائرنگ کرتے ہوئے اوپر چڑھو ۔۔۔ ہمیں عمران اور اس
کے ساتھیوں کو بچ کر نہیں جانے دینا"

شاگل نے کہا اور دوسرے لمحے اس کے آدمیوں نے فائر کھول
دیا اور پھر وہ فائر کرتے ہوئے اوپر چڑھتے چلے گئے۔ وہ سب اندھیرے
میں اندھا دھند فائر کر رہے تھے۔

اب اوپر سے بھی فائر ہو رہے تھے اس لئے وہ محتاط ہو گئے۔
اب انہوں نے چٹانوں کی آڑ لے لی تھی۔ فائرنگ بدستور جاری تھی کہ
اچانک شاگل کو دور سے اوکی کریہہ چیخ سنائی دی جو دائیں طرف کو
لہراتی چلی گئی۔ اس کے بعد کچھ فاصلے پر یکے بعد دیگرے اوکی کریہہ چیخیں
سنائی دیں۔ یہ چیخیں بھی دائیں طرف کو ہی لہرا رہی تھیں۔

"اوہ ۔۔۔ وہ لوگ اب بھاگ رہے ہیں ۔۔۔ انہیں گھیرو
جلدی کرو۔ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مخصوص سگنل ہیں" شاگل نے
چیختے ہوئے کہا۔

"مگر باس ۔۔۔ اوپر سے شدید فائرنگ ہو رہی ہے۔ اور
ٹارگٹ ہم ہیں، کیونکہ جوابی فائرنگ ہم کر رہے ہیں" نزدیکی پتھر کی آڑ
میں چھپے ہوئے امر سنگھ نے چیختے ہوئے جواب دیا۔

"بند کرو فائرنگ ۔۔۔ ہم آپس میں لڑ رہے ہیں" شاگل نے
چیخ کر کہا۔

اور پھر امر سنگھ کی بھی چیخنے کی آواز سنائی دی اور اس کے بعد فائرنگ
رکتی چلی گئی۔ لیکن چونکہ اوپر سے فائرنگ ہو رہی تھی اس لئے وہ آڑ سے نہ
نکل پا رہے تھے۔

شاگل نے تیزی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا اور پھر چٹان کی آڑ میں ہی رک کر وہ نارمن کی فریکوئینسی سیٹ کرنے لگا۔

"ہیلو ——— شاگل کالنگ ——— اوور" ——— شاگل نے فریکوئنسی سیٹ ہوتے ہی چیخ کر کہا۔

"یس ——— نارمن سپیکنگ ——— کیا بات ہے ——— اوور" نارمن کی پریشان اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"پہاڑی کے اوپر سے فائرنگ فوراً رکواؤ ——— ہم نے فائرنگ روک دی ہے۔ غلط فہمی میں ہم آپس میں لڑ رہے تھے۔ عمران اور اس کے ساتھی دائیں طرف بھاگے جا رہے ہیں ——— اُلو کی آوازیں ان کا مخصوص سگنل ہیں ——— اوور"۔ شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— نیچے سے فائرنگ تم کر رہے تھے۔ مگر تم پہاڑیوں پر کیوں آئے ہو"۔ نارمن نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"کہا تو ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی پہاڑیوں پر موجود تھے اور وہ اب ہماری آپس کی فائرنگ سے فائدہ اٹھا کر بھاگ رہے ہیں اوور"۔ شاگل نے جواب دیا۔

"بکواس مت کرو ——— تمہیں پہاڑیوں پر آنے کی جرأت کیسے ہوئی ——— عمران اور اس کے ساتھی اڈے کے اندر ہلاک ہو چکے ہیں ——— ہمارے ساتھ فراڈ مت کرو۔ جلدی پیچھے ہٹ جاؤ اور پہاڑیوں سے بہت دور جا کر ہمیں سگنل دو۔ میں صرف پانچ تک گنوں گا اس کے بعد تم پر میزائل فائر کر دوں گا ——— اوور" دوسری طرف سے نارمن نے چیختے ہوئے کہا۔

"سنو ——— احمق مت بنو ——— عمران اور اس کے ساتھی اڈے سے باہر زندہ سلامت موجود ہیں ——— اوور" شاگل نے غصے سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میں کہہ رہا ہوں پیچھے ہٹ جاؤ ——— کم از کم پہاڑیوں سے ایک ہزار گز دور ——— اب تم ہمیں احمق نہیں بنا سکتے۔ تم خود غدار ہو ——— تم خود عمران اور اس کے ساتھیوں کی آڑ میں کیمپ تباہ کرنا چاہتے ہو ——— پیچھے ہٹ جاؤ ——— پیچھے ہٹ جاؤ ——— آخری بار کہہ رہا ہوں ——— اوور اینڈ آل"۔ نارمن کی جنونی آواز سنائی دی۔

"امر سنگھ پیچھے ہٹو ——— یہ لوگ پاگل ہو گئے ہیں۔ ویسے بھی عمران اور اس کے ساتھی یہاں سے نکل گئے ہیں"

شاگل نے چیخ کر کہا اور چونکہ اوپر سے فائرنگ بند ہو گئی تھی۔ اس لئے وہ سب چٹانوں کی آڑ سے نکلے اور پھر پہاڑیوں سے دور بھاگتے چلے گئے۔

تقریباً ایک ہزار گز دور جا کر رکے۔ اور پھر شاگل نے مشین گن کا رخ اوپر کی طرف کر کے فائر کر دیا۔

"جیپیں کہاں ہیں ——— چلو شہر کا محاصرہ کرو۔ یہ لوگ یقیناً شہر کی طرف ہی گئے ہوں گے"۔ شاگل نے سگنل دینے کے بعد چیخ کر کہا۔

اور پھر امر سنگھ اور اس کے دوسرے ساتھی بھی چیخنے لگے اور تھوڑی دیر بعد سب لوگ جیپوں میں سوار ہو کر تیزی سے واپس شہر کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

عمران اور چوہان جب بھاگتے ہوئے کناؤ کو پار کر کے پہاڑی
کی دوسری طرف پہنچے تو اس کے سب ساتھی وہاں مختلف چٹانوں کی آڑ
میں چھپے ہوئے ان کے منتظر تھے۔
"بھاگو ——— شہر سے مخالف سمت بھاگو ——— جس قدر تیز ہو سکے
بھاگو ——— یہ پہاڑیاں ابھی خوفناک دھماکے سے تباہ ہو جائیں گی"
عمران نے چیخ کر کہا۔
عمران کی بات سنتے ہی ان سب کے پیروں میں بجلیاں بھر گئیں۔
وہ بے تحاشہ دوڑتے ہوئے پہاڑیوں سے دور نکلتے چلے گئے۔
لیکن ابھی وہ پہاڑیوں سے کچھ زیادہ فاصلے پر نہ پہنچے تھے کہ اچانک
ایک خوفناک گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور زمین اس بری طرح لرزنے
لگی کہ ان سب کے قدم اکھڑ گئے۔ وہ سب منہ کے بل زمین پر گرتے
چلے گئے۔ گڑگڑاہٹ لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی چلی جا رہی تھی۔

"سامنے دریا ہے اس میں کود جاؤ جلدی" ——— عمران نے نیچے
گر کر ایک بار پھر اٹھتے ہوئے کہا۔
اور پھر وہ اٹھ کر لڑکھڑاتے اور بھاگتے ہوئے دریا کی طرف بڑھتے
چلے گئے۔ گڑگڑاہٹ اب انتہائی خوفناک حد تک بڑھ گئی تھی۔ اور پھر
پہلا دھماکہ ہوا۔
یہ دھماکہ اتنا خوفناک اور شدید تھا کہ ان کے پیر زمین سے اکھڑ گئے
اور انہیں یوں محسوس ہوا جیسے وہ آندھی میں اڑنے والے حقیر تنکوں کی
مانند ہوں لیکن چونکہ وہ دریا کے قریب پہنچ چکے تھے اس لئے وہ سب
دریا میں جا گرے۔
دریا کی تند و تیز لہروں نے انہیں اچھالنا شروع کر دیا مگر ان کی
خوش قسمتی تھی کہ وہ دھماکے کی وجہ سے دریا کے تقریباً درمیان میں
جا گرے تھے جہاں ایک چھوٹا سا جزیرہ موجود تھا۔
اس جزیرے میں ایک بلند ٹاور موجود تھا۔ جس کے سرے پر سرخ
بلب جل رہا تھا۔ یہ شاید کوئی ٹرانسمیٹر ٹاور تھا۔
"جزیرے پر چڑھو" ——— عمران نے دریا میں تیرتے ہوئے چیخ
کر کہا۔ اور پھر چند لمحوں بعد وہ جزیرے پر چڑھتے چلے گئے۔ جزیرے
پر وہ مردوں کی طرح پڑے ہانپ رہے تھے۔
"خبردار ——— کون ہو تم"۔ اچانک ایک آواز سنائی دی اور
وہ چونک پڑے۔ مشین گنوں سے مسلح دس افراد تیزی سے ان کی
طرف بڑھے۔
اور عمران نے اٹھ کر ہاتھ اٹھا دیئے۔

"میرا نام شاگل ہے ——— میں سیکرٹ سروس کا چیف ہوں اور یہ سب میرے ساتھی ہیں۔ دشمنوں نے پہاڑیوں پر موجود خفیہ اڈہ تباہ کر دیا ہے"۔

عمران نے چیختے ہوئے کہا کیونکہ ایک بار پھر پہاڑیوں کی طرف سے گڑگڑاہٹ اور شور سنائی دے رہا تھا۔

"اوہ ——— مسٹر شاگل ——— اوہ آیئے ——— اندر آجایئے۔ آپ سب پانی میں شرابور ہیں"۔ ——— آنے والے نے بڑے نرم لہجے میں کہا۔ شاگل کا نام سنتے ہی اس کا لہجہ نرم پڑ گیا تھا۔

اور عمران کے کہنے پر وہ سب تیزی سے اٹھ کر جزیرے پر موجود ایک کمرے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ کمرے میں داخل ہونے کے بعد عمران جیسے ہی مڑا۔ مسلح افراد میں سے ایک، شخص جو انہیں اپنے ہمراہ لایا تھا، چونک پڑا۔

"اوہ فراڈ ——— تم شاگل نہیں ہو۔ میں شاگل کو پہچانتا ہوں"۔ اس نے تیزی سے مشین گن سیدھی کرنی چاہی۔ مگر اسی لمحے عمران اچھل کر اس پر جا پڑا۔ اور پھر ظاہر ہے اس کے ساتھی کہاں پیچھے رہنے والے تھے۔

چنانچہ چند ہی لمحوں میں ان کے ہاتھوں سے مشین گنیں چھینی جا چکی تھیں۔ اب مشین گنیں عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں میں تھیں۔

اسی لمحے ایک اور خوفناک دھماکہ ہوا۔ یہ دھماکہ پہلے سے بھی زیادہ شدید تھا۔ اور اس دھماکے کے نتیجے میں وہ سب اچھل کر ایک دوسرے

سے ٹکرائے اور کچھ پشت کے بل دیواروں سے جا لگے۔

دھماکہ ختم ہوتے ہی وہ ایک بار پھر اٹھے۔ مگر اس بار چوہان کے ہاتھ سے جزیرے کے ایک آدمی نے مشین گن چھین لی تھی۔ وہ شاید اسے استعمال کرنا چاہتا تھا کہ عمران نے ٹریگر دبا دیا۔

دوسرے لمحے وہ شخص مشین گن سمیت گولیوں سے چھلنی ہو کر نیچے گر گیا۔ عمران کے فائر کھولتے ہی اس کے باقی ساتھیوں نے بھی فائر کھول دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ دس کے دس افراد پلک جھپکنے میں ہلاک ہو گئے۔

"ان کی لاشیں اٹھا کر دریا میں ڈال دو۔"

عمران نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور خود ٹرانسمیٹر روم کی طرف بڑھا جو اس بڑے سے کمرے سے ملحقہ تھا۔ یہاں انتہائی طاقتور رینج کا بڑا ٹرانسمیٹر نصب تھا۔ یہ ٹرانسمیٹر انتہائی جدید تھا اور آٹومیٹک انداز سے کام کر رہا تھا۔

عمران اسے دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہ ٹرانسمیٹر جنگی مقاصد کے لئے نصب کیا گیا ہے۔ اور اس کے لئے علیحدہ خودکار جنریٹر یہاں لگایا گیا ہے۔ عمران نے تیزی سے اس کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ اور پھر ایک مخصوص فریکوئنسی سیٹ کرتے ہی اس نے جیسے ہی بٹن دبایا۔ دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

"یس ایئر بیس نمبر تھرٹی ——— اوور"۔ بولنے والے کا لہجہ چونکا ہوا تھا۔

"میں نے مسٹر اعظم سے بات کرنی ہے ——— میں سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کا خاص نمائندہ بول رہا ہوں ——— اٹ از ایمرجنسی اوور"

عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

" اوہ ــــ ایک لمحہ توقف کیجئے ــــ مسٹر اعظم کو ابھی سیٹ پر بلایا جاتا ہے ــــ اوور "۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران خاموش ہو گیا۔

ایئر بیس تھرٹی پاکیشیا کا وہ خفیہ ہوائی اڈہ تھا جو پاکیشیا اور کافرستان کی سرحد پر واقع تھا اور وہیں سے وہ چھاتہ بردار جہاز پر سوار ہو کر اس مشن پر روانہ ہوئے تھے۔

" یس ــــ اعظم سپیکنگ ــــ اوور "۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" عمران بول رہا ہوں اعظم صاحب ــــ راگ پور پہاڑیوں کے نزدیک دریا کے درمیان ایک جزیرے پر سے ــــ جس پر ٹرانسمیٹر تار موجود ہے ــــ اوور "۔ ــــ عمران نے کہا۔

" اوہ ــــ عمران صاحب ــــ ہم تو مسلسل آپ کی کال کے منتظر رہے ــــ ہمارے آلات اس علاقے میں خوفناک دھماکے ریکارڈ کر رہے ہیں ــــ یہ کیا چکر ہے ــــ اوور "۔

دوسری طرف سے اعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" خفیہ اڈہ تباہ کر دیا گیا ہے۔ وہاں موجود پٹرول ٹینک اور میزائل پھٹ رہے ہیں ــــ ہم اس جزیرے پر موجود ہیں۔ اس وقت سب ان پہاڑیوں کے دھماکوں اور تباہی میں الجھے ہوئے ہیں۔ آپ فوراً جنگی ہیلی کاپٹر اس جزیرے پر بھیج دیں تاکہ ہم یہاں سے نکل سکیں۔ اور سنیں، کچھ طاقتور وائرلیس بم بھی ساتھ لے آئیں۔ فوراً پہنچیں اوور "۔

عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

" اوکے ــــ ہیلی کاپٹر تو اسی روز سے تیار کھڑا ہے۔ ہم زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے میں پہنچ رہے ہیں ــــ اوور "۔ ــــ دوسری طرف سے تیز لہجے میں کہا گیا۔

" اوور اینڈ آل " ــــ عمران نے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ ٹرانسمیٹر روم سے باہر نکل آیا۔ اس کے ساتھی باہر جزیرے کی کھلی جگہ پر موجود تھے۔ ان سب کا رخ پہاڑیوں کی طرف تھا۔ جہاں اب تیز روشنی پھیلی ہوئی تھی اور آگ کا ایک بہت بڑا فوارہ آسمان کی بلندیوں تک چلا گیا تھا۔ یہ پہاڑیوں سے بلند ہو کر آسمان تک چلی گئی تھی۔ ہر دو تین لمحے بعد خوفناک دھماکے ہوتے اور آگ کا فوارہ اور بلند ہو جاتا۔ پہاڑیوں کے پتھر دریا میں گر رہے تھے لیکن جزیرہ ان کی زد سے محفوظ تھا۔ اگر وہ اس جزیرے پر نہ پہنچ جاتے تو شاید ان کا بھی بچ نکلنا ناممکن ہو جاتا۔

" یہ وہ میزائل پھٹ رہے ہیں ــــ جو پاکیشیا ایٹمی تنصیبات پر گرانے کے لئے اسرائیل نے خفیہ طور پر یہاں پہنچائے تھے "۔ عمران نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب ــــ انتہائی خوفناک تباہی ہو رہی ہے لیکن یہ سب کچھ ہوا کیسے "۔ صفدر نے کہا اور عمران نے پٹرول باہر نکالنے اور پھر فائر سے اس میں آگ لگنے کی ساری کہانی بتا دی۔

" اوہ ــــ پھر تو یہ تباہی ان کے اپنے ہاتھوں سے آئی ہے۔ مگر آپ کا پروگرام کیا تھا۔ آپ نے پٹرول باہر کیوں نکالا تھا "۔ کیپٹن

ٹشکیل نے پوچھا۔

" میرا پروگرام اور تھا ——— میں نے سوچا تھا کہ پٹرول باہم
لگالنے کے بعد والو کو الٹا چلا دوں گا اس طرح والو کی مشین رگڑ سے
گرم ہو جائے گی اور آہستہ آہستہ گرم ہوتی چلی جائے گی۔ اس کا نتیج
آگ کی صورت میں نکلتا۔ لیکن اچانک فائر کی وجہ سے آگ فوراً لگ گئی
لیکن ٹینک بے حد مضبوط بنائے گئے تھے۔ اس لیے ان کی چادر بڑی
دیر میں گرم ... اور ٹینک میں موجود پٹرول نے کافی دیر بعد آگ پکڑی
اس طرح ہمیں نکل آنے کا موقع مل گیا۔" عمران نے جواب دیا۔

" لیکن آگ بجھانے کا بھی تو وہاں بندوبست ہوگا۔ پھر آگ کیوں
نہیں بجھائی گئی۔" جولیا نے کہا۔

" ہاں ——— حقیقتاً مجھے بھی یہی خدشہ تھا لیکن اب یہ مجھے معلوم نہیں
کہ ایسا کیوں نہیں ہوا۔ آگ کیوں نہیں بجھائی گئی۔ اگر مائیکل اس تباہی
سے بچ گیا تو پوچھ کر بتاؤں گا۔"

عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور مائیکل کے بچ نکلنے
کی بات سن کر سب بے اختیار ہنس پڑے۔

" ارے ہم نے جوانا کے زخم کا تو خیال نہیں کیا ——— وہ زخمی
ہے۔" اچانک عمران نے کہا۔ اس کی نظر اب جوانا پر پڑی تھی جو اپنا
دایاں بازو، ہاتھ سے پکڑے کھڑا تھا۔

" کوئی بات نہیں ماسٹر ——— ٹھنڈے پانی سے خون بہنا رک گیا
ہے" جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ اس طرح جزیرے سے پہاڑیوں کی تباہی کا نظارہ کرتے

ہے۔

" آپ شہر کی طرف نہیں گئے" ——— اچانک جولیا نے پوچھا۔

" شہر میں شاکل ہمارے لیے دسترخوان بچھائے بیٹھا انتظار کر
رہا ہوگا لیکن مجھے چونکہ بھوک نہ تھی، اس لیے میں ادھر آگیا۔" عمران نے
جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا، انہیں اپنے
سروں پر ہیلی کاپٹر کی ہلکی ہلکی آواز سنائی دی۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر
کی آواز واضح ہوتی چلی گئی۔

اور پھر اوپر سے ان پر لائٹ پھینکی گئی۔ عمران نے مخصوص انداز
میں ہاتھ ہلایا اور بڑا سا ہیلی کاپٹر نیچے اترتا چلا آیا۔

ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا نوجوان پاکیشیا کی فضائیہ
کی وردی پہنے باہر آگیا۔ یہ ایئر میں تھرٹی کا انچارج اعظم تھا۔

" بم لے آئے ہو۔" عمران نے اعظم سے پوچھا۔

" ہاں ہیں" ——— اعظم نے جواب دیا۔

" لے آؤ" ——— عمران نے کہا۔ اور اعظم واپس مڑا۔ اور پھر اس
نے ہیلی کاپٹر سے ایک بڑا سا بیگ اتارا اور عمران کے حوالے کر دیا۔

" تم سب لوگ ہیلی کاپٹر میں بیٹھو ——— میں آرہا ہوں" عمران
نے بیگ لیتے ہوئے کہا اور پھر وہ دوڑتا ہوا واپس ٹرانسمیٹر روم میں
گھستا چلا گیا۔ اس نے تھیلے میں سے بم نکال کر انہیں مختلف جگہوں پہ
رکھا اور تھیلے میں موجود وائرلیس کنٹرولر نکال کر جیب میں ڈالا اور پھر
وہ ٹرانسمیٹر کی طرف بڑھا۔ اس نے مختلف بٹن دبائے اور ایک مخصوص

فریکوئنسی سیٹ کی۔

"ہیلو ——— ہیڈ کوارٹر ——— اوور"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی آواز سنائی دی۔

"مسٹر شاگل سے بات کراؤ ——— میرے پاس ان کے لئے ایک اہم اطلاع ہے ——— اوور"۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"کون صاحب بات کر رہے ہیں ——— اوور"۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"بات کراؤ جلدی ورنہ خوفناک تباہی ہو جائے گی ——— جلدی - اوور"۔ عمران نے چیخ کر کہا۔

"اچھا ——— اچھا ——— توقف کرو ——— ہم رابطہ قائم کراتے ہیں۔" دوسری طرف سے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد شاگل کی آواز سنائی دی۔

"شاگل سپیکنگ ——— کون بول رہا ہے ——— اوور"۔ شاگل کے لہجے میں شدید گھبراہٹ اور پریشانی نمایاں تھی۔

"شاگل ——— وہ کار مل گئی جس کا نمبر میں نے کرشن پورہ کالونی میں لکھوایا تھا ——— اوور" عمران نے اصل لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— عمران ——— تم کہاں سے بول رہے ہو۔ جلدی بتاؤ" شاگل کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں پہاڑیوں کی دوسری طرف موجود ٹرانسمیٹر والے جزیرے سے بول رہا ہوں ——— سنو، جی پی فایو کے کرنل ڈیوڈ کو کہہ دینا کہ تمہارا اڈہ تو نیست و نابود ہو چکا ہے ——— اب اگر اس نے پاکیشیا کے خلاف

کوئی سازش کی تو پورے اسرائیل کا یہی حشر کروں گا جو ان پہاڑیوں کا ہوا ہے ——— اوور اینڈ آل" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر بند کر کے وہ باہر کی طرف بھاگا۔

چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں پرواز کر چکا تھا۔ جب وہ کافی بلندی پر آگیا تو عمران نے جیب سے وائرلیس کنٹرولر نکالا اور پھر اس کا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبنے کے چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر نے جھٹکا کھایا۔ نیچے ایک دھماکا سنائی دیا تھا۔ اسی لمحے ٹرانسمیٹر ٹاور کی جلتی ہی بتی گل ہو گئی۔ عمران نے ایک طویل سانس لی۔ اس نے اڈے کے ساتھ ساتھ کافرستان کا جبکہ ٹرانسمیٹر اڈہ تباہ کر کے ——— کافرستان کو بھی سازش کی ہلکی سی سزا دے دی تھی۔

"ہیلی کاپٹر انتہائی تیز رفتاری سے پاکیشیا کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اور عمران کے چہرے پر گہرے اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔ اس نے اسرائیل اور کافرستان کی پاکیشیا کے خلاف ایک بہت بڑی سازش کے صحیح معنوں میں بخیئے ادھیڑ دیئے تھے۔

ختم شد